انتساب

حضرت صابر شاہ ولی شہیدؒ کے

نام

آپ نے احمد خاں

کو

احمد شاہ

بنایا

حرفِ چند

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ بعض افراد تاریخ ساز کردار ادا کرتے ہیں، عظیم مجاہد بابائے افغانستان احمد شاہ ابدالی نے بھی تاریخ ساز کردار ادا کیا ہے۔ احمد شاہ ابدالی کے تذکرے کے بغیر برصغیر اور افغانستان کی تاریخ نامکمل ہے، افغان تاریخ سے اگر احمد شاہ ابدالی کا تذکرہ نکال دیا جائے تو افغان تاریخ کی حیثیت بغیر لکھے کاغذ کے ٹکڑے جیسی رہ جائے گی۔ اگر احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں اور سکھوں کو شکستیں نہ دی ہوتیں تو آج برصغیر کی تاریخ مختلف ہوتی، اس نے افغانوں کو متحد کیا ،اور اپنی قوم کو غیروں کی غلامی سے نجات دلائی۔ بلاشبہ احمد شاہ ابدالی ایک عظیم انسان، عظیم بادشاہ، عظیم فاتح تھا۔ اس کی سوانح حیات قارئین کے لئے دلچسپی کا سامان لیے ہوئے ہے۔ خصوصاً افغان تاریخ میں دلچسپی لینے والے حضرات کے لئے یہ کشش کا سبب بنے گی۔ افغانستان کے موجودہ حالات کو سمجھنے کے لئے اس دور کی تاریخ کو سمجھنا اور جاننا ضروری ہے۔ اس کاوش کو مکمل کرنے کے لئے راقم کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ حالانکہ اس موضوع پر کتب موجود ہیں۔ اور ڈاکٹر گنڈا سنگھ کی خاص طور پر تحقیق موجود تھی۔ مگر وہ ناکافی تھی، ایک سال کی سخت محنت کے بعد یہ کتاب مکمل ہوئی اب اس کو شائع کرانے کا مسئلہ درپیش تھا۔ کوئی پبلیشر اس کو شائع کرنے کے لئے تیار نہ ہوا، بقول ان کے یہ گھاٹے کا سودا تھا۔ برادر عزیز گل فراز کے جذبے کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے، کہ انہوں نے اس کتاب کو شائع کیا اور میری حوصلہ افزائی کی۔

راقم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کی والدہ محترمہ کا خاندانی تعلق احمد شاہ ابدالی سے ہے۔ وہ اس عظیم مجاہد کی اولاد سے ہیں، حسب سابق عظیم روحانی شخصیات حضرت سید امان اللہ شاہ صاحب (شاہدرہ) ڈاکٹر حضرت سلطان احمد (چشتی ،قادری، نقش بندی نیازیہ کریم پارک لاہور) اور حجرت بابا خالد (پاکستان کلاتھ

مارکیٹ لاہور) کی دعائیں شامل حال رہیں۔میرے پیارے ماموں شہزاد سلطان مسعود نے اس کتاب کی تیاری کے سلسلے میں کئی اہم مشورے دیئے اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔میری ہر کاوش ،میری ہر دعا میں حسب سابق شامل میرا پیارا پیارا بھائی اسد علی ہے۔اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عطا فرمائے ،اپنے پیارے بھتیجے آغا نجف علی کے لئے ڈھیروں دعائیں۔میرے دوست عنایت علی، شیخ غلام صابر کا تعاون بھی حاصل رہا،بینش آغا نے اس کاوش کی تیاری کے سلسلے میں بھر پور تعاون کیا، مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ ان کے تعاون کے بغیر یہ نامکمل رہتی۔ان کا بے حد شکر گزار ہوں۔امید ہے قارئین کو یہ کاوش ضرور پسند آئے گی۔آخر میں گزارش ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اسے نادانستہ غلطی تصور کریں۔اور اس کی نشان دہی بھی کریں،تا کہ اصلاح کا عمل جاری وساری ہے۔

آغا قیصر علی

باب ۱ :: قدیم تاریخ افغانستان

افغانستان کی وجہ تسمیہ

افغانستان اور افغان قوم کی تاریخ انسانی تاریخ کا ایسا موضوع ہے، جس کے متعلق تحقیق و بحث آج تک جاری ہے۔ افغانستان میں ابتدا میں کون سی قوم آباد تھی۔ اس خطہ کا نام کیا تھا؟۔ اس سوال کا جواب تاریخ دینے سے قاصر ہے، البتہ قدیم جغرافیہ دان بطلیموس اور اس کی تقلید کرنے والے قدیم جغرافیہ دانوں نے افغانستان کے ایک بڑے حصے کو ایران کے صوبے خراسان کے ساتھ ملا کر اس کا نام ''آریانہ'' رکھا ہے۔

اردو جامع انسائیکلوپیڈیا میں افغانستان کا قدیم نام ''آریانہ'' اور ''پاکتیا'' بیان کیا گیا ہے۔ آریانہ کے متعلق جامع انسائیکلوپیڈیا میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ

آریانہ افغانستان کا وہ حصہ ہے، جو کوہ ہندوکش کے جنوب سے ہرات کے شمال مغرب تک جاتا تھا۔ اس کے جنوب مغرب میں وہ علاقہ ہے، جسے بعد میں سیستان کہنے لگے۔

زرتشی مذہب کی کتاب اوستا میں جس علاقے کو آریانہ کہا گیا ہے۔ وہ دراصل آج افغانستان ہی کا حصہ ہے۔

ہندوؤں کی مقدس کتاب رگ وید میں اس علاقے کا نام آریانہ ہے۔ رگ وید میں کوبھا اور سواستو نامی دو وادیوں کا ذکر بہت آیا ہے۔ یہ دونوں نام آج بھی کابل اور سوات کی صورت میں قائم ہیں۔

فردوسی نے بھی شاہنامہ میں آریانہ کا ذکر بڑے زور شور سے کیا ہے اور فردوسی نے آریانہ اس علاقے کو قرار دیا ہے جو اس وقت افغانستان میں شامل ہے۔ زمانہ قدیم میں یونانیوں نے اسے اکسمیا، اہل فارس نے اسے آریاورتا، اہل ہند نے باہ لکا، اہل عرب نے اسے خراسان کہا ہے (بحوالہ سال نامہ مجلّہ کابل) اب سوال یہ

پیدا ہوتا ہے کہ

افغان کون ہیں؟۔

اس سلسلے میں مختلف مورخین اور محققین نے اپنی اپنی رائے دی ہے۔افغانوں کے اپنے بیانات اور روایت یہ کہتی ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ سلام کے بیٹے ،حضرت اسحاق علیہ سلام کے بیٹے ،حضرت یعقوب علیہ سلام کے بیٹے ،حضرت بنیامین علیہ سلام کی اولاد ہیں، جو فلسطین سے تیسری جلاوطنی کے موقع پر ان سے بچھڑ گئی ،اور مشرقی جانب آ گئی۔انہوں نے اپنے پہاڑی درے کا نام خیبر رکھا ٹھیک اسی طرح بنی اسرائیل نے حجاز پہنچ کر اپنی بستی کا نام خیبر رکھا۔افغانی اپنے کوہستانی سلسلہ کو کوہ سلیمان کہتے ہیں۔اس کی چوٹی کو تخت سلیمان کا نام دیتے ہیں۔فلسطین میں واقع علاقہ غور کی طرح افغانستان میں بھی اسی نام کا ایک علاقہ موجود ہے۔

بعض افغانیوں نے خود کو سلیمانی بھی کہا ہے،جس طرح اسرائیلی افسانوں میں بزرگوں کے نام بیان کیے گئے ہیں،اسی طرح افغانی بھی بیان کرتے ہیں۔افغان مورخین کا کہنا ہے کہ ساؤل یا طالوت (بادشاہ بنی اسرائیل) کا بیٹا ارمیا تھا، ارمیا کے بیٹے کا نام افغناہ تھا،حضرت داود علیہ سلام نے اس کی پرورش کی ،حضرت سلیمان علیہ سلام نے اسے سپہ سالار مقرر کیا،حضرت سلیمان علیہ سلام کے وصال کے بعد بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں بادشاہت کے مسئلے پر پھوٹ پڑ گئی، دس قبیلوں نے یربعام کو جب کہ دو قبیلوں یہوداہ اور بنیامین نے رجعام کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔دونوں حکومتیں آپس کی دشمنی کی وجہ سے قائم نہ رہ سکیں۔آخر آشوریوں ،بابلیوں اور رومیوں کے مظالم کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئیں۔یہوداہ کی ریاست کا 579ء قبل مسیح میں بابلیوں اور اسرائیلہ کی سلطنت کا آشوریوں نے 721 قبل مسیح میں خاتمہ کر دیا۔بابل کا بادشاہ بخت نصر ایک لاکھ یہودیوں کو قیدی بنا کر بابل لے گیا، انہیں ایران اور بابل کے آس پاس آباد کیا۔اس دوران کئی اسرائیلی بھاگ گئے۔بعض

عرب کی سرزمین میں اور بعض کوہستان غور (موجودہ افغانستان) آ گئے۔

پختون کی وجہ تسمیہ

ایک قبیلہ بنی پخت بھی تھا، جو مشرق میں دوسرے اسرائیلی قبیلے کے ساتھ آباد ہوا۔ بنی پخت کی عزت وشہرت کی وجہ سے تمام جلاوطن قبائل کا قومی نام پختون پڑ گیا، یعنی بنی پخت کی اولاد۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے دور میں حجاج بن یوسف نے فتح سندھ کے لئے محمد بن قاسم کو بھیجا، تو تمام افغانیوں کے گروہوں نے ان کی مدد اور پشت بانی کی، اس کی وجہ سے پشتوان کہلائے، کثرت استعمال کی وجہ سے یہ لفظ پشتون بن گیا۔

اسرائیلوں کے کوہستان غور آنے سے قبل اس علاقے میں ضحاک تازی نسل کے غوری آباد تھے، جلاوطن اسرائیلیوں نے ان کی ہمسائیگی میں سکونت اختیار کی، بعد میں غوریوں نے ان کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کر لیے۔ حتیٰ کہ آپس میں شادی بیاہ کرنے لگے۔

لفظ پٹھان کی وجہ تسمیہ

اور جو اسرائیلی عرب آ کر مکہ معظمہ آباد ہوئے۔ ان میں سے قیس نے اسلام قبول کرلیا۔ رسول کریم ﷺ نے قیس کا نام عبدالرشید رکھا۔ فتح مکہ کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ کی بیٹی سے عقد کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ پیشین گوئی فرمائی کہ قیس کی اولاد اس قدر زیادہ ہو گی کہ دوسری تمام اقوام پر غالب آ جائے گی۔ اور ان کی مذہب اسلام سے محبت اس قدر مضبوط ہوگی کہ جس قدر وہ لکڑی جس پر جہاز کی تعمیر کی جاتی ہے۔

خیال رہے اس لکڑی کو عربی میں ''بطان'' کہا جاتا ہے۔ اس لئے آنخضرت ﷺ نے قیس عبدالرشید کو بطان کا خطاب دیا، بطان پٹھان سے بنا، اور بعد میں کثرت استعمال سے یہ لفظ پٹھان بن گیا۔

یہی حضرت قیس حضور علیہ ﷺ کے حکم سے غورستان آئے اور تبلیغ کی، اور تمام گروہوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ سب نے ان کو اپنا سردار اور پیشوا بنا لیا۔ ان کے لقب پٹھان کی وجہ سے تمام اولاد پٹھانی کہلائی۔

اسلام سے قبل فاتحین

اس علاقے پر دارا اول نے 516 قبل مسیح میں قبضہ کیا۔ اس کے زمانے میں افغانستان باکتریا اور گندوارا نامی حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ گندوارا کا علاقہ خیبر کے مشرق اور باکتریا کا علاقہ مغرب میں تھا۔

سکندر اعظم نے ہندوستان آتے ہوئے 326 قبل مسیح میں اسے فتح کیا۔ سکندر کے زمانے میں یہاں یونانی طرز کی عمارات تعمیر کی گئی، سکندر اعظم کے بعد اس کے مفتوحہ علاقے اس کے جرنیلوں کے قبضے میں آ گئے۔ پاکستان کے شمال مغربی علاقے کے ساتھ افغانستان کے ایک بڑے حصے پر یونانی حکومت تقریباً دو سو برس تک قابض رہی۔ پہلی صدی قبل مسیح میں یوچی قوم کی کشان شاخ نے قبضہ کیا۔ اور خاصے طویل عرصے تک یہاں حکومت کی، اس خاندان کا عظیم ترین حکمران کنشک تھا۔ جس کی حکومت دوسری صدی عیسوی کے آخر میں بلخ سے بنارس اور کشمیر سے سیستان تک پھیلی ہوئی تھی، چوتھی صدی عیسوی کے آخر میں سفید ہنوں کا دور آیا۔ ان کا خاتمہ ایران کی ساسانی حکومت نے کیا۔ پانچویں سے ساتویں صدی عیسوی تک وادی کابل میں مقامی سرداروں کی حکومتیں قائم ہوتی رہیں، جب کہ باقی افغانستان میں وہ سردار حکمران رہے، جو ایران کی ساسانی حکومت کے زیر نگین تھے۔

اسلامی عہد

حضرت قیس عبدالرشیدؓ کے قبول اسلام کے متعلق اور آپ کی اس خطے میں آمد کے متعلق پہلے بیان کیا گیا ہے۔ ساتویں صدی عیسوی افغانستان کے لئے انتہائی اہم تھی۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں ایران مسلمانوں نے فتح کیا بلکہ مکران (بلوچستان)

کے اکثر حصوں پر بھی مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں مسلمانوں نے زابلستان یعنی غزنہ سے لے کر کابل تک کا علاقہ فتح کیا۔ اسی دور میں وادی کابل میں ایک تبلیغی مہم روانہ کی گئی، 650ء میں بلخ اور ہرات کی بغاوتوں کو فرو کیا گیا۔ 664ء کو کابل شہر و گرد نواح کو باقاعدہ طور پر اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔

افغانستان کے مختلف علاقے بنو امیہ اور پھر بنو عباس کے ماتحت رہے مختلف صوبوں کے مختلف نام تھے، ان کے والی بھی مختلف مقرر کیے گئے۔ افغانستان نام کا کوئی ملک دنیا کے نقشے پر موجود نہ تھا، عباسی حکومت کے زوال کے ساتھ ہی مقامی گورنروں نے خود مختار حکومتیں قائم کر لیں، ایران اور افغانستان میں بھی علیحدہ اسلامی حکومت قائم ہوئی، جو طاہری خاندان کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس خاندان نے 730 تا 814ء حکومت کی، ان کا دار الحکومت نیشاپور تھا۔ یعقوب بن لیث نے طاہری خاندان کی حکومت ختم کر کے حکومت خود سنبھال لی۔

عظیم اسلامی حکومت

افغانستان میں سب سے عظیم اسلامی حکومت غزنی خاندان کی تھی، سبکتگین نے اسکی بنیاد ڈالی، اور اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا محمود غزنوی حکمران بنا۔ عباسی خلیفہ نے اسے یمین الدولہ کا خطاب دیا۔ محمود غزنوی کا شمار دنیا کے عظیم جرنیلوں اور حکمرانوں میں ہوا۔ اس نے ہندوستان پر ے احملے کیے۔ اس کی عظیم الشان سلطنت دریائے آمو سے دریائے گنگا تک پھیلی ہوئی تھی، اس خاندان کی حکومت کا خاتمہ غوریوں نے کیا۔ اس خاندان کے عظیم حکمران سلطان شہاب الدین غوری نے دہلی کے پرتھوی راج چوہان کو شکست دی، غوریوں نے فیروز کو دار الحکومت بنایا، یہ شہر ہرات کے پاس تھا۔

تاتاریوں کے حملے

1223ء میں تاتاریوں نے آخری غوری بادشاہ کو قتل کر کے افغانستان میں اپنی حکومت قائم کرلی، تاتاریوں نے بلخ، ہرات، اور غزنی کی تہذیبیں تباہ و برباد کردیں، جب چنگیز خاں کی موت ہوئی اور تاتاری سلطنت زوال کا شکار ہوئی، تو افغانستان کے مختلف علاقوں کے والی خودمختار بن گئے۔

شمس الدین کرت کی حکومت

طوائف الملوکی اور انتشار کے دور میں والی کوہستان غور کے کرت ترک قبیلہ کے سردار ملک شمس الدین کرت نے خودمختار حکومت قائم کرلی، اس کی عملداری میں غزنی ہرات، بلخ، سرخس، اور نیشاپور کے کئی علاقے تھے۔اس خاندان کی حکومت 1389ء تک قائم رہی۔

تیموری خاندان

1389ء کو امیر تیمور نے افغانستان پر قبضہ کرلیا۔تیموری خاندان کا آخری بادشاہ سلطان حسین بایقرا تھا۔اس کا عہد افغان تاریخ میں بڑا ممتاز تھا۔تیموری خاندان کا خاتمہ سولھویں صدی کے آغاز میں ہوا، ایران کے صفوی اور وسط ایشیا کے شیبانی خاندان نے ان کے علاقوں پر قبضہ کرلیا، شیبانیوں اور مغلوں کے درمیان کشمکش جاری رہی۔ یہاں تک کہ تیمور کی اولاد میں سے ظہیر الدین بابر نے اپنے پایہ تخت فرغانہ سے نکل کر قندھار اور کابل پر قبضہ کیا۔پھر 1526ء میں ہندوستان میں ابراہیم لودھی کو شکست دے کر مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی، بابر کے بعد افغانستان کے بعض علاقے ایران اور بعض علاقے ہندوستان کی مغلیہ حکومت کے زیر قبضہ رہے۔اگر کوئی قبیلہ بغاوت کردیتا تو دہلی یا اصفہان سے فوجیں بھیج کر اس بغاوت کو کچل دیا جاتا۔

ہوتک قبیلہ کی حکومت

1707ء میں خلجیوں کے ہوتک قبیلہ کے عظیم سردار میر ویس نے قندھار میں ایران کی صفوی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی، اور ایرانی گورنر کو شکست دے کر قندھار پر قبضہ کر لیا، 1715ء میں اس کی وفات ہوئی اس کے بیٹے محمود اور میرویس کے بھائی عبدالعزیز میں اقتدار کے حصول کے لئے کش مکش شروع ہوئی، محمود نے 1717ء میں اپنے چچا عبدالعزیز کو قتل کر دیا۔ محمود نے 1720ء میں کرمان کو فتح کیا۔ 1722ء میں صفوی سلطنت کے دارالحکومت اصفہان پر بھی قبضہ کرلیا۔ محمود نے شاہ طہماسپ کو گرفتار کرلیا۔ محمود کے چچازاد بھائی اشرف نے اسے قتل کر دیا، اور محمود کا سر جگہ جگہ پھرایا۔ اشرف نے حکومت سنبھال لی، اشرف نے طاقتور عثمانی لشکر کو جو ایران پر حملہ آور ہوا، شکست دی۔ 1727ء میں عثمانیوں نے اشرف کو ایران کا سلطان تسلیم کرلیا۔

نادرشاہ درانی کی حکومت

ترکمانوں کے افشار قبیلے کا ایک شخص نادر قلی خان اٹھا اور ایرانیوں کو اپنے جھنڈے تلے جمع کیا۔ اور شاہ اشرف کو زبردست شکست دے کر ایران میں حکومت قائم کر لی، نادر شاہ نے قندھار بھی فتح کر لیا۔ بعد میں ہندوستان فتح کر کے دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔
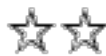
باب 2 :: خاندانی پس منظر

احمد شاہ درانی کا تعلق افغان قبیلے ابدالی سے تھا ابدالی قبیلہ ''ابدال'' کے نام سے منسوب ہے ابدال ''قیس'' کے خاندان کی نسل کا پانچواں فرد تھا نقوش لاہور نمبر صفحہ 90 میں تحریر ''ابدالی در حقیقت ''عبد علی'' تھا جو بگڑ کر ابدالی بن گا خلیفہ رسول ﷺ علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ سے عقیدت کی بنا پر یہ لوگ ''عبد علی'' کہلاتے تھے ۔بعض مورخین کا کہنا ہے کہ ابدال کا اصل نام کچھ اور تھا ابدال لقب تھا جو اپنے وقت کے مشہور صوفی بزرگ حضرت ابدال چشتیؒ (جو شام کے رہنے والے تھے) نے عطا کیا جن کی پیدائش 874 ءکو اور وفات 966 ءکو ہوئی ان کا پورا نام خواجہ ابو احمد ابدال تھا آپ کا تعلق چشتیہ سلسلہ سے تھا۔ جہاں تک لفظ ''ابدال'' کا مفرد ''بدل'' ہے یہ اصطلاح صوفیوں کے ہاں اس طبقہ کے لیے استعمال کی جاتی ہے جنہیں عام لوگ نہیں پہچانتے یہ ''رجال الغیب'' بھی کہلاتے ہیں کہتے ہیں کہ زمین ابدال کے وجود سے کبھی خالی نہیں رہتی وہ دنیا کے انتظام میں ہمیشہ معروف رہتے ہیں خصوصا محتاجوں اور بے کسوں کی مدد گیری میں ۔ان کی تعداد اور مرتبہ کے متعلق صوفیوں میں اختلاف رائے ہے ابدال انہیں اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کا مقام ماموری بدلتا رہتا ہے۔''

ابدال اشرف الدین کے پوتے اور ترین کے بیٹے تھے کا فرد تھا شرف الدین سارابن کے بیٹے اور قیس یا قس کے پوتے تھے۔قیس یہودی خاندان کا فرد تھا انہوں نے اسلام عہد رسالت ﷺ میں قبول کرلیا اس کا نام عبدالرشید رکھا گیا۔ ''ان کی شادی حضرت خالد رضی اللہ تعالی عنہ بن ولید کی ایک بیٹی سے ہوئی ۔ بحوالہ (Punjab Casts by Danzil Ibbetson) ابدالی کا ایک پوتا سلیمان تھا عیسیٰ کا بیٹا تھا اسے زیرک کا نام بھی دیا جاتا ہے عموما عرف کے طور پر یہ نام استعمال کرتا تھا اسی سلیمان کی نسل میں سے پوپلزئی ،بارکزئی ،علی کوزئی اور موسیٰ زئی

قبائل ہوئے۔

پوپلزئی قبیلہ کا ایک فرد عمر تھا اس کا دوسرا بیٹا اسد اللہ تھا جو سدو کے نام سے معروف تھا اسد اللہ کی پیدائش 1585ء کو ہوئی اسی کی نسل سیدوزئی کہلائی سیدو کے پانچ فرزند تھے ان میں سے خواجہ خضر خاں دوسرا فرزند تھا جو خضر خاندان کا سردار بنا خواجہ خضر خاں صوفی بزرگ تھے ان کا بڑا احترام کیا جاتا تھا لوگ ان کے مزار پر جا کر دعائیں مانگتے خواجہ خضر خاں کی وجہ سے خضر خیل قبیلہ ممتاز حیثیت حاصل کر گیا قانون اور سزا سے انہیں چھوٹ مل گئی۔ حکومت انہیں سزا نہیں دیتی تھی صرف سردار قبیلہ سزا دے سکتا تھا موت کی سزا ابدالی قبیلہ کا سردار اعلیٰ بھی کسی سیدوزئی کو نہیں دے سکتا تھا۔ خواجہ خضر خاں سیدو کی وفات کے بعد قبیلہ کے سردار بنے، خواجہ خضر خاں کی وفات کے بعد ان کا بڑا بیٹا خدا داد قبیلہ کا سردار بنا اسے مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر نے ''سلطان'' کا خطاب دیا یہ ''سلطان خداکئی'' کے نام سے مشہور تھا اس نے جوش میں آ کر ایک بے گناہ شخص اور اس کے تین معصوم بچے قتل کر دیئے جس پر یہ بہت پشیمان ہوا اور قبیلہ کی سرداری سے دست بردار ہو گیا اور اپنے بھائی شیر خاں کو سردار بنایا شیر خاں گھوڑے سے گر کر جاں بحق ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سرمست خاں قبیلہ کا سردار بنا اس کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا دولت خاں قبیلہ کا سردار بنا یہ بہادر شخص تھا اس نے ایرانی فوجوں کو شکست دی جس سے یہ افغانیوں کا ہیرو بن گیا اور اسے احترام کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ اس کی شہادت کے بعد اس کا بیٹا رستم خاں سردار بنا۔

دولت خان کا دوسرا بیٹا زماں خاں تھا یہی زمان خاں عظیم فاتح پانی پت اور دورا ہہ کا غازی احمد شاہ ابدالی کا باپ تھا

....

باب 3 :: تاریخ وجائے پیدائش

1723ء بمطابق (1135ھ) کو احمد شاہ درانی کی پیدائش ہوئی۔ ''پانی پت کی آخری جنگ'' میں احمد شجاع پاشا نے تاریخ پیدائش 1722ء لکھی ہے اسکی والد زرغونہ علی کوزئی تھی دولت خاں کا ایک اور بیٹا ذولفقار خاں بھی تھا جو احمد شاہ کی تاریخ پیدائش کا اندازہ لگایا گیا اس کی صحیح تاریخ پیدائش تاریخ میں نامعلوم ہے جب نادر شاہ نے 1738ء کو قندھار فتح کیا تو احمد شاہ کی عمر 16 برس تھی جہاں تک اس کیجائے پیدائش کا تعلق ہے اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے بعض مورخین کا کہنا ہے کہ اس کی پیدائش ملتان میں ہوئی۔ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا کے مطابق احمد شاہ کی پیدائش ہرات میں ہوئی۔ ہوسکتا ہے کہ زمان خاں نے ہرات کے خراب حالات کی وجہ سے زرغونہ کو ملتان بھیج دیا ہوتا کہ ایا زچگی پرسکون ماحول میں گزریں۔ احمد شاہ کی پیدائش کے وقت زمان خاں ہرات کا گورنر تھا احمد شاہ کی پیدائش کے چند ماہ بعد زمان خان کی وفات ہوگئی۔ احمد شاہ نے اپنی زندگی کے ابتدائی دس برس کہاں اور کیسے گزارے تاریخ اس سلسلے میں خاموش ہے۔

تاریخ میں اس کا ذکر 1732 میں اس وقت آتا ہے جب اس کے بھائی ذولفقار خاں کو فرح میں شکست ہوئی تو یہ اپنے بھائی کے ہمراہ قندھار کے گورنر حسین غلزئی کے پاس فرار ہوکر آیا لیکن میر حسین نے ان کو پناہ دینے کی بجائے قید کرلیا۔ نادر شاہ نے جب قندھار فتح کیا تو ان دونوں کو رہائی ملی۔ نادر شاہ درانی نے حاجی اسماعیل علی زئی کی وجہ ان کے ساتھ اچھا برتاہ کیا حاجی اسماعیل احمد شاہ کا بہنوئی تھا ابدالی قبیلے نے نادر شاہ کا کئی مہموں میں بھرپور ساتھ دیا تھا اس وجہ سے بھی نادر شاہ نے دونوں کی عزت کی۔

ترقی کا آغاز

نادر شاہ احمد شاہ کی سحر انگیز شخصیت سے بہت متاثر ہوا اس وقت احمد شاہ کی عمر

16 برس تھی نادر شاہ نے اسے اپنے ذاتی سٹاف میں شامل کر کے ''بسوال'' (ذاتی نگہداروں) کا سربراہ) کا منصب عطا کیا یہ احمد شاہ کی ترقی کا آغاز تھا اسی منصب کی وجہ سے وہ احمد خاں سے احمد شاہ بنا اب وہ نادر شاہ کے ساتھ ساتھ رہنے لگا اس نے ہندوستان، ترکی، اور دوسرے مقامات پر جنگی مہمات میں شرکت کر کے اپنی شجاعت و دلیری کے جوہر دکھائے اور نادر شاہ کو مزید متاثر کیا۔ احمد شاہ نے جلد ہی ممتاز حیثیت حاصل کر لی نادر شاہ نے اسے ''بنک باشی'' یعنی خزانہ دار (Treasury officer) بنا دیا۔

نادر شاہ کا احمد شاہ کو خراج تحسین

نادر شاہ احمد شاہ سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے بھرے دربار میں اسے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ایران، توران، ہندوستان کسی مقام پر اتنا ذہین، صلاحیتوں سے بھرپور، وفادار اور بہادر نوجوان نہیں دیکھا

(بحوالہ جہاں کشائے نادری صفحہ 328)

نظام الملک کی پیشین گوئی

9 مارچ 1739ء کو جب نادر شاہ درانی نے دہلی فتح کر لیا تو احمد شاہ دکن میں نائب السلطنت مقرر کیا۔ ایک دفعہ نظام الملک آصف جاہ سابق وزیر اعظم کی نظر احمد شاہ پر پڑی اس وقت احمد شاہ دیوان عام کے پاس جالی دروازے پر بیٹھا ہوا تھا نظام الملک بہترین قیافہ شناس تھا اس نے احمد شاہ کو دیکھ کر پیشین گوئی کی کہ یہ نوجوان تخت شاہی پر رونق افروز تھا۔

نادر شاہ کو اطلاع

نادر شاہ درانی کو اپنے پرچہ نویسوں کے ذریعے جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے فوراً احمد شاہ کو اپنے حضور طلب کیا اس کے کان میں خنجر کی نوک چبھوتے ہوئے کہا:

”جب تم بادشاہ بنو گے تو یہ چپر کا تمہیں میری یاد دلائے گا“

(بحوالہ تاریخ احمد شاہی)

احمد شاہ کا نادر شاہ سے عہد

نادر شاہ نے ایک دفعہ احمد شاہ کو طلب کیا اور کہا:

”احمد خاں ابدالی یاد رکھو! میرے بعد بادشاہت تمہارے ہاتھ آئے گی تمہارا یہ فرض ہے کہ میرے اولاد کیساتھ زیادہ لطف اور مہربانی کا برتاؤ کرو۔(بحوالہ تاریخ احمد شاہی)

(تاریخ گواہ ہے کہ احمد شاہ اور اس کے بیٹے اور جانشین تیمور شاہ نے نادر شاہ درانی کی اولاد کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔

نادر شاہ کا قتل

1747ء کو ایک سازش کے ذریعے نادر شاہ کو قتل کردیا قاتلوں کی یہ کوشش تھی کہ کسیطرح صبح تک قتل کی خبر چھپی رہے اور فوج کو علم نہ ہوتا کہ ازبکوں اور افغانوں سے بے خبری کے عالم میں نپٹا جا سکے اس دوران احمد خان کو اس حادثہ کا علم ہو گیا اسے پہلے تو یقین نہ آیا لیکن وہ پھر بھی تیار تھا اس صورت حال میں افغانوں کے صرف ایک ہی راستہ رہ گیا تھا وہ تھا وطن واپسی کا۔تاکہ آزادی حاصل کی جا سکے افغانوں نے قومی فوج تیار کرلی تھی جو ہر مخالفت قوت سے ٹکرا سکتی تھی نادر شاہ کے قتل کے بعد اب افغان کسی غیر ملکی کے آلہ کار نہیں تھے بلکہ اپنے ملک وقوم کے سرفروش فدائی تھے اب وہ نادر شاہ کے نامزد کردہ گورنر نور محمد خاں زئی کی اطاعت کرنے کے لیے تیار نہ تھے

باب 4 :: احمد خاں سے احمد شاہ

تاریخی جرگہ

اس بدلتی ہوئی صورت حال کے پیش نظر ابدالی اور غلزئی متحد ہو گئے انہوں نے اپنا سردار منتخب کرنے کے لیے جرگہ بلایا چنانچہ جرگہ بلایا گیا افغان سرداروں کا جرگہ مقبرہ شیخ سرخ میں منعقد ہوا جو ایک چھوٹے سے قصبے نادر آباد میں واقع تھا اور قندھار سے صرف □ 35 میل کے فاصلے پر تھا۔ ایک سردار کا منتخب کر لینا آسان بات نہ تھی ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ اس کا امیدوار اس منصب پر فائز ہو مسلسل 8 دن جرگے کے اجتماعات منعقد ہوتے رہتے نویں نشست میں محمد زئی قبیلہ کے سردار حاجی جمال خان نے کافی لوگ اپنے حق میں کر لیے مگر فیصلہ نہ ہو سکا۔

صابر شاہ ولیؒ کا فیصلہ

احمد خاں جو کہ نسب و خاندان میں سب سے اعلیٰ تھا خاموش تھا جرگہ میں شرکت کرتا رہا مگر اس نے کوئی رائے نہ دی ایک موقع ایسا آیا کہ تلواریں میانوں سے نکلنا ہی چاہتی تھیں کہ ایک درویش صابر شاہؒ نے احمد خاں کا نام سرداری کے لیے تجویز کیا اور کہا کہ

"خدا نے احمد خاں کو تم سب سے بڑا اور باعظمت آدمی پیدا کیا ہے۔ یہ افغانوں میں سب سے بالا و برتر ہے خدا کی مرضی کے آگے سر جھکا دو۔ ورنہ یاد رکھو اس کی مشیت سے سرتابی تمہیں کہیں کا نہ رکھے گی۔"

یہ سن کر حاجی جمال خاں نے جو سرداری کا مضبوط امیدوار تھا اس نے سر جھکا لیا اور پورے جوش و خروش سے احمد خاں کی تائید و حمایت کا اعلان کیا۔ (بحوالہ مجمل التواریخ)

صابر شاہ ولی کون تھے

حضرت صابر شاہ ولیؒ کا لاہور میں لیڈی ولنگڈن ہسپتال کے عقب (واقع مینار پاکستان کے بالمقابل) اور ڈینٹل ہسپتال کے سامنے واقع ہے۔

''تاریخ افغان'' میں فریر نے لکھا ہے کہ درویش صابر مقبرہ شیخ سرخ کے مجاور تھے یہ مقبرہ نادر آباد میں قندھار سے 35 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔'' (خیال رہے کہ یہیں افغانوں کا تاریخی اجتماع ہوا تھا جہاں احمد خاں کو سردار منتخب کیا گیا تھا) صابر شاہ کا اصل نام ''شاہنامہ احمدیہ'' میں نظام الدین عشرت نے رضا شاہ تحریر کیا ہے صابر شاہ ان کا صوفیانہ نام تھا۔ نقوش لاہور میں صفحہ 92 میں درج ہے کہ صابر شاہ نیم مجذوب درویش تھا لاہور اس کا آبائی وطن تھا اس کا دادا جس کا نام یا غالبا لقب استا حلال خور تھا کابل میں گھوڑوں کے امراض کا طبیب تھا اس نے بعد ازاں دنیا ترک کر کے درویشی اختیار کر لی اس کے زہد و اتقا کی بنا پر اسے لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس کا لڑکا یعنی صابر شاہ کا باپ حسین شاہ بھی فقیر تھا صابر شاہ نے اسی ماحول میں پرورش پائی اس پر سکر غالب تھا نادر شاہ کی زندگی ہی میں اس کی ملاقات احمد شاہ سے حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سلطان ابوالحسن علی کے روضہ مشہد میں ہوئی۔''

احمد خاں سے احمد شاہ دُرِ دوراں

اس تاریخی جرگہ میں احمد خاں کو افغان سرداروں نے اپنا سردار اعلیٰ چن لیا تو صابر شاہ نے جب یہ دیکھا کہ افغانوں نے احمد خاں کو سردار اعلیٰ چن لیا تو نے اسی موقع سے فائدہ اٹھایا زمین پر ایک چھوٹا سا چبوترہ بنایا اور احمد خاں کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

''یہ تمہاری مملکت کا تخت شاہی ہے۔''

اس کے بعد صابر شاہ نے احمد شاہ سے کہا

''اب تم بادشاہ دردوران ہو۔''

احمد شاہ نے اس خطاب میں تھوڑی سی ترمیم کی اور در دوراں کی بجائے در دراں کر دیا اس وقت سے اس کا قبیلہ درانی کے نام سے مشہور ہو گیا۔

دوسرا تاریخی اعلان

احمد شاہ کو بادشاہ بنانے کے بعد جو دوسرا اعلان اس تاریخی اجتماع میں کیا گیا وہ افغانستان کا اعلان آزادی تھا اعلان میں یہ کہا گیا کہ افغانستان کا ایران سے سیاسی تعلق منقطع کر دیا گیا ہے اب یہ آزاد خود مختار مملکت ہے اور اس کا اپنا ایک بادشاہ بھی ہے تمام قبائل نے اس فیصلے کی بھی پر جوش تائید و حمایت کی کسی نے مخالفت نہ کی۔

....
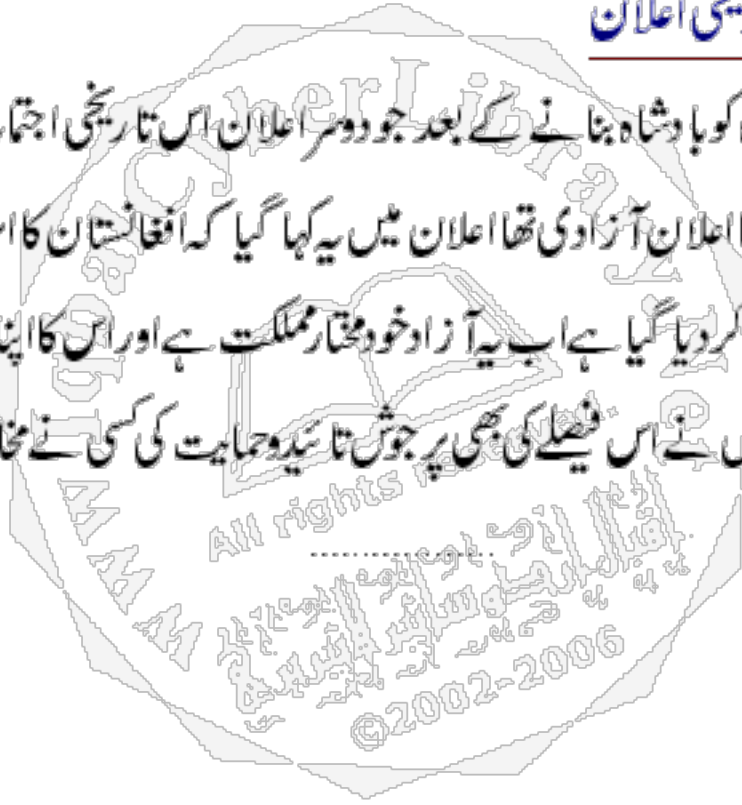
باب 5 :: احمد شاہ کی فتح قندھار

بادشاہ بننے کے بعد احمد شاہ نے قندھار پر جلد از جلد قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا ہرات پر قبضہ کرنے کا خیال فی الحال اس نے دل سے نکال دیا۔ ''فرخ کے قریب چند ہزار ایرانیوں نے فوج نے اس کی فوج کو کچلنے کے بعد وہ کسی رکاوٹ کے بغیر قندھار میں داخل ہو گئے۔

احمد شاہ کی سخاوت

احمد سعید خاں جو وائی لاہور محمد زکریا خان اور وائی کابل نصیر خاں کا نمائندہ تھا تقریباً 2 کروڑ روپے کا خزانہ جس میں زر نقد اور بے شمار ہیرے جواہرات اور شالیں شامل تھیں افغان محافظوں کی حفاظت میں یہ خزانہ لے کر قندھار آیا یہ خزانہ 3 سو اونٹوں پر لادا گیا۔ یہ تحائف اور خزانہ نادر شاہ کی خدمت میں بھیجا جا رہا تھا احمد سعید خاں قندھار میں چند دن آرام کرنے کے لے رکا یہ فتح قندھار سے ایک دن پہلے قندھار آیا تھا۔ یہ احمد شاہ کی خوش قسمتی تھی اس نے اس کارواں پر قبضہ کر لیا اور سارے کا سارا اپنی فوج کے سرداروں ، سالاروں ، اور سپاہیوں نیز حکومتی عہدیداروں اور ملازموں میں تقسیم کر کے عالی ظرفی اور دریا دلی ، کا مظاہرہ کیا۔ اس سے احمد شاہ کو سب سے بڑا فائدہ یہ پہنچا کہ متعدد ایسے قبائل جنہوں نے احمد شاہ کو غیر مبہم طور پر تسلیم کیا تھا اسکی فیاضی اور دیا دلی سے بہت متاثر ہوئے احمد شاہ جب قندھار میں داخل ہوا تو شہر کے اکابرین اور امراء نے اسکا استقبال شہر سے باہر نکل کر کیا۔

....

باب 6 :: احمد شاہ کی تاج پوشی

تاج پوشی

احمد شاہ نے جب یہ دیکھا کہ اس کی بادشاہت مستحکم بنیادوں پر قائم ہو چکی ہے اور کوئی بھی اس کا مد مقابل نہیں تو 15 جولائی 1747ء (بمطابق 18 رجب 1160ھ) کو قندھار کی ایک مسجد کے اندر احمد شاہ کی تاجپوشی سادہ اور پر وقار طریقے سے ہوئی۔ شہر کے سب سے بڑے عالم نے مٹھی بھر گیہوں بادشاہ کے سر سے نچھاور کئے اور یہ اعلان کیا کہ

''احمد شاہ کو خدا اور قوم نے منتخب کیا ہے۔''

احمد خاں نے تاج پوشی کی رسم کے بعد باقاعدہ طور پر ''شاہ'' کا خطاب اپنے لیے استعمال کیا ''دروران'' پہلے سے استعمال ہو رہا تھا اب اسے احمد شاہ درانی کے لقب سے یاد کیا جانے لگا اس نے یہ اعلان بھی کیا کہ آئندہ اسکے قبیلے کو ابدالی کی بجائے درانی کہا جائے۔

سکہ

جیسا کہ معمول تھا کہ تخت نشینی اور تاج پوشی کے بعد نئے بادشاہ کا نیا سکہ جاری کیا جاتا تھا لہذا احمد شاہ درانی نے بھی نیا سکہ جاری کیا جس پر یہ رقم تھا۔

حکم شد از قادر بے چون با حمد بادشاہ
سکہ زن برسیم و زر از تاج ما تا بماہ

مہر

شاہی فرامین پر احمد شاہ درانی کی جو مہر ثبت کی جاتی وہ یہ تھی۔

الحکم اللہ یا فتاح ، احمد شاہ در دراں

اس مہر کے آخر میں ایک طاؤس کی تصویر منقش تھی اس کی مہری انگشتری ایک کرے کی طرح تھی

باب 7 :: احمد شاہ کا انتظام سلطنت و پالیسیاں

انتظام سلطنت

احمد شاہ نے شاہ ولی بزئی کو اشرف الوزراء کا خطاب دیا اور وزارت اعظمٰی کا منصب جلیلہ سونپا سردار جان المشہور جہان خان کو سپہ سالار اور وزیر جنگ بنایا۔ سپہ سالار کا عہد کمانڈر انچیف کے برابر تھا شاہ پسند خاں کو امیر لشکر مقرر کیا گیا ان کے علاوہ کئی سرداروں کو اعلٰی مناصب دیے گئے۔

احمد شاہ کی اندورنی پالیسیاں

احمد شاہ یہ جانتا تھا کہ اس نے ایک جنگ جو اور خود مختار قوم کے اندر بادشاہت قائم کی ہے لہذا اسے مستحکم بھی کرنا ہے احمد شاہ کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس قوم نے نادر شاہ کی اطاعت رضا کارانہ طور پر نہیں کی تھی اب یہی قوم اپنے ہی قوم کو بادشاہت جیسے بلند مرتبہ پر فائز دیکھ کر کیسے خوش رہ سکتی ہے احمد شاہ افغانی تھا اور اس کی ساری زندگی افغانوں کے درمیان گزری تھی وہ جانتا تھا کہ افغان سرداروں کو قبائل حقوق کا مسئلہ درپیش ہے لہذا اس نے طے کیا کہ ان کے معاملات میں مداخلت نہ کرے گا۔ اور قبائل پر حکومت براہ راست نہیں بلکہ ان کے سرداروں کے زریعے کرے گا چنانچہ اس نے قبائل کی آزادی اور خود مختاری ان کے سرداروں کی ماتحتی میں قائم رکھی سرداروں کا کام یہ تھا انکے علاقوں سے جو تعداد سپاہ کی مقرر کی گئی تھی اسے ضرورت کیوقت پیش کریں اس کے عوض مرکزی حکومت مخصوص اور معین رقم ادا کرتی تھی۔

احمد شاہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کی حاکمیت، بالادستی اور بادشاہت کا انحصار اس امر پر بھی ہے کہ اسے اپنے قبیلے کا مخلصانہ، سرگرم اور وفادارنہ تعاون حاصل ہو اس نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو اہم منصب پر فائز کیا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں اس دوسرے قبائل کو نظر انداز کر دیا اس نے دوسرے قبائل کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کیا۔

فوج میں اضافہ

احمد شاہ حکومت کیا استحکام کے جو پالیسیاں اختیار کیں وہ پورے طور پر کامیاب رہیں اس نے افغان قبائل کو اپنا مطیع بنالیا اس نے فوج میں بھرتی کے لیے تانتا بندھا رہتا بہت کم عرصہ میں اس کی فوج کی تعداد 40 ہزار ہوگئی ۔ یہ زیادہ تر ابدالی اور غلزئی قبائل کے مختلف خاندانوں اور کنبوں کے تھے ان میں مختصر سی تعداد قزلباشوں کی بھی تھی جو اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ تھے۔

دوسرے ممالک کی حالت

اس وقت حالت یہ تھی کہ ایران کا آفتاب اقبال نادرشاہ کی موت سے غروب ہو گیا نادرشاہ نے عظیم ہندی اور ازبک حکومت کو پارہ پارہ کر دیا اب ان میں سکت نہیں رہی تھی جنگجو بلوچ بھی اس نے کچل دیئے تھے برصغیر طوائف الملوکی کا شکار تھا پڑوسی ممالک کی ابتر حالت نے احمد شاہ کی حکومت کے فروغ میں آسانی پیدا کردی

....

باب 8 :: احمد شاہ کی ابتدائی فتوحات

نصیر خاں کی وعدہ خلافیاں

احمد شاہ چاہتا تھا کہ مختلف اضلاع کو ملا کر ایک سیاسی وحدت میں تبدیل کر دے اس وقت افغانستان نام کا کوئی ملک موجود نہیں تھا اس خواہش کی تکمیل کے لیے اس نے غزنی اور کابل فتح کرنے کا فیصلہ کیا اس وقت کابل کا گورنر نصیر خاں تھا نصیر خاں کو احمد شاہ کے ساتھ کر دی یہ شخص محسن کش اور احسان ناشناس تھا یہ کابل آتے ہی پشاور روانہ ہو گیا اور احمد شاہ کے خلاف فوج جمع کرنے لگا اس نے یہ اعلان بھی کر دیا کہ وہ حکومت ہند کا باجگزار اور تابع ہے احمد شاہ اور اس کی حکومت سے اس کا کوئی واسطہ نہیں اس احسان فراموش شخص نے احمد شاہ سے یہ طے کیا تھا کہ اسے 5 لاکھ روپیہ ادا کرے گا اس وعدہ سے بھی نصیر خاں ک منحرف ہو گیا۔

فتح غزنی

اپنی حکومت کے آغاز میں احمد شاہ ان سرگرمیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا اس نے ایک لشکر نصیر خاں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ نادر شاہ کے مقرر کردہ غزنی کے گورنر نصیر خاں نے مزاحمت کی اسے شکست ہوئی غزنی پر احمد شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

فتح کابل

ایک طرف نصیر خاں مغل شہنشاہ سے وفاداری کا اعلان کر رہا تھا۔ اور راز بک اور ہرش قبائل کے لوگ فوج میں بھرتی کرنے لگا۔ دوسری طرف احمد شاہ نے افغان سرداروں کو وحدت ملی کے نام پر متحد ہونے کی دعوت دی اس نے کابل کے افغانوں کو بھی دعوت اتحاد دی انہوں نے واضح طور پر اس سے تعاون کرنیکا فیصلہ کر لیا کابل کے افغانوں نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم مغلوں کے لیے افغانوں سے لڑیں اس طرح احمد شاہ اور افغان سردار متحد ہو گئے۔ احمد شاہ نے افغانوں سے یہ وعدہ کیا کہ ان کے اقتدار پر کوئی حرف نہیں آئیگا۔ یہی احمد شاہ کی پالیسی تھی۔ لہذا احمد شاہ کابل

میں داخل ہو گیا نصیر خاں کے قائم مقام نے کچھ مدافعت کی مگر پشاور بھاگ گیا اس طرح احمد شاہ کا کابل پر قبضہ ہو گیا۔ احمد شاہ نے ایک وفادار افغان سردار کا گورنر کابل مقرر کیا نصیر خاں کی بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا گیا اس کا اعزاز و اکرام برقرار رکھا گیا۔

فتح پشاور

احم شاہ نے نصیر خاں کو سبق سکھانے کے لیے سردار جہان خاں کو پشاور روانہ کیا سردار جہان خان تیزی کے ساتھ درہ خیبر پہنچا، کچھ مدت بعد احمد شاہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ اہل پشاور نے بھی احمد شاہ کی حمایت و تائید کی جس پر نصیر خاں دریائے سندھ کے مشرق میں چلا گیا اور چھچھ ہزار میں پناہ لی احمد شاہ پشاور میں داخل ہوا تو اس کا زبردست خیر مقدم کیا گیا یوسف زئی اور خٹک قبائل کے سردار اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اطاعت اور وفاداری کا اظہار کیا دیگر قبائل کے سردار بھی حاضر ہوئے اور روفاداری کا اعلان کیا احمد شاہ نے ان کو انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

احمد شاہ نے سردار جہان خاں کو حکم دیا کہ نصیر خاں کو تلاش کرے احمد شاہ کو اطلاع ملی کہ نصیر خاں پنجاب پہنچ گیا ہے

....

باب 9 :: احمد شاہ کو حملہ کی دعوت

پنجاب کی سیاسی صورت حال

نادر شاہ کی فتح دہلی سے مغل حکومت مزید کمزور اور کھوکھلی ہوگئی زکریا خاں 1726ء تا 1745ء تک گورنر پنجاب رہا اس کا اصل نام حقیقی خاں تھا یہ نادر شاہ کے حملہ کے زمانے میں اس کے ساتھ لاہور سے دہلی تک گیا یکم جولائی 1745ء کو زکریا خاں کی لاہور میں وفات ہوگئی اس وقت اس کے دونوں بیٹے یحییٰ خان اور شاہنواز دہلی میں تھے۔ نقوش لاہور غیر صفحہ 91 میں ہے کہ شاہ نواز باپ کی زندگی میں جالندھر دوآبہ کا حاکم تھا اسے باپ کی وفات کی خبر ملی تو وہ 21 نومبر 1745ء کو بیگم پورہ آ گیا اس دوران یحییٰ خاں نے دہلی سے لاہور آ کر حکومت پر قبضہ کرلیا۔ دونوں بھائیوں کو والد کی وفات کی خبر ملی تو دونوں پنجاب روانہ ہوئے مغل شہنشاہ محمد شاہ کا یہ ارادہ تھا کہ وہ وزیر الملک قمر الدین خاں کو پنجاب اور ملتان کا گورنر بنائے چنانچہ اس نے قمر الدین خاں کو گورنر پنجاب اور ملتان بنایا اور اسے یہ اختیار دیا کہ وہ یحییٰ خاں کو لاہور میں اور شاہنواز خاں کو ملتان میں نائب بنالے۔

کچھ عرصہ بعد یحییٰ نے باپ کی جائیداد اور واگزار کروالی کیونکہ مغل حکومت کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی منصبدار فوت ہو جاتا تو اس کی جائیداد بحق سرکار ضبط ہو جاتی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا یحییٰ خاں نے باپ کی جائیداد میں سے شاہنواز اور میر باقی کو حصہ نہ دیا۔

1746ء کو شاہنواز لاہور آیا اور حصہ طلب کیا مگر یحییٰ خاں نے انکار کر دیا چنانچہ خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ 17 مارچ 1746ء کو یحییٰ خاں کی فوج کو شکست ہوگئی 21 مارچ کو شاہنواز شہر میں داخل ہوا شاہنواز نے اپنے بھائی کو نظر بند کر دیا فتح کے باوجود وہ ڈرا ہوا تھا کیونکہ یحییٰ خاں وزیر اعظم کا داماد تھا قمر الدین خاں نے شاہنواز کو یحییٰ خاں کی رہائی کے لیے کہا لیکن شاہنواز نے پنجاب کی گورنری

طلب کی اس پر قمر الدین نے لاہور کی طرف پیش قدمی کی۔

احمد شاہ کی دعوت

جب شاہنواز خاں کو قمر الدین خاں کی پیش قدمی کا علم ہوا تو وہ سخت گھبرا گیا اس نے سوچا کہ کسی غیر ملکی کو مدد کے لیے دعوت دینی چاہیے چنانچہ اس کی نظر احمد شاہ پر پڑی اس زمانے میں احمد شاہ کابل میں تھا اس نے آدینہ بیگ نے اس تجویز کی حمایت کی چنانچہ اس نے ایک سفیر (تاریخ لاہور میں کنہیا لعل نے سفیر کا نام محمد نعیم خاں لکھا ہے) کو اپنا نامہ دے کر احمد شاہ کی خدمت میں بھیجا اس نے احمد شاہ کو حملہ کرنے کی دعوت کے بدلے وزرائے اعظمی کی شرط رکھی۔

عہدنامہ تیاری

جب شاہنواز کا سفیر احمد شاہ کے پاس پہنچا تو نامہ پا کر احمد شاہ نے سجدہ شکر ادا کیا کیونکہ یہ صورت حال اس کے لیے غیر متوقع تھی اس نے عہدنامہ تیار کرایا جس میں یہ درج تھا کہ شاہنواز کو وزارت اعظمی ملے گی۔ اس پر احمد شاہ نے تائیدی دستخط کیے اور اپنے معتمد خاص بغرا خاں پوپلزئی کو لاہور بھیجا۔

راز فاش

آدینہ بیگ نے وزیر اعظم قمر الدین خاں کو خط لکھا جس میں احمد شاہ اور شاہنواز کی خط و کتابت کی پوری تفصیل لکھی اور شاہنواز کو گرفتار کرنے کی اجازت چاہی۔

قمر الدین کی ہوشیاری

شاہنواز نے محمد نعیم خاں کو شہنشاہ دہلی کی خدمت میں معذرت کے لیے بھیجا ہوا تھا نعیم اس وقت دہلی میں تھا جب آدینہ بیگ کا خط قمر الدین کو ملا اس نے ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے شاہنواز کی معذرت قبول کر لی اور اس کی حوصلہ افزائی کے لیے خط بھی لکھا۔

شاہنواز کی دھوکے بازی

قمرالدین کے خط نے سارنقشہ ہی پلٹ دیا جو مقاصد قمرالدین اس خط سے حاصل کرنا چاہتا تھا وہ اس نے کر لیے شاہنواز اس خط کو پا کر خوشی کے مارے پھول گیا اس نے اپنا فیصلہ بدل دیا احمد شاہ سے جو بات چیت وہ کر چکا تھا اس نے اسے نظر انداز کر دیا اس طرح اس نے احمد شاہ کے ساتھ دھوکا کیا۔

....

باب 10 :: احمد شاہ کی پہلی فتح لاہور

احمد شاہ کی ہندوستان روانگی

احمد شاہ اس صورت حال سے لاعلم تھا اس نے اپنی تیاریاں مکمل کیں اور افغانو ں کی ایک بہت بڑی جماعت کو لے کر جو مختلف قبیلوں پر مشتمل تھی۔ دسمبر 1747ء کو پشاور سے باہر نکلا آنندرام نے اپنی ''تاریخ آنندرام'' میں احمد شاہ کی فوج کی تعداد 25 ہزار سوار بتائی ہے جبکہ عبدالکریم نے اپنی کتاب ''بیان واقعی'' میں 12 ہزار تعداد بیان کی ہے جبکہ سر جادو ناتھ سرکار نے "The fall of Mughal Empire" میں 18 ہزار تعداد بیان کی ہے کنہیا لعل نے ''تاریخ لاہور'' میں تعداد 25 ہزار لکھی ہے۔ نقوش لاہور نمبر میں تعداد 18 ہزار لکھی ہے احمد شاہ نے دریائے سندھ کشتیوں کے پل پر پار کیا اٹک میں یوسف زئی سپاہ اس سے مل گئی۔

شاہنواز کے دھوکے کی اطلاع

احمد شاہ کا سفیر بغرا خاں اس مقام پر اسے آملا اور اسے صورت حال کی تبدیلی کے متعلق بتایا لیکن احمد شاہ نے تبدیل شدہ صورتحال کی پروا نہ کی اس کی جوج جہلم کی طرف بڑھی اور قلعہ رہتاس پر بغیر کسی مزاحمت کے قبضہ کرلیا۔

صابر شاہ کی لاہور آمد۔

رہتاس سے احمد شاہ نے اپنے پیرومرشد صابر شاہؒ کو محمد یار خاں ضرب باشی (دارالضرب یعنی ٹکسال کا اعلیٰ افسر) کے ہمراہ لاہور بھیجا لاہور آکر صابر شاہؒ نے مفتی عبداللہ کے گھر قیام کیا۔

صابر شاہؒ او شاہنواز کے مابین مکالمہ

صابر شاہؒ کے آنے کی اطلاع شاہنواز کو ملی تو اس نے بلا بھیجا تاریخ لاہور میں کنہیا لعل نے لکھا ہے کہ ''صابر شاہ نے شاہنواز کو نہ جھک کر سلام کیا اور نہ آداب بجا

لایا' دونوں کے درمیان گفتگو یوں ہوئی۔

شاہ نواز: کہیے ہمارے بھائی احمد شاہ کا کیا حال ہے؟''

صابر شاہ: وہ افغانستان اور خراسان کا بادشاہ ہے اور ہندوستان فتح کرنے کا عزم رکھتا ہے تمہاری حیثیت صرف ایک صوبیدار یعنی گورنر کی ہے۔ جو صرف ایک صوبہ کا کارفرما ہے تو آزاد نہیں ایک دوسرے شخص کے ملازم اور خادم ہو تمہیں اپنے منہ سے یہ الفاظ نکالنے کی جرات کیسے ہوئی (بحوالہ ''عبرت نامہ'' مصنف علی الدین)

صابر شاہؒ کی شہادت

گفتگو سن کر شاہنواز سخت غصے میں آ گیا اس نے صابر شاہ کو بخشی عصمت اللہ کے حوالے کر دیا بخشی نے صابر شاہ کو شہید کر دیا نقوش لاہور نمبر کے مطابق ان کے گلے میں پگھلی ہوئی چاندی ڈالی گئی جس سے ان کی وفات ہوگئی شاہنواز خاں نے ان کی لاش بے گور و کفن پھنکوا دی جسے بعد ازاں افغانوں نے شاہی مسجد کے عقب میں دفن کیا۔

احمد شاہ کی اطلاع

احمد شاہ کو صابر شاہؒ کی شہادت کی خبر ملی تو فوراً لاہور کی طرف بڑھا گجرات سے گزرتے ہوئے اس نے سلطان مقرب خاں راولپنڈی کے ایک گھکھڑ کو اس ضلع کا کارفرما تسلیم کر لیا مقرب خاں نے 1741ء میں یہاں مستحکم حکومت قائم کر رکھی تھی۔

احمد شاہ کی لاہور آمد

احمد شاہ نے سوہدرہ کے مقام پر دریائے چناب عبور کیا تیزی کے ساتھ راوی کے دائیں کنارے بہ مقام شاہدرہ 8 جنوری 1748ء (بمطابق 18 محرم 1161ء) کو پہنچا اور مقبرہ مغل شہنشاہ جہانگیر میں ٹھہرا۔

شاہنواز کی تیاری

دوسری شاہنواز جنگی تیاری میں مصروف تھا وہ تو اس وقت سے جنگی تیاریوں میں مصروف تھا جب اس کو معافی نامہ ملا تھا اس کا مقصد غیر ملکی حملہ آور سے لاہور کو بچانا تھا اس وقت حکومت کے وفادار اور عہدیدار زیادہ تر قید تھے اور جو باہر تھے وہ بھی منحرف ہو چکے تھے دسمبر کے دوسرے ہفتے شاہنواز نے اپنے خیمے شہر سے باہر نصب کیے تا کہ تیاریوں کا خود جائزہ لے سکے۔

جنگ لاہور

10 جنوری 1748ء کو احمد شاہ کی فوج شالامار باغ پہنچ گئی اور محمود بوٹی گاؤں کے شمال مشرقی میدان میں خیمے نصب کر لیے۔ دوسری طرف شاہنواز بھی مکمل تیاریاں کیے ہوئے تھا اس نے دو مقامات پر کمک کا انتظام کر رکھا تھا۔

ایک مقام حضرت ایشاں کے قلعہ میں تھا جہاں 10 ہزار سوار اور 5 ہزار تفنگچی تیار تھے خواجہ عصمت اللہ خاں اس کا کمانڈر تھا دوسرا مقام شاہ بھلوال کی درگاہ ار پرویز آباد کے قریب تھا یہاں 5 ہزار اسوار اور بہت سے برقندلچین بیگ کی قیادت میں تیار تھے۔

شاہنواز نے قصور کے جلھی خان کو درانی فوج کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا لیکن جلھی خاں احمد شاہ سے مل گیا اپنے ساتھ پوری فوج اور جنگی ساز و سامان بھی لے گیا۔

12 جنوری 1748ء کو احمد شاہ کی فوج لاہور کی طرف بڑھی شاہنواز نے خواجہ عصمت اللہ خاں کو مقابلہ کے لیے بھیجا اور لچین بیگ بھی اپنے دستے کولیکر آگے بڑھا لیکن انہوں نے شکست کھائی بڑے بڑے سردار فرار ہو گئے قلعہ ایشاں پر احمد شاہ کا قبضہ ہو گیا وہاں بارود، اسلحہ اور ساز و سامان جنگ بھی تھا جس پر احمد شاہ کی فوج نے قبضہ کر لیا اس دوران آدینہ بیگ نے صرف تماشائی کا کردار ادا کیا شاہنواز کو احمد شاہ سے رحم و کرم کو توقع نہیں تھی کیونکہ اس نے احمد شاہ کے پیر و مرشد صابر شاہ کو شہید کر

دیا تھالہذا یہ دہلی کی طرف فرار ہوگیا۔ 13 فروری کو احمد شاہ کو شاہنواز کے فرار کی خبر ملی تو اس نے بغیر کسی مقابلہ کے شاہنواز کے، فوجی صدر دفتر اور عسکری سازوسامان پر قبضہ کرلیا۔ یحیی خاں کے وفاداروں نے جن میں میر مومن خاں، میر نعمت خاں، سید جمال خاں اور میر امین خاں شامل تھے جو شاہنواز کی قید میں تھے رہا ہو چکے تھے انہوں نے ایک دفعہ احمد شاہ کی خدمت میں بھیجا تا کہ اہل لاہور کی جان بخشی جائے'' احمد شاہ نے ایک بزرگ حاجی محمد سعید لاہوری کی خدمت میں حاضری دی۔'' بحوالہ تاریخ لاہور۔ کہنیالال)

احمد شاہ نے اپنے افسروں کو حکم دیا کہ شہر کی حفاظت کریں اور کوئی سپاہی شہر کے اندر داخل نہ ہو۔

مال غنیمت

اس فتح کے نتیجہ میں احمد شاہ کو بے حساب مال غنیمت ملا شہر کی طرف سے نذرانہ، شاہنواز اور اس کے خاندان کا بیش شفقت خاں کو ان کا تحویل دار مقرر کیا، شہر میں جتنے گھوڑے اور اونٹ تھے سب قبضہ میں لے لیے گئے جنہیں فوج کو استعمال کے لیے دے دیا گیا ایک ہلکے پھلکے توپ خانے کا بھی احمد شاہ کی فوج میں اضافہ ہوگیا۔

مقامی حکومت کا قیام

احمد شاہ نے لاہور میں 5 ہفتے قیام کیا نقوش لاہور نمبر کے مطابق تقریبا ایک ماہ بیگم پور میں ٹھہرا اس نے ایک مقامی حکومت تشکیل دی جس کا سربراہ جلہی خاں کو مقرر کیا میر مومن کو نائب گورنر اور لکھپت رائے دیوان (چیف سیکرٹری) مقرر کیا۔

اس دوران راجہ جموں، راجہ باہو اور شمالی کوہستان کی دوسری ریاستوں نے وکیل بھیج کر اطاعت کا اظہار کیا پنجاب کے سربرآوردہ زمیندار اور سردار بھی احمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس موقع پر احمد شاہ نے ایک سکہ جاری کیا۔

....

باب 11 :: احمد شاہ کی ناکامی

احمد شاہ کا سرہند پر قبضہ

جلہی خاں کو گورنر لاہور بنانے کے بعد 19 فروری 1748ء کو احمد شاہ مغل فوج سے نپٹنے کے لیے لاہور سے روانہ ہوا احمد شاہ نے یہ چال چلی کہ فرمان جاری کیا کہ جو ہندوستانی بھی فوج کے اردگرد گھومتا نظر آئے اسے قتل کر دیا جائے چنانچہ احمد شاہ کی روانگی خفیہ رہی پھلور پہنچ کر اسے اطلاع ملی کہ قلعہ سرہند میں مغلوں کا بہت بڑا خزانہ اور سازوسامان ہے تو اس نے سرہند کے فوجدار علی محمد خاں روہیلہ کو خط لکھا کہ وہ اطاعت کر لے تو اسے ہندوستان کا وزیر بنا دیا جائے گا علی محمد خاں نے اپنی سپاہ کو لیا اور اپنے دیس چلا گیا یکم مارچ 1748ء کو احمد شاہ نے لدھیانہ کےمقام پر ستلج عبور کیا اور سرہند کی طرف بڑھا۔2 مارچ قلعہ سرہند پر جا پہنچا قمر الدین نے یہاں ایک ہزار سپاہیوں کا دستہ مقرر کیا تھا وہ احمد شاہ کی فوج کا مقابلہ نہ کر سکا مجبوراانہوں نے قلعہ کے دروازے احمد شاہ کی فوج کے لیے کھول دیئے قلعہ کا سارا خزانہ قبضے میں کر لیا گیا اس طرح سرہند پر احمد شاہ کا قبضہ ہو گیا احمد شاہ نے فوج کو ہلکا پھلکا رکھنے کے لیے سارا خزانہ لاہور بھیج دیا تا کہ واپسی کیوقت اسے مل جائے۔

مان پور کی لڑائی

3 مارچ 1748ء کو مغل ولی عہد شہزادہ احمد اپنی فوج لیکر سرہند کی طرف بڑھا اور قصبہ مان پور میں تقریبا 10 میل کے فاصلے پر چھاؤنی بنائی دوسری جانب احمد شاہ نے سرہند کے باغات میں اپنے مورچے قائم کیے تقریبا 5 میل آگے جا کر خندقیں کھودیں ان خندقوں کا مان پور سے فاصلہ تقریبا 5 میل تھا۔

احمد شاہ کے پاس ایک بھاری توپ اور باقی چھوٹی چھوٹی توپیں تھیں جبکہ مغلوں کے پاس بھاری توپ اور اسلحہ تھا لیکن حوصلہ نہیں تھا جس جگہ پر احمد شاہ کے مورچے تھے وہ پوزیشن مغلوں کے مقابلے میں مستحکم تھی پانی اور اناج کی فراہمی میں کوئی

دشواری نہ تھی جبکہ مغل فوج کو پانی اور اناج کی کمی کا سامنا کرنا پڑا احمد شاہ نے چھوٹے چھوٹے دستے بھیجے جنہوں نے چھاپے مار مار کر مغلوں کو پریشان کیا کوئی بڑی لڑائی نہ ہوئی آخر کار احمد شاہ نے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا 9 مارچ کو احمد شاہ نے اپنی واحد بھاری توپ سے مغلوں کے خیموں پر آگ برسانی شروع کر دی جس سے مغل سپاہی بڑی تعداد میں ہلاک ہو گئے جس پر قمر الدین نے پوری قوت سے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا عام حملے کے لیے جمعہ کا دن رکھا گیا۔

مغل فوج 5 ڈویژنوں میں تقسیم کی گئی سالار فوج قمر الدین تھا فوج کی ترتیب یوں تھی:

1۔ ابو المنصور خاں صفدر جنگ میمنہ کی رہنمائی کر رہا تھا اس کی قیادت میں ایرانی سپاہی تھے۔

2۔ قلب کی کمان شہزادہ احمد کے ہاتھ تھی سید صلابت خاں اور دلاور خاں اس کے معاون تھے۔

3۔ بایاں بازو راجہ ایشری نے سنبھالا۔ اس کے ماتحت راجپوت سپاہ تھی جو ہندوستان کے راجاؤں کی سرکردگی میں تھی۔

4۔ عقب کی فوج کی کمان سابق گورنر کابل نصیر خاں کر رہا تھا۔

5۔ سپہ سالار قمر الدین کی فوج ترک سپاہیوں میں مشتمل تھی۔ جس میں اس کے بیٹوں میر نجم الدین خاں، فخر الدین خاں، اور صدر الدین نیز احمد زمان خاں طالب جنگ اور آدینہ بیگ کی فوج بھی شامل تھی اس کی سالاری قمر الدین کے بڑے بیٹے سر معین الدین خاں (میر منو) کے ہاتھ تھی۔

قمر الدین کی وفات

صبح آٹھ بجے کے قریب احمد شاہ کی فوج نے گولہ باری شروع کی صبح 9 اور 10 کے درمیان کا وقت تھا کہ قمر الدین نماز چاشت سے فارغ ہو کر اور وظائف

میں مصروف تھا کہ ایک گولہ اس کے خیمے پر گرا جس سے قمرالدین شدید زخمی ہو گیا جس سے وہیں اس کی وفات ہو گئی۔

میر منو کی دلیری

میر منو نے باپ کی وفات کے بعد فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور تمام سرداروں کو بلایا ان کے سامنے ایک مختصر سی تقریر کی اور پھر درانی فوجوں کا سیلاب روکنے کے لیے میدان جنگ میں کود پڑا (بحوالہ تذکرہ آنند رام) قمرالدین کی ہلاکت کی خبر احمد شاہ کو مل گئی اس نے اپنا رخ میر منو کی طرف موڑ کر اس پر پے در پے حملے کیے لیکن میر منو نے حملوں کو بڑی بہادری سے روکا اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلا۔

راجپوتوں کا فرار

راجپوت جو راجہ ایشری کی ماتحتی میں لڑ رہے تھے، زعفرانی لباس میں ملبوس ہو کر میدان جنگ میں اترے احمد شاہ نے ان کے مقابلے میں 2 ہزار افغان اور 2 سو ناقہ سوار بھیجے انہوں نے خود کو دو ڈویژنوں میں تقسیم کر کے یکے بعد دیگرے طوفانی حملے کیے راجپوتوں کی تلوار ان حملوں میں ناکارہ ثابت ہوئی جس سے راجپوت بڑی تعداد میں مرنے لگے راجہ ایشری اور راجپوت فوج کے حواس جاتے رہے راجپوتوں نے فرار ہونے میں عافیت سمجھی۔

صفدر جنگ کی دلیری

راجپوتوں کے فرار کے بعد احمد شاہ نے قلب جہاں شہزادہ احمد تھا اس پر دباؤ ڈالا اور میر منو پر اپنا دباؤ مزید بڑھایا۔ زبردست جنگ ہوئی دونوں فریقوں کے بے شمار سپاہی کام آئے افغان فوج غالب آتی گئی یوں معلوم ہو رہا تھا کہ اب مغل فوج شکست کھایا ہی چاہتی ہے میر منو نے پھر دلیری کا مظاہرہ کیا اور افغانیوں کے بڑھتے ہوئے قدم روک لیے جنگ کی قسمت کا فیصلہ ہونے ہی والا تھا کہ ابوالمنصور

خاں صفدر جنگ کمک لے کر آیا اس نے آتے ہی جنگ کا پانسہ پلٹ دیا اس نے افغانوں کے یسار کو جو شاہ پسند خاں کی ماتحتی میں تھا پیچھے دھکیل دیا احمد شاہ نے ایک ڈویژن افغان سپاہیوں اور ناقہ سواروں کی فوج کو صفدر جنگ پر ٹوٹ پڑنے کا حکم دیا افغانوں نے آتش بازی شروع کر دی صفدر جنگ جو ہاتھی پر سوار تھا اس نے ایک ہزار سات سو ایرانی سپاہیوں کو پا پیادہ جنگ کرنے کا حکم دیا ایرانی فوجوں نے ایک ہی حملے میں بے شمار افغانیوں کو قتل کر دیا اور ان کے بہت سے اونٹ قبضے کر لیے افغانی فوجی فرار ہو گئے احمد شاہ نے ایک اور لشکر بھیج کر اپنے اونٹ چھڑانے کا حکم دیا جو ایرانی فوج کی آتش بازی کا مقابلہ نہ کر سکے اور فرار ہو گئے۔ صفدر جنگ کو جب یہ معلوم ہوا کہ میر منو اور شہزادہ احمد کی طرف افغانوں کا دباؤ بڑھ رہا تو وہ فوراً انکی مدد کے لیے لپکا اسنے افغانوں پر آگ برسائی اور قتل و غارت شروع کر دی۔

افغانوں کی بدقسمتی

اس نازک موقع پر افغانوں کو ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ان کے بارود خانے میں آگ لگ گئی۔ جس نے بہت تباہی پھیلائی ایک ہزار سپاہی جاں بحق ہو گیا۔

احمد شاہ کی تدبیر

اس افراتفری میں افغان فوج فرار ہو گئی احمد شاہ نے حالات کا جائزہ لیا اس نے ایک طرف سرہند کی طرف پسپائی کی اور دوسری طرف مان پور اور سرہند کے درمیان ایک گڑھی پر قبضہ کیا اور مغلیہ پر فائرنگ کی اور اس کی پیش قدمی روکی رات کی تاریکی میں احمد شاہ سرہند پہنچا اور وہی سے افغانستان جانے کی تیاری کرنے لگا کیونکہ قندھار میں اس کے بھتیجے لقمان خاں نے بغاوت کر دی تھی۔

احمد شاہ نے محمد تقی خاں کو سفیر بنا کر شہزادہ احمد کے پاس صلح کی شرائط کے لیے بھیجا لیکن شہزادہ احمد اور میر منو نے صلح سے انکار کر دیا یہ دراصل احمد شاہ کی چال تھی کیونکہ وہ مغلوں کو مصروف رکھ کر اپنا خزانہ اور ساز و سامان بہ حفاظت افغانستان لے جانا چاہتا

تھا۔ □ 17 مارچ کو افغانوں کی اس فوج نے جو مغلوں کے حملوں کو روکے ہوئے تھی وہ بھی غائب ہوگئی اس سے قبل مغل فوج کا پیچھا کرتے افغان فوج لدھیانہ پہنچ کر ستلج پار کر کے لاہور کی طرف بڑھ رہی تھی۔

دیوان لکھپت کا کردار

خوش وقت رائے نے لکھا ہے کہ لاہور پہنچ کر احمد شاہ نے دیوان لکھپت رائے کو لکھا کہ وہ اسے لاہور پر قابض ہو کر جنگ جاری رکھنے کا موقع دے لکھپت رائے نے جواب دیا کہ شاہی فوجیں لاہور میں موجود میں اگر آپ میں ہمت ہے تو ان سے لڑ کر قوت کے زور پر لاہور حاصل کر لیجئے۔

یہ بات احمد شاہ کے لیے ناممکن تھی لہذا احمد شاہ افغانستان واپس چلا گیا۔

تاریخ احمد شاہی میں لکھا ہے کہ یہ بیان تاریخی طور پر مستند نہیں کیونکہ اس وقت تک شاہی فوجیں لاہور نہیں پہنچی تھیں وہ ایک ماہ بعد 23 ربیع الثانی کو پہنچیں۔

میری رائے میں ہو سکتا ہے کہ دیوان لکھپت رائے کو احمد شاہ کی پسپائی کا علم ہو گیا ہو اور اس نے ہوا کا رخ بدلتے دیکھ کر اپنی وفاداری بھی تبدیل کر لی۔ اگر چہ مغل فوج ایک ماہ بعد لاہور آئی لیکن دیوان لکھپت رائے نے لاہور کی فوج کو مغل فوج کہہ کر مغلوں سے وفاداری کا ثبوت دیا اور احمد شاہ سے غداری کا۔ دوسری بات یہ کہ احمد شاہ لکھپت رائے کی بجائے اپنے وفادار گورنر لاہور جلہی خاں کو لکھتا۔

....

باب 12 :: لقمان خاں کی بغاوت

احمد کی قندھار آمد

لقمان خاں احمد شاہ کے بڑے بھائی ذوالفقار خاں کا بیٹا تھا احمد شاہ نے اس سے بہت اچھا برتاؤ کیا اس نے غزنی اور کابل جاتے وقت لقمان خاں کو قندھار میں اپنا نائب بنایا احمد شاہ کو ہندوستان میں مصروف جنگ دیکھ کر چند سازشیوں نے سر اٹھایا انہوں نے لقمان خاں کو اکسایا کہ اپنی بادشاہت کا اعلان کرے اور لقمان خاں بھی یہی چاہتا تھا لہذا اس نے احمد شاہ کے وفاداروں کو ان کے مناصب ہٹا کر اپنے وفادار مقرر کر دیئے۔

جب احمد شاہ قندھار پہنچا تو اس نے سب سے پہلا کام لقمان خاں کی سرکوبی کا کیا احمد شاہ کی آمد کی اطلاع پا کر سازشی گھروں میں چھپ گئے لقماں خاں نے بعض لوگوں کے ذریعے معافی مانگی مگر احمد شاہ نے اسے دو تین دن قید رکھا اور پھر جلا کے حوالے کر دیا جس نے اسکی گردن اڑا دی۔

....

باب 13 :: احمد شاہ اور میر منو میں صلح

دہلی کے سیاسی حالات

عظیم الشان مغلیہ سلطنت کی ہندوستان میں بنیاد ظہیر الدین بابر نے 1526ء کو رکھی جب اس نے پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دی مغل شہنشاہوں کا جائزہ حسب ذیل ہے۔

نام	دور حکومت
ظہیر الدین بابر	30تا1526ء
ہمایوں	40 تا1530ء56تا1555
اکبر	1605تا1556ء
جہانگیر	27تا1605ء
شاہجہان	58تا1627ء
اورنگ زیب	1707"تا1658ء
بہادر شاہ عالم اول	12تا1707ء
جہاندار شاہ	13"تا1712
فرخ سیر	19تا1713ء
رفیع الدرجات	1719"ء
رفیع الدولہ	1709ء
محمد شاہ	48تا1719ء

اورنگ زیب عالم گیر آخری مضبوط مغل حکمران تھا اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں مغل روایت کے مطابق تخت کے لیے جنگ ہوئی جس میں شہزادہ معظم نے کامیابی پائی اور بہادر شاہ عالم اول کے لقب سے تخت نشین ہوا اس کے عہد میں امراء کے تین گروہ ہو گئے۔

تورانی امراء

ایرانی امراء

ہندوستانی امراء

یہ ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کرتے۔ بہادر شاہ نے راجپوتوں کے مصالحت کی کوشش کی سیواجی کے پوتے ساہو کو رہا کر دیا بہادر شاہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں بھی تخت نشینی کی جنگ ہوئی تخت جہاندار شاہ کے ہاتھ آیا یہ نااہل وعیاش تھا اس کا وزیر ذوالفقار خاں بھی امور سلطنت سے لاپرواہ تھا جس سے حالات خراب ہو گئے عظیم الشان کے بیٹے فرخ سیر نے اسے مروا ڈالا اور حکومت خود سنبھال لی فرخ سیر نے تخت سید حسین علی اور سید عبداللہ کی مدد سے حاصل کیا دونوں بھائیوں نے بعد میں فرخ سیر کو قتل کروا دیا۔ فرخ سیر کے دور کا اہم واقعہ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کا تجارتی محصول معاف کرنا تھا یہی چیز بعد میں ہندوستان پر برطانوی قبضہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اس عہد کا دوسرا اہم واقعہ عبدالصمد دلیر جنگ کے ہاتھوں بندہ بیراگی کی شکست ہے سید برادران نے پہلے رفیع الدرجات کو پھر رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا رفیع الدولہ کی موت کے بعد شہزادہ روشن اختر کو تخت نشین کیا گیا اس نے محمد شاہ کا لقب اختیار کیا نظام الملک اور سعادت خاں نے سید برادران کا خاتمہ کیا اس کے عہد کا اہم نادر شاہ کے ہاتھوں دہلی کی تباہی ہے محمد شاہ عیش پرست اور نااہل بادشاہ تھا۔

15 اپریل 1748ء کو مغل شہنشاہ محمد شاہ کی وفات ہوگئی اس کے بعد اس کا بیٹا شہزادہ احمد تخت نشین ہوا جس نے احمد شاہ کا لقب اختیار کیا اسکا زیادہ تر وقت حرم سرا میں گزرتا تھا یہ نااہل حکمران ثابت ہوا جنگ کے آداب اور انتظام سلطنت سے ناواقف تھا یہ خواجہ سراؤں کے ہاتھوں میں کھلونا بنا ہوا تھا دوسری طرف وزیر اعظم صفدر جنگ کو حکومت کے استحکام کی اتنی فکر نہیں تھی جتنی اسے اپنے مستقبل کی فکر تھی

لہذا یہ میر منو کیخلاف سازشوں میں مصروف ہو گیا میر منو بھی پنجاب میں سکھوں کی لوٹ مار اور قتل و غارت سے سخت پریشان تھا میر منو کو یہ توقع نہیں تھی کہ احمد شاہ کے حملے کی صورت میں دہلی کی طرف سے اس کی مدد کی جائے۔

احمد شاہ کے لیے واحد راستہ

لقمان خان جیسے غدار سے نجات پانے کے بعد احمد شاہ کے لیے کوئی خطرہ باقی نہیں رہا اس نے بہار کا موسم قندھار میں ہی گزارہ اس وقت اس کے سامنے دو راستے تھے۔

اول: یہ کہ ہندوستان میں اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرے۔

دوم: یہ کہ ہرات فتح کرے یہ احمد شاہ کا وطن تھا جس پر ایرانیوں کا قبضہ تھا۔

احمد شاہ نے دوسرا راستہ اپنانے کی بجائے پہلا راستہ چنا اس کی وجوہات یہ تھیں کہ مان پور کا ہیرو میر منو افغانستان کی سرحد پر روز بروز اپنی قوت بڑھا رہا تھا اگر احمد شاہ ہرات پر حملہ کرتا تو میر منو آسانی سے پشاور پر قبضہ کر کے افغانستان پر چڑھائی کر سکتا تھا اور میر نصیر خاں سابق گورنر کابل سے میر منو نے یہ وعدہ کر لیا کہ وہ کابل پر قبضہ کرنے میں اس کی مدد کرے گا دونوں مل کر کابل فتح کر سکتے تھے مزید یہ کہ وہ ہرات پر قبضہ کرنے سے قبل ہندوستان پر قبضہ کرنا چاہتا تھا ان وجوہات کو سامنے رکھ کر احمد شاہ نے ہندوستان پر دوسرے حملے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

احمد شاہؒ کی آمد ہندوستان

1748ء کے ختم ہونے سے قبل احمد شاہؒ نے پنجاب کیطرف پیش قدمی شروع کی اس نے پشاور کے قبائل کو تیاری کا پہلے ہی سے حکم دے رکھا تھا پشاور آ کر اس شیخ عمرؒ کی خدمت میں حاضری دی جو مانے ہوئے صوفی بزرگ تھے ان سے اپنی فتح کے لیے دعا کروائی۔

پھر اس نے سردار جہان خاں پوپلزئی کی قیادت میں ایک دستہ روانہ کیا اٹک پر

بہت سے قبائل اس کے ساتھ مل گئے۔ (بحوالہ شاہنامہ احمدیہ)

کچھ عرصہ بعد احمد شاہ نے پیش قدمی کی چناب کے دوسرے کنارے پر میر منو نے اس کا راستہ روک لیا جسے احمد شاہ کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی اس نے دہلی سے کمک مانگی مگر دہلی سے کوئی کمک نہ پہنچی حالانکہ احمد شاہ کی چناب آمد اور سردار جہاں خاں کی تباہ کاریوں کی اطلاعات دہلی پہنچ رہی تھیں مگر شہنشاہ اور وزیر اعظم نے انکی کوئی پرواہ نہ کی اور میر منو کو اکیلا چھوڑ دیا۔

میر منو کی شکست

احمد شاہ اور میر منو کی فوجوں میں جھڑپیں ہوتی رہیں کوئی بڑا معرکہ پیش نہیں آیا احمد شاہ نے سردار جہان خاں کو لاہور کی طرف روانہ کیا اور میر منو کو خود سوہدرہ میں الجھائے رکھا سردار جہان خاں شاہدرہ میں راوی کے کنارے پہنچ گیا میر منو اس وقت بے یارو مددگار تھا اس کو احمد شاہ نے ہتھیار ڈالنے کا کہا تو اس نے فوراً ہتھیار ڈال کر صلح کے لیے پیر شیخ عبدالقادر اور علامہ عبداللہ کو بھیجا۔

صلح کی شرائط

احمد شاہ نے پیر شیخ عبدالقادر اور علامہ عبداللہ کا عقیدت و احترام استقبال کیا اور صلح کی شرائط طے کی گئیں۔

طے پایا کہ

سندھ کے مغرب کا سارا علاقہ احمد شاہ درانی کی حکومت کا حصہ ہوگا اور سیالکوٹ ،اورنگ آباد، پسرور، اور گجرات کے اضلاع کے سالانہ محاصل جو 14 لاکھ ہونگے احمد شاہ کو بھیجے جائیں گے۔

یہ معاہدہ اس معاہدے کی تجدید تھی جو 1739ء میں نادر شاہ اور مغل شہنشاہ محمد شاہ کے درمیان طے پایا تھا۔

وقار کی بحالی

اس طرح احمد شاہ نے ہندوستان میں اپنا کھویا ہوا وقار بحال کیا کل کا ہیرو میر منو اس کے سامنے زیرو بنا کھڑا تھا وقار کی بحالی کے علاوہ اس کو سالانہ 14 لاکھ کی آمدنی بھی مل گئی۔

ڈیرہ غازی خاں آمد

احمد شاہ نے واپسی کے لیے ملتان اور ڈیرہ جات کا راستہ اختیار کیا جب ڈیرہ غازی خاں پہنچا تو ڈیرہ جات کے قبائل نے احمد شاہ کی بادشاہت قبول کر لی احمد شاہ نے سرداروں کی سرداری بحال رکھی میر نصیر خاں آف قلات نے بھی احمد شاہ کو بادشاہ تسلیم کر لیا۔ احمد شاہ واپس قندھار آ گیا۔

....

باب 14 :: احمد شاہ کے قتل کی سازش

نور محمد کی غداری

ادھر احمد شاہ ہندوستان میں اپنا کھویا ہوا وقار بحال کر رہا تھا ادھر خوفناک سازش شروع ہوئی اس کا سرغنہ نور محمد تھا جو نادر شاہ کے دور میں افغان افواج کا سپہ سالار تھا احمد شاہ کے عروج کے زمانہ میں اس سے فوج کی سپہ سالاری چھین لی گئی تو وہ اس کے خلاف سازشوں میں مصروف ہو گیا حالانکہ احمد شاہ نے اس کی بڑی عزت وتکریم کی اسے میرا افغان کا خطاب کیا لیکن اسکے باوجود اس نے سازشیں جاری رکھیں اسنے افغان سرداروں مہابت خاں پوپلزئی کاؤدخاں اور عثمان خاں توپچی باشی وغیرہ کو ساتھ ملا کر احمد شاہ کے قتل کی سازش تیار کی یہ لوگ بھی احمد شاہ کے بڑھتے ہوئے اقتدار سے حسد کرتے تھے انہوں نے قندھار کے شمالی گاؤں جہاں ایک پہاڑی جس کا نام مقصود شاہ ہے احمد شاہ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جب احمد شاہ قندھار واپس آیا تو سازش میں شریک ایک شخص نے احمد شاہ کو اس خطرناک سازش سے آگاہ کر دیا۔

احمد شاہ کا فیصلہ

اس وقت یہ سزا رائج تھی کہ ہر سازشی قبیلہ کے 10 آدمیوں کو سارے قبیلے کی طرف سے سزا بھگتنا پڑتی تھی اور یہ سزا پہلے سے رائج تھی لہذا احمد شاہ نے اسی کے مطابق فیصلہ دیا اس پر افغان سردار ڈر گئے کہ کہیں مستقبل میں ان کے ساتھ یہ معاملہ پیش نہ آجائے انہوں نے کافی شور مچایا لیکن احمد شاہ نے کوئی پرواہ نہ کی چنانچہ نور محمد اور اس کے ساتھیوں اور سازش میں شامل ہر قبیلہ کے دس دس افراد کو اسی پہاڑی پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا (بحوالہ تاریخ سلطانی)

....

باب 15 :: فتح ہرات

ہرات احمد شاہ کا وطن تھا جو اس وقت ایرانیوں کے قبضے میں تھا اس وقت ہرات پر عرب سردار امیر خان نادر شاہ کے پوتے مرزا شاہ رخ کی طرف حکمران تھا اس وقت ایران میں شاہ رخ اور سلیمان شاہ (جس کا نام مرزا سید محمد تھا جو حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کا متولی تھا) کے درمیان تخت نشینی کے لیے (رسہ کشی ہو رہی تھی امیر خاں اور بہبود خاں ہراتی نے احمد شاہ کو ملک کی ابتری اور افراتفری کے متعلق لکھا احمد شاہ نے ہرات پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ موسم بہار 1749 میں احمد شاہ 25 ہزار سواروں کو لے کر ہرات کی طرف روانہ ہوا ہرات پہنچ کر اس نے امیر خاں اور بہبود خاں کو بلایا دونوں نے دعوت قبول کر لی لیکن بعض دوسرے سرداروں نے دونوں کو ڈرایا تو انہوں نے اپنا فیصلہ تبدیل کر لیا امیر خاں نے قلعہ مستحکم کیا شہر کے مینار پر توپیں چڑھا دیں اور گولہ باری شروع کر دی جس سے افغان فوج کا بڑا نقصان ہوا چنانچہ احمد شاہ نے فوجی سرداروں کے مشورے سے ہرات کا محاصرہ کر لیا شہر کی ناکہ بندی سخت کر دی گئی۔ محاصرہ کی مدت کے سلسلے میں مورخین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مجمل التواریخ میں 9 ماہ فریئر نے 14 ماہ تاریخ سلطانی میں 4 ماہ درج ہے۔

امیر خاں نے مرزا شاہ رخ کو مشہد میں کئی خط لکھے اور مدد کے لیے بلایا لیکن شاہ رخ تو مصیبت میں گرفتار تھا اس کی کوئی مدد نہ کر سکتا تھا ادھر محاصرہ جاری تھا اور قلعہ پر افغان فوج پے درپے حملے کر رہی تھی امیر خاں نے احمد شاہ کو صلح کا پیغام بھیجا افغانوں نے رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھایا اور قلعہ کی دیواروں پر چڑھ گئے اور میناروں اور پشتی بانوں میں داخل ہو گئے ہرات کے سرداروں کو علم ہوا تو افراتفری پھیل گئی اور لڑائی شروع ہو گئی افغان فوج قلعہ کے پھاٹک تک پہنچ گئی اور دروازہ کھول دیا اور قلعہ میں گھس کر قبضہ کر لیا۔

احمد شاہ قلعہ کے باہر خیمے میں تھا امیر خاں اور بہبود خاں معافی مانگنے کے لیے حاضر ہوئے تو احمد شاہ نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیا اور ہرات کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا انتظام علی خاں ہزارہ کے سپرد کر دیا۔اس طرح افغانستان وجود میں آ گیا۔

(بحوالہ مجمل التواریخ،تاریخ سلطانی،تاریخ افغان فریئر)

....

باب 16 :: احمد شاہ کی فتح مشہد اور نیشا پور میں ناکامی

میر نصیر خاں آف قلات کی بہادری

ہندوستان میں اپنا وقار بحال کرنے اور اپنا وطن ہرات فتح کرنے کے بعد احد کو مشہد اور نیشا پور فتح کنے کا خیال پیدا ہوا اس وقت ایران طوائف الملو کی کا شکار تھا اس سے احمد شاہ فائدہ اٹھانا چاہتا تھا اس کے ذہن میں یہ بھی تھا کہ جب ایران میں مستحکم حکومت قائم ہوئی تو وہ ہرات پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کرے گی اس وقت مشہد میر عالم کے قبضے میں تھا جس نے شاہ رخ کو نابینا کیا تھا۔ جب میر عالم کو پتہ چلا کہ احمد شاہ نے ہرات فتح کرلیا ہے اور اس کا رخ اب مشہد کی طرف ہے اس نے مشہد کا رخ کیا اس وقت میر عالم نیشا پور کے محاصرے کا ارادہ کر رہا تھا میر عالم وہاں سے مشہد پہنچا حفاظت گاہیں تعمیر کیں خوراک کا ذخیرہ کیا اور مشہد سے باہر نکلا تا کہ اگر ممکن ہو تو ہرات پر حملہ کرے۔ احمد شاہ نے 5 ہزار افغان جہان خاں پوپلزئی کی قیادت میں مشہد کیطرف روانہ کیے میر نصیر خاں آف قلات بھی اس کے ہمراہ تھا تربت شیخ جام پہنچا کر جہان خاں نے میر عالم پر حملہ کیا لیکن اسے پیچھے ہٹنا پڑا میر نصیر خاں نے 3 ہزار گھوڑسواروں کی مدد سے ایرانیوں کو شکست دے دی میر عالم خاں جنگ میں مارا گیا۔

فتح تُن

احمد شاہ ایک بہت لشکر لے کر مشہد کی طرف روانہ ہوا تُن کا قلعہ بڑی اہمیت رکھتا تھا جس پر میر عالم کا بھائی میر معصول خاں کا قبضہ تھا اس کے پاس بہت کم فوج تھی لیکن اسے امید تھی کہ اس کا بھائی میر عالم خاں اسے کمک بھیجے گا احمد شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا تو میر معصوم خاں زیادہ تر مقابلہ نہ کرسکا جب اسے میر عالم کے قتل کی خبر ملی تو وہ بالکل ہمت ہار بیٹھا اس نے احمد شاہ سے صلح کرلی اور قلعہ کی چابیاں احمد شاہ کے حوالے کردیں۔

فتح مشہد

فتح تُن کے بعد احمد شاہ مشہد کی طرف بڑھا اس نے مشہد کا محاصرہ کرلیا ایرانیوں نے سخت مقابلہ کیا احمد شاہ نے ناکہ بندی سخت کردی شاہ رخ احمد شاہ سے صلح کی درخواست کی اور احمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ احمد شاہ نے اس کا استقبال کیا شاہ رخ نے احمد شاہ کی تمام شرائط بعد چوں چرا مان لیں۔

نیشاپور روانگی

احمد شاہ نے شاہ پسند خاں کو محمد حسین قاچار سے نپٹنے کے لیے ماژندراں کی طرف بھیجا اور خود لشکر لے کر نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔

نیشاپور پر حملہ

نیشاپور کا حکمران جعفر خاں تھا قلعہ پر عباس قلی خاں تعینات تھا جس کے پاس 2 ہزار گھڑسوار تھے اس نے اپنے ماموں حاجی سیف الدین سے مشورہ کیا۔

ماموں بھانجے کی چالاکی

حاجی سیف الدین خاں نے اپنے بھانجے عباس قلی خاں کو مشورہ دیا کہ موسم سرما تک لڑنے کا مشورہ دیا تاکہ برف باری اور سخت سردی سے افغان فوج بے بس ہوکر بھاگ جائے چنانچہ ٹال مٹول کرنے کے لیے احمد شاہ سے مراسلت کی گئی اور اسے صلح کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی احمد شاہ اس چال کو نہ سمجھ سکا اور محاصرہ کر کے مطمئن ہوگیا اس سے پہلے کہ افغان خندقیں کھودتے برف باری شروع ہوگئی۔

محاصرہ میں ناکامی

اس وقت احمد شاہ کو خفیہ پیغام ملا کہ ماژندراں میں شاہ پسند کو شکست ہوگئی ہے احمد شاہ کو خدشہ پیدا ہوا کہ خراسان کے خوانین اس پر باہر سے حملہ نہ کردیں اسنے قلعہ پر گولہ باری شروع کرادی جس سے قلعہ کی شمالی دیوار میں شگاف پڑ گیا تاریکی کی وجہ سے افغان فوج اندر نہ جا سکی قلعہ کی فوج نے راتوں رات شگاف پر جمع ہوکر کنویں

کھودے اور اس پر گھاس وغیرہ ڈالی اور کافی تعداد میں فوج وہاں بٹھادی افغان فوج صبح ہوئی تو شگاف کی طرف اور کافی تعداد میں افغان سپاہ کنویں میں گر پڑی ان پر اوپر سے آگ برسائی گئی لڑائی ہوتی رہی نیشا پور کے حکمران جعفر خاں کو گولی لگی ۔ جس سے وہ وفات پا گیا۔ شام تک افغانوں کے 12 ہزار سپاہی کام کر چکے تھے ۔ اتنے میں ایک قاصد پیغام لایا کہ خراسان سے ایک لشکر خراسان کے خوانین کا نیشا پور آ رہا ہے احمد شاہ نے ان کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں دوطرفہ حملہ اور سخت سردی سے احمد شاہ واپسی پر مجبور ہو گیا اس نے سب کچھ وہیں چھوڑا بہت سا سامان برباد ہو گیا بقول فریئر ایک رات میں ہی شدید سردی کی وجہ سے اس کے 18 ہزار سپاہی مر گئے ۔"

ہرات آمد

احمد شاہ جب ہرات آیا تو اسے معلوم ہوا کہ درویش علی خاں سازش میں مصروف ہے تو اس نے درویش علی خاں کو گرفتار کر لیا اور مرزا تیمور کو اس کی جگہ مقرر کیا اور 1750ء کے آغاز میں قندھار آ گیا ۔

....

باب 17 :: احمد شاہ کی فتح نیشاپور، سبزوار

نیشاپور پر دوبارہ حملہ

قندھار آ کر احمد شاہ نے دوبارہ فوج تیار کی تا کہ نیشاپور پر حملہ کر کے ناکامی کا داغ مٹا سکے چنانچہ بھرپور تیاری کے بعد 1751ء کے آغاز میں قندھار سے روانہ ہوا اس نے گھڑسواروں کو حکم دیا کہ ہر سوار بارہ پونڈ کے قریب ڈھلی ہوئی دھات اور گولیاں ساتھ لیں تا کہ توپوں کی کمی پوری کی جا سکے احمد شاہ نے نیشاپور کا محاصرہ کیا۔

توپ سازی

احمد شاہ نے توپ ڈھالنے کا حکم ایک مہینہ توپ ڈھالنے اور گاڑی پر لادنے میں لگ گیا اس توپ سے 6 من وزنی گولہ پھینکا جا سکتا تھا۔

فتح نیشاپور

عباس قلی خاں کے لیے حالات اس وقت سازگار نہ تھے وہ خوراک کا ذخیرہ نہ کر سکا اس کے برعکس احمد شاہ کے پاس خوراک کا کافی ذخیرہ تھا جب توپ سے گولہ باری کی گئی اس نے بڑی تباہی پھیلائی توپ پھٹ چکی تھی لیکن نیشاپوریوں کو اس کا علم نہ تھا ان کے کئی سردار احمد شاہ کے پاس اطاعت کے اظہار کے لیے گئے لیکن عباس قلی خاں نہ مانا جب احمد شاہ کی فوج شہر میں داخل ہو رہی تھی تو عباس قلی خاں نے حملہ کر دیا لیکن اس نے بھاری نقصان اٹھا کر شکست کھائی اسے گرفتار کر لیا گیا احمد شاہ نے اس کی عزت افزائی کی اور اسے اپنے ہمراہ قندھار لے گیا احمد شاہ نے 18 دن یہاں قیام کیا۔

فتح سبزوار

فتح نیشاپور کے بعد احمد شاہ سبزوار کی طرف بڑھا اس نے بغیر کسی مزاحمت کے سبزوار پر قبضہ کر لیا (بحوالہ مجمل التواریخ)

محاصرہ مشہد

اس کے بعد احمد شاہ مشہد کا معاملہ بھی ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے لیے مشہد کی طرف بڑھا اور شہر کا محاصرہ کرلیا اہل مشہد کا محاصرہ کے دوران خوراک کا ذخیرہ ختم ہونے لگا اورانہیں کہیں سے کمک کی امید بھی نہ تھی کیونکہ احمد شاہ اواس کے جرنیلوں نے مغرب اورجنوب میں کامیابیاں حاصل کرلی تھیں عظیم ایرانی سلطنت بکھر چکی تھی لہذا شاہ رخ نے احمد شاہ رخ کو اپنے برابر جگہ دی اور پر محبت فضا میں صلح کی شرائط طے ہوئیں یہ طے پایا کہ شاہ رخ احمد شاہ کی اطاعت کرکے کراسان پر قابض رہے گا۔

سکہ احمد شاہ کے نام کا چلے گا۔

شاہی دستاویزات اور فرامین پر احمد شاہ کی مہر لگے گی۔

شاہ رخ احمد شاہ کی اس کے دشمنوں کیخلاف مدد کرے گا۔

تربت شیخ جام یا خزر، تربت حیدری اور خاف کے اضلاع پر احمد شاہ کا قبضہ ہوگا۔

دونوں فریقین نے معاہدہ پر دستخط کیے۔

روضہ امام پر حاضری

معاہدے ہونے کے بعد اگلے روز احمد شاہ اور شاہ رخ نے حضرت امام علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے روضہ مبارک پر حاضری دی۔

خطبہ اور سکہ

احمد شاہ کے نام خطبہ پڑھا گیا اور سکہ پر اس کا نام کندہ کیا گیا۔

ہرات آمد

احمد شاہ نے ایک وفادار سردار نور محمد کو مشہد میں چھوڑا تا کہ یہ شاہ رخ کے ساتھ مل کر خراسان کا انتظام درست کرے اور سرحدوں کی حفاظت کرے اس کے بعد احمد شاہ ہرات آ گیا۔

عباس قلی خاں سے رشتہ داری

عباس قلی خاں کی بہادری سے احمد شاہ بڑا متاثر ہوا احمد شاہ نے اسکی بہن سے عقد کرلیا اور اپنی بہن کی شادی اس کے بڑے بیٹے سے کردی عباس قلی خاں سے رشتہ داری قائم کرنے کے بعد اسے نیشاپور کا صوبیدار بنادیا گیا۔

....
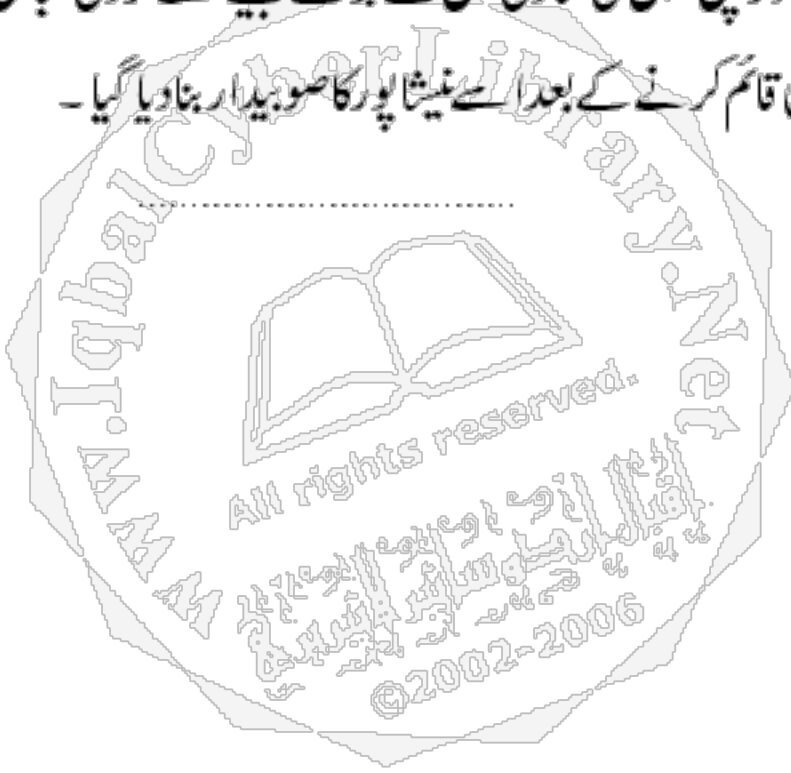
باب 18 :: احمد شاہ کی فتح لاہور اور کشمیر

1749ء کے معاہدہ کی خلاف ورزی

1749 میں احمد شاہ اور میر منو کے درمیان طے پانے والے معاہدہ کے مطابق سیالکوٹ، اورنگ آباد، پسرور اور گجرات کے اضلاع کا سالانہ مالیہ 14 لاکھ احمد شاہ کو نہ ملا تو اس نے راجہ سکھ جیون کو بھیجا لیکن وہ معمولی سی رقم لے کر واپس آیا برسات کا موسم جیسے ہی ختم ہوا احمد شاہ نے کابل کا رخ کیا ہارون خاں کو سفیر بنا کر رقم کی وصولیابی کے لیے لاہور بھیجا اور جہان خاں اور عبدالصمد خاں کی زیر کمان فوج کو پنجاب پر حملے کا حکم دیا۔

ہارون خان کی آمد

3 اکتوبر 1751ء کو ہارون خاں لاہور آیا اسے سرائے حکیماں جامع مسجد جوہراں والی کٹڑہ اندورن مستی گیٹ نزد شاہی قلعہ ٹھہرایا گیا 10 اکتوبر کو ہارون خاں کی میر منو سے ملاقات ہوئی اس نے ہارون خاں کو کوڑامل کا انتظار کرنے کے لیے کہا جب کوڑامل دیوان صوبیدار ملتان واپس آیا تو رقم کی ادائیگی سے انکار کر دیا گیا اور کہا کہ احمد شاہ کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔

احمد شاہ کی روانگی

احمد شاہ 12 ستمبر 1751ء کو کابل سے روانہ ہوا اور 19 نومبر کو پشاور پہنچا۔

میر منو کی لاہور میں تیاری

جب اہل لاہور کو پتہ چلا کہ احمد شاہ کابل سے روانہ ہو چکا ہے تو افراتفری مچ گئی لیکن میر منو احمد شاہ کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں بہت پہلے سے کر چکا تھا اس نے احمد شاہ کی مخالفت میں کوڑامل کے ذریعے سکھوں کو بھی ساتھ ملا لیا حالانکہ میر منو سکھوں کا بدترین دشمن تھا میر منو نے نئی فوج بھی بھرتی کر لی۔

میر منو کی خوش فہمی

احمد شاہ نے میر منو کی طرف پشاور سے ایک سفیر بارہ خاں (بحوالہ نقوش لاہور نمبر) روانہ کیا تاکہ مالیہ کی رقم وصول کی جاسکے میر منو اس خوش فہمی میں مبتلا ہو چکا تھا کہ اب وہ احمد شاہ کی فوج کا مقابلہ کر سکتا ہے اس نے صاف جواب دے دیا کہ ناصر خاں دو سال کا مالیہ لیکر بھاگ چکا ہے ایک سال کی رقم واجب الادا ہے یہ لینی ہے تو لے لو اگر جنگ چاہتے ہو تو میں تیار ہوں (تاریخ احمد شاہی)

احمد شاہی کی لاہور کی طرف پیش قدمی

احمد شاہ نے سکھ جیون مل کو بھی سفیر بنا کر بھیجا اور روپے کا مطالبہ کیا معین الملک نے نو لاکھ روپیہ بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ احمد شاہ فوجیں لے کر واپس چلا جائے تو بقایا بھی دے دیا جائے گا (بحوالہ نقوش لاہور نمبر) احمد شاہ نے لاہور کی طرف پیش قدمی جاری رکھی جہان خاں یکم دسمبر 1751ء کو ایمن آباد پہنچ گیا احمد شاہ اس کے پیچھے پیچھے تھا احمد شاہ نے سردار جہان خاں کو یہ پیغام بھیجا کہ رہتاس کو تباہ نہ کیا جائے اور رحمت خاں کو سیالکوٹ کی حفاظت کے لیے روانہ کر دیا۔

احمد شاہ کی لاہور آمد

احمد شاہ نے وسط جنوری 1752ء کو دریائے راوی عبور کیا وہ غازی پور کے گھاٹ سے ہو کر نیاز بیگ کے راستے سے نیچر والی اور یہاں سے شمالی لاہور کی جانب ہوتے ہوئے شالامار باغ کے جنوب مشرق میں پہنچا اپنی فوج کو شاہ بلاول کے مزار اور محمود بھٹی گاؤں (موجودہ نام محمود بوٹی) تک سپاہ پھیلا دی دوسری طرف سردار جہان خاں سیدھے راستے سے لاہور پہنچا 10 ہزار سپاہ کے ساتھ فیض باغ پہنچ گیا وہاں سے احمد شاہ کے کیمپ کے پاس پڑاؤ ڈالا۔

خندقیں ہی خندقیں

معین الملک میر منو سپاہ لے کر شہر سے باہر نکل شہر سے 22 میل دور پل شاہ

دولہ پر دشمن کو روکنے کے لیے اس نے مورچے بنوائے حضرت شاہ دولہؒ گجرات کے مشہور صوفی بزرگ ہیں انہوں نے اپنی زندگی میں کئی پل بنوائے جن میں یہ پل بھی شامل ہے جو نالہ ڈیک پر ہے اگر شاہدرہ سے پرانی سڑک کے راستے ایمن آباد جائیں تو شاہدرہ اٹھارہ میل کے فاصلے پر یہ پل آتا ہے جو شکستہ حالت میں ہے (بحوالہ نقوش لاہور نمبر صفحہ 95)

میر منو نے خندق بارہ کوس تک پھیلا دیں مشرق میں حضرت ایشاںؒ سے لے کر کوٹلی شاہ تک ہرے بھرے درختوں کو کاٹ کر چٹیل اور خاک آلودہ کر دیا گیا جس میں خندقیں ہی خندقیں تھیں۔ (بحوالہ عمدۃ التواریخ۔ سوہن لال)

دہلی سے مایوسی

ڈیڑھ ماہ اسی طرح گزر گئے مجھے میر منو کو دہلی سے مدد کیا امید تھی مغل شہنشاہ نے صفدر جنگ کو پیغام بھیجا کہ وہ احمد خاں بنگش اور سعد اللہ خاں کے خلاف مہم ختم کر کے دہلی آئے لیکن صفدر جنگ نے ان سے صلح کی اور اودھ چلا گیا تا کہ وہاں کے نظم و نسق کو درست کرے۔ خیال رہے کہ صفدر جنگ میر منو سے بغض و عناد رکھتا تھا چنانچہ میر منو کو دہلی سے مایوسی ہوئی۔

جنگ کا آغاز

میر منو نے آدینہ بیگ کی رائے کیمطابق جنگ کرنے کا فیصلہ کیا اس نے فوج کی ترتیب یوں کی۔

الف۔ اگلے حصے کی کمان بھکاری خاں، میر مومن خاں اور فخر خاں کے سپرد تھی۔

ب۔ میسرہ پر آدینہ بیگ خاں۔

ج۔ میمنہ پر سردار سید جمیل خاں اور محمد خاں۔

د۔ عقب پر مہدی خاں، راجہ کوڑا مل، میر امان اللہ۔

احمد شاہ نے بھی اپنی فوج یوں ترتیب دی۔

الف۔ اگلے حصے پر برخوردار خاں، دیوان بیگی، عبدالصمد خٹک۔

ب۔ بائیں بازو پر شاہ ولی خاں اور دوسرے سردار۔

ج۔ عقب پر اورکزئی سردار محمد خاں اور اللہ یار خاں۔

دونوں فوجوں کے اگلے دستوں میں لڑائی ہوئی افغانوں نے بھکاری خاں کو پیش قدمی سے روکا بھکاری خاں نے مہدی خاں کو عقب سے آگے بڑھنے کو کہا اس نے اگلے حصے کا رخ کیا ایک گولی عمامہ پوش پٹھان کو لگی جس سے لڑائی بند ہوگئی رات کو احمد شاہ کی فوج واپس آگئی میر منو نے فتح کے شادیانے بجائے۔

احمد شاہ کی حکمت عملی

احمد شاہ نے جنگی تیاریوں کے لیے ایک محفوظ مقام چنا اس نے راوی کے اوپر 12 کوس کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا دس دن تک میر منو کو اس کی فوج کا پتہ ہی نہ چل سکا گیارھویں دن اسے پتہ چلا کہ احمد شاہ تازہ جنگ کے لیے تیاری کر رہا ہے دوسری طرف احمد شاہ نے میر منو کو غافل کرنے کے لیے شاہ غلام احمد فاروقی اور مفتی عبداللہ پشاوری کو صلح کی بات چیت کے لیے بھیجا۔

احمد شاہ کی فتح

6 مارچ 1752ء بروز جمعۃ المبارک (بمطابق یکم جمادی الاول 1165ھ) کو میر منو نے طبل جنگ بجانے کا حکم دیا اس دوران احمد شاہ نے راوی کے کنارے کنارے ہو کر لاہور کی طرف پیش قدمی کی اور محمود بوٹی میں قیام کیا میر منو نے محمود بوٹی میں ایک ٹیلے پر توپیں گاڑیں۔ جب احمد شاہ کو میر منو کے خندق سے نکلنے کی اطلاع ملی تو اس نے فوج بھیج کر توپوں پر قبضہ کر لیا اور میر منو کی فوج پر گولہ باری شروع کر دی میر منو کی فوج گھبرا گئی احمد شاہ نے گھوڑ سواروں کو حملہ کرنے کا حکم دیا انہوں نے میر منو کو خندقوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ آدینہ بیگ فرار ہو کر شہر کی

طرف بھاگ گیا راجہ کوڑمل مارا گیا۔ میر منو اور بھکاری خاں نے مقابلہ کیا لیکن ان کا بہت نقصان ہوا بے شمار سپاہی زخمی ہوئے یا مارے گئے میر منو نے نماز مغرب اور عشا میدان جنگ میں ادا کی یہ ابھی تک پر امید تھا اس کے ساتھ 10 ہزار سپاہ تھی میر منو شہر میں داخل ہو گیا دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا دروازوں پر توپیں چڑھا دیں جب صبح ہوئی تو احمد شاہ نے شہر کا محاصرہ کر لیا احمد شاہ نے شاہ ولی خاں، جہان خاں، شاہ غلام محمد مفتی عبداللہ پشاوری کو خط دے کر میر منو کے پاس بھیجا کہ وہ کسی خاص بندے کو اختیارات دے کر شرائط صلح کے لیے بھیج دے اور خود بھی مجھ سے ملنے آ ؤ جو رقم میں نے مانگی ہے وہ شاہی خزانے سے ادا کر دو یا لوگوں سے اکٹھی کر کے دے دو میں واپسی کی راہ لوں گا۔

احمد شاہ اور میر منو کے مابین مکالمہ

احمد شاہ: تم نے پہلے ہی اطاعت کیوں نہ قبول کر لی؟

میر منو: اس وقت میرا آقا دوسرا تھا۔

احمد شاہ: اس آقا نے تمہیں دہلی سے کمک کیوں نہ بھیجی؟

میر منو: اسے یقین تھا کہ معین الملک اتنا طاقتور ہے کہ فوج بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

احمد شاہ: اگر میں گرفتار ہو کر آتا تو تم مجھ سے کیا سلوک کرتے؟

میر منو: میں تمہارا سر کاٹ کر شہنشاہ کے پاس بھیج دیتا۔

احمد شاہ: اب تم میرے قبضہ قدرت میں ہو تو تم سے کس قسم کا سلوک کروں؟

میر منو: اگر تم سوداگر ہو تو فدیہ لے لو اگر تم عادل اور رحم دل بادشاہ ہو تو معاف کر سکتے ہو (بحوالہ عمدۃ التواریخ)

احمد شاہ رحمدلی

احمد شاہ میر منو کی بے باکی اور سادگی سے اتنا خوش ہوا کہ اس کو بیٹا کہہ کر بغل گیر ہو گیا اسے فرزند خاں بہادر کا خطاب عطا کیا شاہی خلعت، خنجر، اپنی دستار، تلوار اور گھوڑا عنایت کیا میر منو کی درخواست پر اہل لاہور کو امان دے دی میر منو نے احمد شاہ کو تین روز شاہی مہمان بنا کر رکھا۔

احمد شاہ اور میر منو کے مابین معاہدہ

احمد شاہ اور میر منو میں حسب ذیل معاہدے طے پایا۔

1۔ لاہور اور افغانستان کے صوبے احمد شاہ کی مملکت کا حصہ ہوں گے۔

2۔ میر منو احمد شاہ کی طرف سے صوبیدار ہوگا۔

3۔ اندرونی انتظام میں کسی قسم کا دخل اندازی نہ ہوگی۔

4۔ فاضل مالیہ شہنشاہ کو بھیجا جائے گا۔

5۔ اہم امور کا آخری فیصلہ احمد شاہ کرے گا۔

میر منو نے 26 لاکھ روپیہ احمد شاہ کے حوالے کیا اور یہ وعدہ کیا کہ 4 لاکھ اس وقت ادا کرے گا جب احمد شاہ افغانستان جاتے ہوئے سندھ پر سے گزرے گا۔

احمد شاہ کے سفیر کی دہلی آمد

احمد شاہ نے قلندر خاں کو سفیر بنا کر مغل شہنشاہ احمد شاہ کے پاس معاہدے کی توثیق کے لیے بھیجا کیم اپریل 1752ء کو قلندر خاں دہلی داخل ہوا 6 اپریل کو اس کی ملاقات مغل شہنشاہ سے ہوئی اور میر منو اور احمد شاہ کے مابین طے پانے والے معاہدہ کی توثیق کردی اور ساتھ ہی فاضل مالیہ کے عوض 50 لاکھ روپے کی رقم دینے کا وعدہ کیا۔13 اپریل کو قلندر خاں دہلی سے روانہ ہوا اور 20 اپریل کو لاہور پہنچا۔

کشمیر کی فتح

احمد شاہ 21 یا 22 اپریل کو لاہور سے وطن کی طرف روانہ ہوا اسے کشمیر کی خراب

صورت حال کا علم ہو چکا تھا احمد شاہ نے دریائے راوی پار کیا اور چند دن مقبرہ جہانگیر پر رکا اس نے عبداللہ خاں کو فوج دے کر کشمیر روانہ کیا عبداللہ خاں نصیر کسی رکاوٹ کے سری نگر داخل ہوا اور حکومت قائم کر لی اس طرح کشمیر کا خوب صورت جنت نظیر خطہ احمد شاہ کی قلمرو میں شامل ہو گیا۔

احمد شاہ کی ملتان آمد

احمد شاہ عبداللہ خاں کشمیر بھیج کر ملتان آیا اس نے سدوزئی قبیلے کے بہت سے سرداروں کو جاگیریں اور مناصب دے کر یہاں آباد کیا اور قندھار واپس آ گیا اگلے چار سال احمد شاہ نے امن وچین سے گزارے اس کی سلطنت وسیع ہو چکی تھی اس نے نظم ونسق کو بہتر بنایا۔

باب 19:: پنجاب کی بدلتی صورت حال

میر منو کی وفات

معین الملک میر منو احمد شاہ کی طرف سے صوبیدار تھا 1752ء کے آخر میں سکھوں نے لاہور کے نواح میں لوٹ مار شروع کر دی میر منو نے لاہور سے 7 یا 8 کوس دریا کے کنارے تلک پور کے متصل خیمے لگائے اس کی آمد کی اطلاع پا کر سکھ فرار ہوئے ایک دن میر منو شکار کے لیے نکلا تو سکھوں نے گھیر لیا اچانک اس کا گھوڑا بد کا میر منو گر پڑا جس سے اس کی وفات ہو گئی۔ 1753ء (5 محرم 1167ھ) کا واقعہ ہے

بحوالہ (History of the reign of Shah Alam by W. Francklin Published 1798 London)

جب کہ تذکرا زطہماس قلی مسکین نے جو میر منو کی وفات کے وقت موجود تھا یہ لکھا ہے کہ "یکلخت بیمار ہوا طبا نے جو لشکر کے ہمراہ تھے ہر ممکن علاج کیا لیکن آدھی رات کے وقت اس کی وفات ہو گئی۔

میر منو کی لاش کو اس کی بیگم مغلانی بیگم (مراد بیگم) لاہور لائی اور اسے حضرت ایشاں کے مزار کے قریب نواب عبد الصمد خاں کے تعمیر کردہ "احاطہ قبور خاندان ناظماں" میں دفن کر دیا (بحوالہ نقوش لاہور نمبر صفحہ 97)

میر منو ایک بیدار مغز اور دور اندیش حکمران تھا اس نے حکومت سنبھالتے ہی پنجاب میں امن و امان قائم کرنے کی کوششیں شروع کیں اس نے سکھوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کو روکنے کا پروگرام بنایا اس دوران راجہ کوڑمل دیوان لاہور کی کوشش سے کچھ عرصہ حکومت اور سکھوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم رہے۔

پنجاب کا شیر خوار ناظم

میر منو کی وفات کی خبر 13 نومبر کو دہلی پہنچی تو مغل بادشاہ احمد شاہ نے خبر ملتے ہی

دیوان خاص (قلعہ دہلی) میں ایک خاص تقریب منعقد کی اور اپنے 3 سالہ فرزند محمود خاں کو صوبیدار پنجاب اور میر منو کے 2 سالہ فرزند محمد امین خاں کو اس کا نائب مقرر کیا میر جمیل الدین خاں کے ہاتھ میں امین خاں کے لیے ایک شاہی خلعت ارسال کیا امور سلطنت میر مومن خاں قصوری کے ہاتھ میں تھے لیکن عملی طور پر حکومت مغلانی بیگم کے ہاتھ رہی۔

(بحوالہ نقوش لاہور نمبر صفحہ 99)

مغل بادشاہ احمد شاہ ایسا کرنے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ وہ ایک معاہدہ کے ذریعے لاہور اور ملتان کے صوبے احمد شاہ ابدالی کے حوالے کر چکا تھا۔

احمد شاہ ابدالی کی طرف سے تقرر

اپریل 1752 کے معاہدے کی رو سے پنجاب پر احمد شاہ ابدالی کا قبضہ تھا چنانچہ احمد شاہ ابدالی نے میر منو کے فرزند محمد امین خاں کو پنجاب کا صوبیدار مقرر کیا اور میر مومن خاں کو نائب مقرر کیا احمد شاہ ابدالی کا فرمان، خلعت اور تلوار بطور نشان اعزاز ارتضی خاں مہربان اور اشرف خاں 3 فروری 1754ء کو لے کر لاہور آئے فرمان اور خلعت شاہی کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔

مغلانی بیگم

مغلانی بیگم میر منو کی بیوی اور نواب جانی بیگم کی صاحبزادی تھی نواب جانی بیگم تورانی امراء میں تھا اور صوبہ لاہور کی حکومت میں کسی اعلیٰ عہدے پر فائز تھی جانی بیگ کی بیوی دردانہ بیگم نواب عبدالصمد خاں کی صاحبزادی تھی جانی بیگ سید علیم اللہ چشتی صابریؒ (جن کا مزار جالندھر میں ہے)

کا مرید تھا جانی بیگ کا مقبرہ باغبانپورہ لاہور میں ہے۔ ثریا بیگم یا مراد بیگم جسے مغلانی بیگم کہتے ہیں نہایت ذہین اور باتدبیر خاتون تھی۔ (بحوالہ نقوش لاہور نمبر صفحہ 100) اگر وہ عورت نہ ہوتی تو شاید پنجاب کے لیے مستند اور قابل ناظم ثابت ہوتی

مغلانی بیگم تخت دہلی کے احکامات سے مطمئن تھی اس نے ان احکامات کی خلاف ورزی کی تیاری پہلے سے شروع کر رکھی تھی۔

بھکاری خاں

بھکاری خاں میر معین الملک خاں کے زمانے میں بقول سیر المتاخرین ''مختار مدار الہام'' تھا۔

بھکاری خاں کا باپ روشن الدولہ طرہ باز خاں محمد شاہ کے زمانے کے مقتدر امراء میں سے تھا اور میراں سید بھیک مدفن کہرام کے مریدوں میں سے تھا بھکاری خاں کو یہ نام میراں سید بھیک سے نسبت کی بنا پر باپ نے دیا۔ (بحوالہ نقوش لاہور نمبر۔ صفحہ 100)

بھکاری خاں کے کردار کے متعلق کنہیا لعل نے تاریخ لاہور میں صفحہ 163 میں یہ لکھا ہے کہ یہ شخص نہایت دیندار، سخی فقیر دوست، ناظم، عالم فاضل تھا چشتیہ سلسلہ فقر میں ارادت اس کی بہ خدمت میراں سید بھیک چشتی کے تھی۔ ''نہایت خوب صورت اور خوش شکل بھی تھا'' (بحوالہ نقوش لاہور نمبر۔صفحہ نمبر 100)

بھکاری خاں کو وزیر اعظم دہلی انتظام الدولہ نے 21 نومبر کو اپنا نائب پنجاب بنایا اور آدینہ بیگ کو دوآبہ جالندھر کا نائب فوجدار مقرر کیا بھکاری خاں نے وزیر اعظم دہلی سے پروانہ تقرری پا کر ملکی معاملات میں مداخلت شروع کر دی اس نے اپنی قوت کو بڑھانا شروع کر دیا مغلانی بیگم نے خطابات اور تنخواہ میں اضافہ کر کے اس کے حامیوں کو ساتھ ملایا اور بھکاری خاں کو گرفتار کر لیا گیا۔

شیر خوار حاکم کی وفات

مغلانی بیگم ابھی سنبھل نہیں پائی تھی کہ مئی 1754ء کو اسے ایک صدمے نے نڈھال کر دیا اس کے فرزند اور لاہور کے شیر خوار ناظم محمد امین خاں کی وفات ہوگئی اس کی وفات کے متعلق نقوش لاہور نمبر کے صفحہ نمبر 101 میں لکھا ہے کہ ''اس کی

وفات کے بعد بھی باپ کی طرح چہرے سے لے کر ناف تک بدن کا رنگ سیاہ ہو گیا جو زہر خورانی کا نتیجہ تھا"

انتشار و بدامنی

ان حالات میں انتظام حکومت بالکل بگڑ گیا مغلانی بیگم نے ہمت نہ ہاری اپنے سفیر دہلی اور قندھار بھیجے تاکہ درانی و مغل فرمانرواؤں سے فرمان حکومت حاصل کر سکے اس دوران مغل بادشاہ احمد شاہ کو معزول کر کے تخت دہلی پر عالم گیر ثانی کو تخت دہلی پر بٹھا دیا گیا جو جہاندار شاہ کا بیٹا تھا اس نے میر مومن کو مومن الدولہ کا خطاب دے کر 25 اکتوبر 1754ء کو لاہور اور ملتان کے صوبہ جات کا ناظم مقرر کیا لیکن اصل اقدار مغلانی بیگم کے ہاتھ تھا۔

ملتان احمد شاہ درانی نے الگ حاکم مقرر کیا حسن ابدال وغیرہ کے علاقے اس کے حاکم پشاور کے ماتحت تھے چار محال میں رستم خاں حاکم تھا جو براہ راست احمد شاہ درانی کے ماتحت تھا۔ امرتسر، بٹالہ، کلانور اور پٹھان کوٹ وغیرہ کے شمالی علاقے سکھوں کا گڑھ بن چکے تھے کانگڑہ اور شوالک کے پہاڑی علاقوں کے ہندو راجے خودمختار ہو گئے تھے جالندھر دوآبہ میں آدینہ بیگ تقریباً خودمختار تھا اور مغلانی بیگم کی حکومت نواح لاہور کے چند اضلاع تک محدود تھی اور ان پر بھی مغل اور ترک فوجی سردار قابض تھے لاہور میں حکومت کا عالم یہ تھا کہ دیوان اور بخشی وغیرہ اعلیٰ عہدیدار صبح سویرے میر مومن خاں کے ہاں جمع ہوتے اور وہاں سے مغلانی بیگم کی حویلی کی ڈیوڑھی پر پہنچے اور آداب بجالاتے بیگم امور سلطنت کے متعلق اپنے احکام خواجہ سراؤں کے ذریعے بھیجتی خواجہ سراؤں میں تین آدمی میاں خوش فہم، میاں ارجمند اور میاں مہابت خاں ممتاز تھے یہی لوگ بیگم کے مشیر ہم راز تھے مگر ان کی آپس میں نہ بنتی تھی اور اکثر متضاد احکامات لایا کرتے تھے جس سے امور حکومت میں تاخیر پیدا ہو جاتی اور انتشار و بدامنی پیدا رہتی۔

مغلانی بیگم کی بدنامی

ان دنوں بیگم کے دشمنوں نے اسے بدنام کرنا شروع کر دیا اور مختلف لوگوں سے اس کے خراب تعلقات کی خانہ ساز حکایتیں وضع کر کے شہر کے اوباش اور غیر ذمہ دار لوگوں میں پھیلانی شروع کر دیں۔(بحوالہ نقوش لاہور نمبر۔صفحہ 100)

خواجہ مرزا خاں کا لاہور پر قبضہ

اس اثنا میں بھکاری خاں نے نظر بندی کے باوجود خواجہ محمد سعید خاں سے ساز باز کی یہ خواجہ مرزا خاں کا بھائی تھا خواجہ مرزا خاں ایک ازبک ترک سوار تھا اپنے ہم وطن تین سو سواروں کے ساتھ میر منو کے دربار میں اس نے ملازمت حاصل کی میر منو نے اسے سکھوں کے خاتمے کے لیے متعین کیا میر منو کی وفات کے بعد یہ بھکاری خاں سے مل گیا لیکن مغلانی بیگم نے اپنے تدبر کے ذریعے اسے ساتھ ملا لیا اور ایمن آباد کا فوجدار مقرر کیا اس دوران پانچ چھ ہزار ترک سپاہی اس کے بھائی خواجہ قاضی کی قیادت میں اس سے آ ملے جس سے خواجہ مرزا خاں کی قوت بہت بڑھ گئی ۔خواجہ مرزا خاں کے ذریعے مغلانی بیگم کو اقتدار سے محروم کرنے کی ساز باز کی گئی خواجہ مرزا خاں نے بغیر کسی مخالفت کے لاہور پر قبضہ کر لیا بیگم کو جبرا اس کی حویلی سے دوسرے مکان میں اسے منتقل کر دیا ترک سپاہیوں نے خواجہ مرزا خاں کی مخالفت نہ کی مگر جب انہیں بیگم کی نظر بندی اور حویلی کی تاراجی کا علم ہوا تو سات آٹھ ہزار پوربیہ سپاہی خواجہ مرزا خان کے لشکر پر ٹوٹ پڑے مگر شکست کھائی۔

خواجہ مرزا خاں نے صوبیدار لاہور ہونے کا اعلان کیا اس نے بھکاری خاں کو رہا کر دیا خواجہ مرزا خاں نے چند روز ٹھاٹھ سے حکومت کی مگر وہ امور حکومت پر پوری طرح توجہ نہ دے سکا۔

خواجہ عبداللہ کی افغانستان روانگی

مغلانی بیگم نے نظر بندی کے دوران اپنے ماموں خواجہ عبداللہ خاں کو احمد شاہ

ابدالی کے دربار بھیجا خواجہ عبداللہ عبدالصمد خاں دلیر جنگ کا چھوٹا بیٹا اور نواب زکریا خاں کا چھوٹا بھائی تھا خواجہ عبداللہ نے اس امید پر اتنا لمبا سفر کیا کہ شاید صوبیداری اسے مل جائے۔ خواجہ عبداللہ نے احمد شاہ کو تمام حالات بیان کئے احمد شاہ کو بیگم کے اس دور ابتلا سے ہمدردی تھی اسنے سردار جہاں کے چھوٹے بھائی ملا اماں خاں (یہ ملا خاں کے نام سے مشہور تھا۔) کو 10 ہزار فوج لیکر لاہور پہنچنے کا حکم دیا۔

ملا خاں کی فتح لاہور

ملا خاں 11 دنوں میں خواجہ عبداللہ خاں کے ہمراہ لاہور کے نواح میں پہنچا ملا خاں نے خواجہ مرزا خاں کو بلایا اور قید کرلیا ملا خاں نے مغلانی بیگم کی صوبیداری بحال کی اور خواجہ عبداللہ کو اس کا نائب مقرر کیا اور واپسی پر خواجہ مرزا اور دوسرے خود سر سرداروں کو قندھار لے گیا۔

بھکاری خاں کا انجام

حکومت سنبھالنے کے بعد بیگم نے بھکاری خاں کی مشکیں کسوا کر اپنے حضور طلب کیا اور محل کی کنیزوں اور خواجہ سراؤں سے جوتے لگوائے یہاں تک کہ وہ نیم بے ہوش ہوگیا بیگم نے اپنے ہاتھ سے خنجر کے دو زخم لگائے جس سے بھکاری خاں کا دم نکل گیا بیگم نے اسکی لاش شہر سے باہر خندق میں پھنکوادی یہ واقعہ اپریل 1755ء کا ہے (بحوالہ نقوش لاہور نمبر۔ صفحہ 102)۔ بعض مورخین نے بھکاری خاں کو نیک اور مغلانی بیگم کو بدکردار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ لکھا ہے کہ بیگم نے بھکاری خاں پر ڈورے ڈالنے چاہے ناکامی پر اس نے بھکاری خاں کو قتل کرادیا حقیقت یہ ہے کہ بیگم بھکاری خاں کو میر منو اور محمد امین خاں کے قتل کی ذمہ دار سمجھتی تھی اور بھکاری خاں کو باغی سمجھتی تھی اگر بیگم بھکاری خاں سے اپنا مقصد کرنا چاہتی تھی تو وہ اس وقت بھی پورا کرسکتی تھی جب وہ بالکل بے بس تھا اور اسکے بدلے اسے رہا کرسکتی تھی۔ ویسے بھی احمد شاہ جیسا مذہبی شخص ایک غلط عورت کو صوبیدار کیسے مقرر کر

سکتا تھا؟)

خواجہ عبداللہ کی سازش

ملا خاں کی واپسی کے بعد خواجہ عبداللہ نے میدان خالی پا کر پندرہ بیس ہزار پیادے اور سوار جمع کیے میر مومن اور درانی ریذیڈنٹ ہادی خاں کی مدد سے مغلانی بیگم کو نظر بند کر لیا اور خود جولائی 1755ء کو نظامت لاہور سنبھال لی خزانہ خالی تھا لہذا اس نے مختلف حیلوں بہانوں سے عوام کو لوٹنا شروع ک دیا ان حالات میں اجناس اور غلہ مہنگے ہو گئے اور لوگ بھوکے مرنے لگے اس دور میں ضرب المثل لاہور میں مشہور ہوئی۔

حکومت نواب عبداللہ

نہ رئی چکی نہ ریا چاھا

مغلانی بیگم کی سیاست

ان حالات میں مغلانی بیگم نے سیاست کھیلی کہ دہلی کے وزیر غازی الدین خاں عمادلملک کو مدد کے لیے خط لکھا غازی الدین مغلانی بیگم کی بیٹی عمدہ بیگم سے شادی کا متمنی تھا غازی الدین میر منو کا بھانجا تھا پنجاب کی سیاست میں دخیل ہونے کا اس نے فیصلہ کر لیا اسے روپے کی بھی ضرورت تھی اس کا خیال تھا کہ اسے لاہور سے کافی روپیہ مل جائے گا۔

مغلانی بیگم کے لیے مشکل یہ تھی اس نے احمد شاہ کے بیٹے تیمور شاہ سے اپنی بیٹی کی شادی کا وعدہ کیا تھا حالات بدل گئے بیگم کی امیدیں اب دہلی دربار سے وابستہ تھیں چنانچہ غازی الدین سے عمدہ بیگم کی شادی پر رضامندی ہو گئی مغلانی بیگم کی سیاست کامیاب رہی۔ 10 جنوری 1756ء کو غازی الدین دہلی سے آیا 7 فروری کو سرہند کے نواح میں پہنچا غازی الدین نے نسیم خاں خواجہ سرا کو کچھ سپاہ کے ساتھ آدینہ بیگ کے پاس بھیجا۔ آدینہ بیگ اسے لے کر لاہور پہنچا اور بغیر کسی مزاحمت

کے قبضہ کرلیا خواجہ عبداللہ خاں نے رات کو شہر چھوڑا اور جموں فرار ہو گیا مغلانی بیگم نے پھر حکومت سنبھال لی۔ مغلانی بیگم نے اپنی بیٹی کی شادی کی تیاریاں شروع کر دی اسے عمدہ بیگم کو اعلیٰ پوشاکوں، بیش قیمت زیورات گھر کا تمام سازو سامان، خواجہ سرا اور ملازموں سمیت رخصت کیا۔ 3 ہزار سپاہی دلہن کے ہمراہ تھے جو 4 مارچ 1756ء کو غازی الدین کے کیمپ ماچھی واڑہ پہنچے۔

مغلانی بیگم کی گرفتاری

غازی الدین مغلانی بیگم کی کیفیت سے جلد ہی واقف ہو گیا یہ بیگم کو من مانی کاروائیوں کو مزید اجازت نہیں دے سکتا تھا اس نے سید جمال الدین خاں، نثار محمد خاں، حکیم عباداللہ خاں اور سعادت یار خاں کو آدینہ بیگ کے پاس بھیجا کہ مغلانی بیگم کو اس کے پاس بھیج دے سید جمال الدین اور نثار محمد خاں لاہور پہنچے اور مغلانی بیگم کو غازی الدین کے پاس روانہ کر دیا 28 مارچ کو بحالت اسیری مغلانی بیگم ماچھی واڑہ (کیمپ غازی الدین) پہنچ گئی جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو مغلانی بیگم نے اسے غصے کے عالم میں یہ دھمکی دی کہ

"تمہارا طرز عمل سلطنت دہلی اور امرائے دولت کی بربادی کا باعث بنے گا اور میری بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے بہت جلد احمد شاہ درانی دہلی پہنچے گا۔"

غازی الدین کی دہلی روانگی

غازی الدین نے 30 لاکھ روپیہ سالانہ خراج کے عوض آدینہ بیگ کو لاہور اور ملتان کا صوبے دار مقرر کیا اور سید جمیل الدین خاں کو لاہور میں اس کا نائب نامزد کیا مغلانی بیگم کو لے کر غاز الدین 9 مئی 1756ء کو دہلی روانہ ہوا اور 19 جولائی کو دہلی پہنچا۔

آدینہ بیگ

آدینہ بیگ اب لاہور اور ملتان کا صوبے دار تھا یہ ذات کا ارائیں اور شرقپور کا

باشندہ تھا یہ وہ شرقپور نہیں جو لاہور کے قریب راوی کے دائیں کنارے ضلع شیخوپورہ میں واقع ہے بلکہ یہ شرقپور جالندھر کے قریب واقع تھا اب شرپور کہلاتا ہے آدینہ بیگ نے ایک مغل گھرانے میں پرورش پائی اور شاہی ملازمت اختیار کی اور رفتہ رفتہ جالندھر دوآبہ کا فوجدار مقرر ہوا میر منو کی وفات کے بعد اس کا لاہور سے تعلق برائے نام رہ گیا اور یہ جالندھر دوآبہ کا خودمختار حکمران بن گیا اپریل 1755ء میں اس نے قطب خاں روہیلہ فوجدار سرہند کو شکست دیکر اس کے علاقے پر بھی قبضہ کرلیا اور بیاس سے جمنا تک کا علاقہ اس کے زیر تصرف آگیا اس اقدام سے اسے بہت فائدہ پہنچا اسے شہنشاہ دہلی کی خوشنودی حاصل ہوگئی کیونکہ قطب خاں شہنشاہ دہلی کا باغی تھا لاہور کے حالات نے اسے اپنا اقتدار وسیع کرنے کا موقع فراہم کیا لاہور اور ملتان کا صوبیدار بننے کے بعد اس کا اقتدار اور مستحکم ہوگیا۔

سید جمیل الدین

سید جمیل کو غازی الدین نے لاہور میں آدینہ بیگ کا نائب مقرر کیا یہ ایک بہادر اور باحوصلہ انسان تھا جب لاہور پہنچا تو رعایا کی حالت انتہائی خراب تھی اس نے نظام حکومت درست کرنے کی پوری کوشش کی اور اجناس کی قیمت کو معمول پر لانے کے لیے منڈیوں کے چوہدری پر سختی کی ایک بار سید جمیل الدین شکار کرنے کے لیے شرقپور کی جانب نکلا۔ دس پندرہ ہزار سکھوں پر مشتمل ایک جمعیت نے اس پر حملہ کردیا اس کے ہمراہ تقریبا ایک ہزار سپاہی تھی اتنی قلیل سپاہ کے باوجود اسنے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا انہیں بھگادیا۔

باب 20 :: احمد شاہ کی لاہور آمد

جنگ باز خاں کی لاہور آمد

خواجہ عبداللہ خاں احمد شاہ درانی کو سیاسی حالات سے باخبر کرنے کے لیے قندھار گیا اور سارے حالات بیان کیے اسی دوران مغلانی بیگم نے وزیر کی خودسری کی شکایت کی اور مراسلات بھیجے اور اپنی رہائی کے لیے مدد چاہی چنانچہ احمد شاہ درانی نے ان کی فریادوں سے متاثر ہوکر کابل پہنچ کر جنگ باز خاں کو لاہور بھیجا اسکے ساتھ خواجہ مرزا خاں بھی تھا جواب شاہ کا منظور نظر بن چکا تھا درانی فوج کے دریائے سندھ کو عبور کیا اور پنجاب میں داخل ہوگئی بغیر کسی مزاحمت لاہور کے نواح میں داخل ہوگئی۔

آدینہ بیگ کی بزدلی

سید جمیل الدین نے مدد کے لیے آدینہ بیگ کو لکھا آدینہ بیگ نے اس موقع پر بزدلی کرتے ہوئے اسے مشورہ دیا کہ وہ لاہور سے جالندھر چلا آئے اس پر جنگ باز خاں نے 25 نومبر 1756ء کو شہر لاہور پر قبضہ کرلیا اسنے خواجہ عبداللہ کو صوبیدار اور مرزا جان خاں کو نائب صوبیدار مقرر کیا۔

احمد شاہ کی ہندوستان روانگی

پنجاب کے حالات کی ابتری نے احمد شاہ دوبارہ ہندوستان آنے پر مجبور کیا مزید یہ کہ نجیب خاں اور عالمگیر ثانی نے بھی اسے بلایا تھا۔

تاریخ عالمگیر ثانی میں مذکور ہے کہ ملکہ زمانی اور شاہی حرم کی دوسری خواتین کا وزیر غازی الدین نے بہت برا حال کر رکھا تھا بعض اوقات فاقوں کی نوبت آجاتی تھی جب انہوں نے یہ دیکھا کہ ان کی فریاد سننے والا کوئی نہیں تو انہوں نے نجیب خاں سے مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ احمد شاہ سے مدد کی درخواست کی بجائے نجیب خاں نے اپنے بھائی سلطان خاں کو احمد شاہ کی خدمت میں بھیجا۔“

پشاور سے احمد شاہ نے سردار جہاں کی ماتحتی میں ہراول دستے روانہ کیے شہزادہ

تیمور کمانڈر انچیف تھا ان کا مقصد آدینہ بیگ کو بھگانا تھا پشاور چند دن رکنے کے بعد 15 نومبر 1756ء کو احمد شاہ نے کوچ کیا۔

لاہو آمد

آدینہ بیگ کا صدر مقام جلال آباد تھا۔ دریائے بیاس کے کنارے امرتسر کے جنوب مشرق میں 22 کوس کے فاصلے پر تھا احمد شاہ نے بٹالہ اور آدینہ نگر کو خالی پا کر جلال آباد کا رخ کیا آدینہ بیگ نے پھر بزدلی کا مظاہرہ کیا اور دریائے بیاس عبور کر کے نور محل چلا گیا۔

لاہور میں احمد شاہ نے جموں کے راجہ رنجیت دیو کی سرکوبی کے لیے فوج بھیجی رنجیب دیو نے کوئی مزاحمت نہ کی احمد شاہ نے لاہور کی حکومت خواجہ مرزا جان خاں، جالندھر دوآبہ کی خواجہ عبید اللہ خاں، ستلج اور بیاس کا درمیانی علاقہ کانگڑہ کے راجہ گھمنڈ چاند کو دیا۔

باب 21 :: احمد شاہ کی فتح دہلی

حالات دہلی

اکتوبر 1756ء میں احمد شاہ کی ہندوستان پر چڑھائی کی خبر جب دہلی پہنچی تو افراتفری مچ گئی احمد شاہ کے قاصد قلندر خاں کی دہلی آمد سے غازی الدین بہت پریشان ہوا اور وحشت سے کانپنے لگا۔ اس کے پاس فوج کی کمی ہوگئی کسی سے مدد کی اسے امید نہ تھی حتیٰ کہ نجیب الدولہ (جو کہ خفیہ طور پر احمد شاہ سے ملا ہوا تھا) اور غازی الدین کے درمیان تو تو میں میں ہوئی آخر کار بے بس ہو کر غازی الدین نے آغا رضا خاں کو دو لاکھ کے تحائف دے کر شاہ کی خدمت میں بھیجا اس اثناء میں یہ خبر ملی کہ افغانوں نے پنجاب پر قبضہ کر لیا ہے اور جہان خاں دہلی کیطرف پیش قدمی کر رہا ہے تو افراتفری میں مزید اضافہ ہوگیا ایک دن یہ خبر ملی کہ افغان فوج نے حسن خاں کی سرکردگی میں سرہند پر قبضہ کر لیا تو صورت حال اور نازک ہوگئی دوسری طرف احمد شاہ نے جنوری کے آغاز 1757ء میں لاہور سے نکل کر ستلج پار کیا اور دہلی کیطرف روانہ ہوگیا۔

مغلانی بیگم بطور سفیر

آخر کار ہر طرف سے مایوس ہو کر وزیر غازی الدین نے مغلانی بیگم کی خوشامد کی کہ وہ احمد شاہ کے پاس جا کر اسے دہلی پر حملہ سے روکے حالانکہ غازی الدین نے مغلانی بیگم کی بیوی کو کسمپرسی کی حالت میں رکھا ہوا تھا۔ 11 جنوری 1757ء کو بیگم پنجاب گئی۔ 13 جنوری 1757ء کو بیگم کی ملاقات کرنال میں سردار جہان خاں سے ہوئی۔ احمد شاہ کے ٹھہرنے کا انتظام کرنے کے لیے سردار جہان خاں نے چند آدمی کرنال چھوڑے اور خود پانی پت کیطرف بڑھ گیا احمد شاہ دوپہر کے بعد یہاں آ پہنچا۔

احمد شاہ کی ملاقات مغلانی بیگم سے

احمد شاہ نے دوسرے دن پانی پت پر مغلانی بیگم کو شرف باریابی بخشا احمد شاہ نے اسے کہا شہر دہلی دیکھے اور مغل شہنشاہ سے ملے بغیر میرا واپس جانا ممکن نہیں۔

احمد شاہ کی شرائط

احمد شاہ نے غازی الدین کے سفیر آغا رضا خاں کو سرہند سے حسب ذیل شرائط دے کر روانہ کر دیا۔

1۔ شاہ کو 2 کروڑ روپے نقد دیے جائیں۔

2۔ شہنشاہ دہلی کی بیٹی حبالہ عقد میں دی جائے۔

3۔ سرہند سے شمال مغرب کی طرف کے تمام علاقے (بشمول پنجاب۔ کشمیر اور ملتان) احمد شاہ کے حوالے کیے جائیں۔

مغل بادشاہ کی پریشانی

14 جنوری 1757ء کو آغا رضا خاں شرائط لے کر دہلی پہنچا مغل شہنشاہ عالمگیر ثانی گھبرا گیا خصوصاً غازی الدین کی حالت تو قابل رحم تھی ان کے لیے لڑنا تو مشکل تھا ہی شرائط قبول کرنا تو بالکل ناممکن تھا کیونکہ تاوان کی رقم بہت بڑی تھی اکٹھی کرنا مشکل تھی چنانچہ آغا رضا خاں کو دوبارہ شاہ کی خدمت میں بھیج کر یہ التجا کی گئی کہ وہ دہلی پر چڑھائی کا ارادہ ترک کر دے۔

جہان خاں کی دہلی پر چڑھائی

13 جنوری کو جہان خاں پانی پت سے روانہ ہوا شاہ ولی خاں کی مدد اسے حاصل تھی جہان خاں نے پانی پت کے قریب دریائے جمنا عبور کیا اور دوآبہ میں داخل ہو گیا اسے اطلاع ملی کہ مرہٹہ فوج یہاں موجود ہے تو اسکے لیے یہ ضروری ہو گیا کہ دریا کے مشرقی کنارے پر قبضہ کرے تاکہ مرہٹہ فوج عقب میں آ کر احمد شاہ کو پریشان نہ کر سکے 15 جنوری کو جہان خاں لونی کے مقام پر پہنچا 16 جنوری کو لونی سے روانہ ہوا۔ اور دوپہر کے بعد دریائے کے دوسرے کنارے پایہ تخت کے بالکل سامنے ظاہر ہوا بادشاہ نے اپنے محل سے فوج کو دیکھا۔

مرہٹوں سے شاہ ولی خاں کی جھڑپ

نریلہ کی مقام پر مرہٹہ افسر منکیشور سے شاہ ولی خاں کی جھڑپ ہوئی جس میں مرہٹوں کو شکست ہوئی۔

غازی الدین احمد شاہ کے حضور

18 جنوری کو احمد شاہ نے آغا رضا خاں اور یعقوب خاں کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ شاہ عالم ثانی اور وزیر غازی الدین خود آ کر صلح کی شرائط خود آ کر طے کریں۔

19 جنوری کو غازی الدین احمد شاہ سے آصف جان خاں خانا ں، بہادر خاں بلوچ اور عباد اللہ کشمیری کے ہمراہ ملنے آیا شاہ ولی خاں نے ان کا استقبال کیا۔ 20 جنوری کو احمد شاہ نریلہ آیا اور دہلی کے رخ خیمہ لگایا یہاں غازی الدین نے اتنی بڑی رقم دینے سے معذوری ظاہر کی تو احمد شاہ نے اس سے پوچھا تمہارے گھر پر کتنی رقم ہے تو اس نے جواب دیا۔

14 لاکھ روپے نقد اور چار لاکھ کے جواہر اور اسباب خانہ داری۔ احمد شاہ نے شاہ ولی خاں کو یہ حکم دیا کہ غازی الدین کے ساتھ جا کر سارا مال و متاع ضبط کر لے۔

نجیب الدولہ کو انعام و اکرام

کچھ دیر بعد نجیب الدولہ نے بھی احمد شاہ کے حضور حاضری دی اور اطاعت کا اظہار کیا احمد شاہ اس سے مل کر بہت خوش ہوا اسے بیش قیمت خلعت عطا کیا اور پایہ تخت کا انتظام و انصرام اسکے سپرد کر دیا۔

مغل بادشاہ کی حالت زار

مغل بادشاہ عالمگیر ثانی کی حالت زار قابل دید تھی اس نے حرم سرا خالی کر دی اور بال بچوں ک لے کر اندرون خانہ چلا گیا کو نہ مارا گیا اور نہ ہی شہر سے نکالا گیا۔

شہریوں کی حفاظت

ساری مغل سلطنت احمد شاہ کے قدموں تلے آ گئی شہری ہراساں تھے اور شہر سے بھاگ رہے تھے لٹیروں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر انہیں لوٹنا شروع کر دیا۔ 20 جنوری کو احمد شاہ نے حکم دیا شہریوں کی حفاظت کی جائے۔ فولاد خاں کو کوتوال مقرر کیا نتیجتاً شہری گھروں کو واپس آ گئے۔

احمد شاہ کے نام کا خطبہ

دہلی کے گردونواح میں احمد شاہ کی آمد کا پہلا جمعہ تھا جامع مسجد دہلی میں احمد شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا حالانکہ بادشاہ وقت زندہ تھا۔

احمد شاہ کا عالمگیر ثانی روبرو

دوسرے دن صبح سویرے سردار جہان خان کے پہرے میں عالمگیر ثانی احمد شاہ کے کیمپ کی طرف روانہ ہوا شاہ ولی خاں، آصف جاہ نظام الملک اور خان خاناں نے اس کا کیمپ سے دور زبردست استقبال کیا احمد شاہ درانی نے عالمگیر ثانی کو خوش آمدید کہا اور اسے اپنے برابر جگہ دی۔

عالمگیر ثانی کو تحائف

دوستی کی علامت کے طور پر دونوں بادشاہوں نے پگڑیاں بدلیں احمد شاہ نے عالمگیر ثانی کو بیش قیمت خلعت، سنہری پٹی، عقاب کے پروں کی کلغی، منقش چغہ اور سونے سے بھرا تھال دیا۔ اس کے بعد مغل بادشاہ عالمگیر ثانی اور اس کے درباری اسی شام واپس آ گئے۔

احمد شاہ کا لال قلعہ میں استقبال

28 جنوری 1757ء (7 جمادی الاول 1170ھ) بروز جمعۃ المبارک احمد شاہ اپنے کیمپ سے نکل کر شاہی قلعہ کی طرف روانہ ہوا عالمگیر ثانی نے مسجد فتح پوری کے قریب اس کا استقبال کیا توپوں کی سلامی سے احمد شاہ کی آمد کا اعلان ہوا احمد شاہ

شاہ عالمگیر ثانی سے ملنے دیوان عام گیا وہاں دربار منعقد ہوا۔

احمد شاہ کا فرمان

29 جنوری کو احمد شاہ نے شہر کی حفاظت کا فرمان جاری کیا اعلان محافظ دستے کے سردار ظفر خاں نے کیا فرمان یہ تھا کہ

1۔ شہریوں کو امن وحفاظت دی جاتی ہے۔

2۔ فوج کسی کو ہراساں یا تنگ نہ کرے گی۔

3۔ کسی مکان کو آگ نہ لگائی جائے گی۔

4۔ کسی کو قید نہ کیا جائے گا۔

5۔ کسی لڑکی یا عورت سے اس کی مرضی کے بغیر شادی نہ کی جائے گی۔

6۔ جو بھی زیادتی کرتا ہوا پایا جائے گا سزا پائے گا۔

ظفر خاں نے شہریوں کی حفاظت کے لیے ضروری اقدامات اٹھائے۔

ہندوؤں کو حکم

ہندوؤں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ ماتھے پر نشان لگائیں تا کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان واضح ہو سکے۔ جنہوں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی انہیں بھاری جرمانے کیے گئے۔

مغلانی بیگم پر عنایات

مغلانی بیگم کو سلطان مرزا کا خطاب دیا گیا اور بعد میں اسے دوآبہ بست جالندھر اور جموں وکشمیر کے صوبے جاگیر کے طور پر عنایت ہوئے۔

سکے کا اجراء

30 جنوری 1757ء (۹ جمادی الاول) بروز اتوار افغان کیمپ میں احمد شاہ کے نام کا سکہ ڈھالا گیا یہ سکہ قندھار اور لاہور کے سکوں سے مشابہ تھا۔

شہزادہ تیمور کی شادی

14فروری کو احمد شاہ کے فرزند شہزادہ تیمور کی شادی مغل بادشاہ عالم گیر ثانی کی دختر گوہرافزبانو (یازہرہ بیگم) سے ہوگئی سرہند کا علاقہ جہیز میں دیا گیا۔

غازی الدین سے اچھا برتاؤ

یکم جمادی الثانی 1170ھ (20۔21فروری 1757ء) کو احمد شاہ غازی الدین کی شادی مغلانی بیگم کی بیٹی عمدہ بیگم سے کروائی احمد شاہ نے حنابندی اور نکاح کی رسوم خود ادا کیں۔ غازی الدین کو بیٹا بنایا اسے 5ہزار روپے اور اپنی شال عطا کی شادی ہوگئی تو احمد شاہ نے غازی الدین کو 2لاکھ روپے نقد، دو زنجیر ہاتھی۔ چار گھوڑے اور فرزند خاں کا خطاب دیا۔ غازی الدین نے اپنی پہلی بیویوں کو طلاق دے دی۔

....

باب 22 :: احمد شاہ کی دہلی سے روانگی

ماہ جمادی الثانی 1170ھ میں احمد شاہ نے جاٹوں کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا لہذا تکیہ سعادت درویش تک گئے احمد شاہ نے دو دن خضر آباد میں قیام کیا غازی الدین بھی احمد شاہ سے آملا۔ 25 فروری 1757ء کو احمد شاہ خضر آباد سے روانہ ہوا اور بدر پور آیا اگلے دن فرید آباد پہنچا فرید آباد بلب گڑھ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے یہاں عبد الصمد خان نے اطلاع دی کہ سورج جاٹ کا لڑکا جواہر سنگھ بلب گڑھ کے قلعہ میں داخل ہو گیا ہے چنانچہ احمد شاہ نے بلب گڑھ کے قلعہ کو فتح کرنے کا ارادہ کیا یہ قلعہ جاٹوں کا کمزور ترین قلعہ تھا۔

سورج مل

جاٹ سورج بھرت پور کا رئیس تھا اس نے احمد شاہ کی اطاعت کرنے سے انکا کر دیا اس نے مانکیشور، راجہ ناگر مل جیسے باغیوں کو پناہ دی۔

فتح بلب گڑھ

احمد شاہ نے بلب گڑھ کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جواہر سنگھ کے دو مرہٹہ سردار، مانکیشور اور شمشیر بھی قلعہ میں تھے جاٹوں نے خوب مقابلہ کیا لیکن شکست ان کا مقدر بنی اور فتح نے احمد شاہ کے قدم چومے جواہر سنگھ بھیس بدل کر رات کی تاریکی میں فرار ہو گیا۔

کافروں کے قتل کا حکم

احمد شاہ نے قلعہ بلب گڑھ کے محاصرے سے قبل سردار جہان خاں اور نجیب الدولہ کو 20 ہزار فوج دیکر حکم دیا کہ جاٹ کے علاقہ میں داخل ہو کر قصبہ اور ہر شہر کو لوٹ لو۔

متھرا ہندوؤں کا متبرک شہر ہے اس کے باشندوں کو تلواروں کی باڑ پر رکھ لو۔

اکبر آباد (آگرہ) تک کوئی کھڑی فصل نہ رہے۔

لوٹ سب کا حصہ ہوگی۔

کافروں کے سروں کو وزیر اعظم کے دروازہ پر رکھ دیا جائے مبلغ 5 روپے ہر سر کے عوض شاہی خزانہ سے ادا کیے جائیں گے۔ (بحوالہ جادو ناتھ سرکار صفحہ 117)

فتح متھرا

نجیب الدولہ اور سردار جہان خاں متھرا کی طرف بڑھے جواہر سنگھ وہاں موجود تھا اس نے 5 ہزار سپاہ کے ساتھ خوب مقابلہ کیا لیکن درانیوں کے سیلاب اور جوش و جذبہ کے آگے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا 3 ہزار سپاہی مارے گئے۔ متھرا سے وہ بلب گڑھ آیا (جہاں احمد شاہ سے شکست کھا کر فرار ہوا) یکم مارچ 1757ء کو سردار جہان خاں متھرا شہر میں داخل ہوا۔

بت شکنی

ڈاکٹر قانون گو نے لکھا ہے کہ متھرا کے بڑے بڑے بھاری بت افغان غازیوں کی ضربوں سے شکستہ ہو کر گلی کوچوں میں پولو کے گیند کیطرح ٹھوکریں کھاتے تھے۔

فتح بندرابن

بندرابن متھرا سے 7 میل دور واقع ہے سردار جہاں نے یہاں بھی فتح پائی اور درانی فوج نے احمد شاہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کافروں کے سر کاٹے۔

سنیاسیوں پر رحم و کرم

فتح بلب گڑھ کے بعد 15 مارچ کو احمد شاہ متھرا کے قریب آیا دریائے جمنا کا دوسرا کنارہ پار کیا اور مہابن میں ٹھہرا مہابن متھرا سے 7،6 میل دور ہے سادھ کی حفاظت کے لیے سادھوں نے جن کی تعداد 4 ہزار تھی درانیوں کا مقابلہ کیا آدھی تعداد ماری گئی وکیل بنگال جگل کشور نے احمد شاہ کو بتایا کہ گوگل میں سنیاسی رہتے ہیں تو احمد شاہ نے فوج واپس بلا لی اور شہر بہ حفاظت رہا۔

سردار جہاں خاں کی آگرہ آمد

سردار جہان خاں اور نجیب الدولہ کو آگرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ 21 مارچ کو درانی فوج شہر کے دروازے پر پہنچ گئی شہر کے سربرآوردہ لوگوں نے 5 لاکھ تاوان دینے کا وعدہ کیا لیکن مقررہ وقت پر رقم کا انتظام نہ ہوا تو درانی فوج نے حملہ کر دیا۔ لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا سردار جہان خان ایک ہفتہ ٹھہرا رہا لیکن احمد شاہ نے اسے بلا لیا۔ 24 مارچ کو سردار جہان خاں متھرا کے نزدیک احمد شاہ سے جا ملا۔

درانی فوج کی بدقسمتی

احمد شاہ وطن واپسی کا قصد کر رہا تھا کہ مہابن کے نزدیک درانی فوج میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی تقریباً 150 سپاہی روزانہ مرنے لگے یہاں نہ کوئی دوا میسر تھی نہ علاج۔ گھوڑے بھی مرنے لگے چنانچہ احمد شاہ نے واپسی کا فیصلہ کر لیا۔

(بحوالہ زوال سلطنت مغلیہ جادو ناتھ سرکار جلد 11)

احمد شاہ کی خواہش

26 مارچ 1757ء کو احمد شاہ نے قلندر خاں کو سفیر بنا کر عالمگیر ثانی کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ جاٹوں کے خلاف کارروائی ترک کر کے دہلی آ رہا ہے اور اس کی خواہ ہے کہ محمد شاہ کی لڑکی حضرت بیگم سے شادی کر لے۔

سورج مل کی چالاکی

احمد شاہ نے جگل کشور بنگالی اور ایک افغان افسر کو سورج مل کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ اگر تم نے روپیہ نہ دیا اس کے تین قلعے ڈک، کھمیر اور بھرت پور کو تباہ کر دیا جائے گا۔ لیکن چالاک سوج مل نے جواب دیا کہ ”میرے خلاف لشکر کشی کرنا آپ جیسے عظیم الشان بادشاہ کی توہین ہو گی۔“ جب سورج مل کو افغان فوج کی واپسی کا علم ہوا تو اس نے دونوں قاصدوں کو ذلیل کر کے نکال دیا۔

احمد شاہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر

31 مارچ 1757ء (10 رجب 1170ھ) بروز جمعۃ المبارک احمد شاہ سرائے دہلی کے مضافات نسبت خاں اور سرائے بیمیں میں مقیم تھا اس نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار شریف پر حاضری دی۔

احمد شاہ کی روانگی

یکم اپریل کو احمد شاہ نے وزیر آباد اور باولی کا رخ کیا یہاں 3 دن ٹھہرا۔ عالمگیر ثانی اپنے بڑے لڑکے شاہ عالم، نجیب الدولہ اور مجید الدولہ کے ہمراہ الوداع کہنے آیا غازی الدین کو وزیر اعظم اور نجیب الدولہ کو احمد شاہ کا ہندوستان میں چیف ایجنٹ مقرر کیا گیا۔ احمد شاہ نے محمد شاہ کی دختر حضرت بیگم سے عقد کا ارادہ کیا تھا لیکن محمد شاہ کی بیوہ نے اس کی مخالفت کی لیکن احمد شاہ کے آگے دم مارنے کی کسی میں تاب نہ تھی۔ حضرت محل کی والدہ بیٹی کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ لہذا احمد شاہ کے 'کیمپ میں' آ گئی دہلی حرم کی 16 خواتین احمد شاہ کے کیمپ میں تھیں تقریباً 400 کنیزیں بھی ان کے ہمراہ تھیں ان میں سے بعض راستے ہی واپس آ گئیں۔

قیدیوں کی رہائی

احمد شاہ نے عالمگیر ثانی کے کہنے پر دہلی متھرا اور دوسرے علاقوں سے پکڑے ہوئے قیدیوں کو رہائی دی تو یہ لوگ شہنشاہ دہلی کے ہمراہ دہلی آئے۔

مال غنیمت

مؤرخین نے مال غنیمت کی قیمت 12 کروڑ بیان کی ہے۔ 28 ہزار ہاتھی، اونٹ، خچر، بیل اور چھکڑے مال و متاع سے لدے ہوئے تھے۔ 80 ہزار پیادے اور سوار فوج نے اپنا اپنا حصہ الگ اٹھایا ہوا تھا سواروں نے سامان گھوڑوں پر رکھا ہوا تھا اور خود پیدل چل رہے تھے۔

انتظامی معاملات

احمد شاہ نے اپنے فرزند تیمور کو شاہ کا خطاب دے کر ہندوستان علاقوں (جس میں سرہند، دوآبہ بست جالندھر، لاہور، کشمیر، ٹھٹھہ اور ملتان شامل تھے) کا منتظم مقرر کیا سردار جہان خان کو لاہور میں اس کا نائب مقرر کیا عبدالصمد خان محمد زئی کو سرہند، سرفراز خاں کو دوآبہ بست جالندھر، ملتان کے بلند خاں کو کشمیر کا حاکم مقرر کیا احمد شاہ کی یہ خواہش تھی کہ اس کے فرزند کی سربراہی میں مضبوط حکومت قائم ہو اور جموں کشمیر پنجاب کے ساتھ ملے رہیں۔ سونی پت سے احمد شاہ تراوڑی 13 اپریل 1757ء کو پہنچا کنج پور کے عنایت خاں نے دو لاکھ کا خراج پیش کیا جہان خان کو اس نے شہزادہ تیمور کے آگے آگے لاہور جانے کا حکم دیا۔

شہزادہ تیمور پر سکھوں کا حملہ

جب شہزادہ تیمور اور جہان خاں مال و اسباب کے ہمراہ لاہور آ رہے تھے تو پٹیالہ کے آلہ سنگھ جاٹ اور دوسرے سکھ سرہند میں جمع ہو گئے اور ان پر حملہ کر کے مال و اسباب لوٹ لیا دوسرا حملہ ان پر مادر کوٹ (مالیر کوٹلہ) پر ہوا اور درانی فوج کو کافی پریشان کیا گیا اور کافی مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

چڑھت سنگھ کے حملے

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا دادا چڑھت سنگھ سکر چکیہ گجرانوالہ کا حکمران تھا جب احمد شاہ وطن واپس جا رہا تھا اس نے اس پر حملہ کیا اور لوٹ مار کی یہ حملے اچانک ہوتے تھے چڑھت سنگھ کے آدمی لوٹ مار کے فوراً فرار ہو جاتے احمد شاہ نے فیصلہ کن جنگ کی کوشش کی لیکن موقع نہ ملا یہ سلسلہ اس وقت جاری رہا جب تک احمد شاہ نے دریائے سندھ پار نہ کر لیا۔

باب 23 :: دو بغاوتوں کا خاتمہ

میر نصیر کی بغاوت

پنجاب مین سکھ جو کچھ کر رہے تھے احمد شاہ تک اس کی اطلاعات پہنچ رہی تھیں۔ بلند خاں کا قتل، دوآبہ بست جالندھر کے ناظم سرفراز خاں کی شکست اور تیمور شاہ و جہان خاں کی واپسی جیسے واقعات نے اسے برہم کر دیا وہ آدینہ بیگ اور سکھوں اور مرہٹوں کے ہاتھوں تذلیل کیسے برداشت کر سکتا تھا اس نے فوراً ہندوستان جانے کی تیاریاں شروع کر دیں اس دوران اسے نصیر خاں آف قلات کی بغاوت کی اطلاع ملی۔

نصیر خاں

نصیر خاں آف قلات (بلوچستان) بلوچستان کا ممتاز سردار تھے یہ میر عبداللہ خآں بروہی کا تیسرا اور سب سے چھوٹا بیٹا تھا اس کی ماں مریم بی بی کا تعلق التازئی قبیلے سے تھا میر عبداُخآں کی وفات کے بعد نصیر خاں کا بڑا بھائی محبت خآں جو سوتیلا تھا گدی نشین ہوا۔ التاز خاں المعروف حاجی محمد خاں نے حکومت چھین لی اور حکمران بن گیا التاز خآں نصیر خاں کا سگا اور بڑا بھائی تھا جب نادر شاہ درانی کی فوجیں بندر عباس اور مکران کے ساحل سے بلوچستان داخل ہوئیں تو محبت خاں نے ان کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی اس دوران نادر شاہ نے قندھار فتح کر لیا تو محبت خآں اور حاجی محمد خاں قندھار چلے گئے نادر شاہ نے بروہی سرداروں کی درخواست پر محبت خاں کو ناظم قلات مقرر کیا نصیر خاں، اس کی ماں اور حاجی محمد خاں کا بیٹا مراد علی یرغمال کے طور پر ایرانی دربار میں رہے۔

(بحوالہ تاریخ بلوچستان، رائے بہادر ہتو رام، بحوالہ خوند محمد صدیق)

جب نادر شاہ کو قتل کر دیا گیا تو نصیر خاں کو رہائی ملی اور یہ احمد شاہ کے ہمراہ قندھار آ گیا اس نے احمد شاہ کی بادشاہت کے لیے حمایت کی لیکن اس کے بھائی محبت خاں

نے لقمان خاں کی بغاوت (1748ء) میں اس کا ساتھ دیا اور احمد شاہ کا اعتماد کھو دیا 1749ء میں احمد شاہ نے نصیر خاں کو قلات کا ناظم مقرر کیا اس نے مُہموں میں احمد شاہ کا بھرپور ساتھ دیا اور وفاداری کا پورا پورا ثبوت دیا جب تیمور شاہ اور جہان خاں کو پنجاب میں پسپا ہو کر بھاگنا پڑا تو اس نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔

شاہ ولی خاں کی روانگی

احمد شاہ کی یہ کوشش تھی کہ مصالحت ہو جائے کیونکہ وہ نصیر خاں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا لیکن اس کی ہر کوشش ناکام ہو گئی تو اس نے شاہ ولی خاں وزیر اعظم کی قیادت میں فوج نصیر خاں کو کچلنے کے لیے روانہ کی۔

نصیر خاں کی فتح

شاہ ولی خاں کی آمد سے نصیر خاں گھبرایا نہیں بلکہ اس نے لشکر جمع کیا اور مستونگ سے نکل کر شاہ ولی خاں کا مقابلہ کیا جس میں شاہ ولی خاں کو شکست ہو گئی۔

احمد شاہ کی آمد اور فتح

جب احمد شاہ کو شکست کی اطلاع ملی تو شاہ ولی خاں کی امداد کے لیے روانہ ہوا احمد شاہ کی آمد کی اطلاع نے نقشہ ہی بدل دیا۔ نصیر خاں کو شکست ہو گئی اور وہ فرار ہو کر قلات بھاگ گیا احمد شاہ نے اس کا پیچھا کیا اور شہر کا محاصرہ کر لیا 40 دن قلات شہر کا محاصرہ رہا نصیر خاں نے تنگ آ کر اخوند محمد حیات خاں کو سفیر بنا کر صلح کی شرائط کے لیے بھیجا۔

نصیر خاں سے اچھا برتاؤ

نصیر خاں شاہ ولی خاں کے ہمراہ احمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا احمد شاہ نے نہ صرف سے معاف کر دیا بلکہ اسے قلات کی نظامت پر بھی برقرار رکھا۔

معاہدہ

احمد شاہ درانی اور نصیر خاں کے مابین حسب ذیل معاہدہ طے پایا۔

۱۔ نصیر خاں نے احمد شاہ کی بالادستی قبول کر لی ہے۔

۲۔ احمد شاہ افغانستان سے باہر کسی فوجی مہم پر جائے گا تو نصیر خاں سواروں کا ایک دستہ مہیا کرے گا جس کے اخراجات اور اسلحہ کی فراہمی احمد شاہ کے ذمہ ہو گی۔

۳۔ احمد شاہ نے وعدہ کیا کہ وہ خان آف قلات کو کسی سدوزئی سردار کی حمایت میں فوج بھیجنے کے لیے مجبور نہ کرے گا اور وہ افغانوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرے گا۔

۴۔ خان آف قلات آئندہ احمد شاہ کو خراج ادا نہیں کرے گا۔

احمد شاہ کی شادی

احمد شاہ نے معاہدہ کو مستحکم کرنے کے لیے نصیر خاں کی چچا زاد بہن سے عقد کر لیا اور نئی بیوی اور اس کے رشتہ داروں کے ہمراہ قندھار آ گیا اور پھر نصیر خاں پوری زندگی احمد شاہ کا وفادار رہا۔ (بحوالہ ہسٹری آف دی افغانز۔ فریئر)

خوش درانی کی بغاوت

اس زمانے میں میر خوش درانی نے جو احمد شاہ کا رشتہ دار تھا کسی درویش کے ورغلانے پر بغاوت کر کے افغانستان کی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ احمد شاہ نے اس بغاوت پر فوراً قابو پا لیا۔ (بحوالہ تاریخ حسین شاہی۔ امام الدین حسینی)

خوش درانی کا انجام

میر خوش درانی گرفتار ہوا اور بادشاہ کے حکم سے اس کی آنکھیں نکال دی گئیں اور اسے ورغلانے والے درویش کا سر قلم کر دیا گیا۔

(بحوالہ تاریخ حسین شاہی۔ امام الدین حسینی)

باب 24 :: سکھوں کے خلاف مہم کا آغاز

پنجاب کی بدلتی ہوئی صورت حال

اپریل 1758ء میں مرہٹے اور سکھ لاہور میں داخل ہوئے اور پنجاب پر قبضہ کر لیا مرہٹہ فوج کے سپہ سالار رگھوناتھ راؤ نے لاہور میں ایک ماہ قیام کیا اور 75 لاکھ روپے سالانہ خراج کے عوض آدینہ بیگ کو پنجاب کا حاکم بنا دیا آدینہ بیگ نے خواجہ مرزا جان کو لاہور میں اپنا نائب بنایا اور خود دوآبہ بست جالندھر میں قیام پذیر رہا۔ اور پھر رگوناتھ راؤ 10 مئی 1758ء کو دہلی روانہ ہوا۔

آدینہ بیگ کی وفات

سکھوں نے اپنی قوت بہت زیادہ بڑھائی تھی اور آدینہ بیگ انہیں کچلنے میں کامیاب نہ ہو سکا اور آخر 15 ستمبر 1758ء کو اس کی وفات ہوگئی تو سکھوں کی لوٹ مار اور مظالم بڑھ گئے۔

سکھوں کی تاریخ

سکھ مت کے بانی بابا گرونانک ہیں سکھ سنسکرت زبان کے ''شیشیا'' سے اخذ کیا گیا ہے اس کے معنی ''سیکھنے والا'' یا ''شاگرد'' کے ہیں بابا گرونانک 1469ء میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش موضع تلونڈی رائے بھوئی میں ہوئی (اسے اب ننکانہ صاحب کہا جاتا ہے) باپ کا نام کالو کھتری تھا ان کی وفات 1539ء میں ہوئی انہوں نے برہمنوں کی لوٹ کھسوٹ کے خلاف آواز اٹھائی انہوں نے ذات پات اور دیوی دیوتاؤں کی پرستش سے انکار کیا۔ انہوں نے خدائے واحد کی اطاعت کا پرچار کیا انہوں نے کوشش کی کہ ایک مشترکہ سماجی تنظیم قائم کی جاے اس مقصد کے لیے انہوں نے سنگت یا ملے جلے اجتماعات کی بنیاد ڈالی جس میں ان کے شاگرد بھجن گائے اور روحانی فیض اٹھائے انہوں نے لنگر بھی جاری کر رکھا تھا جہاں بلا امتیاز ذات پات و مذہب سب مل کر کھانا کھاتے تھے اس سے غیر طبقاتی معاشرہ کا تصور

پیدا ہوا اس طرح سکھ فرقہ وجود میں آیا بابا نانک مسلمان میں بھی مقبول تھے مسلمان انہیں نانک شاہ کہتے تھے۔

بابا گرو نانک کے بعد سکھوں کے حسب ذیل گرو ہوئے۔

گرو انگد

گرو امرداس

گرو رام داس

گرو ہررائے

گرو ہرکشن

گرو تیغ بہادر

گرو گوبند سنگھ

سکھ گروؤں نے منظم فرقہ قائم کیا امرتسر کو اجتماعات کا مرکز بنایا امرتسر مشرقی پنجاب (بھارت) کا شہر ہے اس کو 1577ء میں چوتھے گرو رام نے آباد کیا یہ سکھوں کا مذہبی شہر ہے امرتسر میں دربار صاحب ہے دربار صاحب میں ایک مقام جو ہری مندر سے جنوب کی طرف ہے اس کا نام ''اکال بنگا'' تھا (اس کا موجودہ نام اکال تخت ہے) اس کو گرو ہر گوبند سنگھ نے 1608ء میں تعمیر کرایا سکھ اسے پہلا تخت تسلیم کرتے ہیں۔ آخر گرو گوبند سنگھ نے خالصہ کی بنیاد رکھ کر سکھوں کو سپاہی بنایا اس نے ''کھنڈے دی پہول'' کی رسم بھی جاری کیا جس میں دو دھاری تلوار سے سکھوں کو بپتسمہ دیا جاتا اس کے بعد وہ امرتا یعنی مقدس چینی ملا پانی پیتے جسے فولاد کے خنجر سے ہلایا جاتا کڑاہ پرشاد کھاتے سکھوں میں پانچ کک یعنی کنگھا، کچھا، کڑا، کیس، کرپان رسم میں شامل ہیں۔

گرو گوبند سنگھ کی نئی تنظیم سے کوہستان شوالک کے والیان ریاست کو یہ خوف محسوس ہوا کہ ان کے صدیوں پرانے عقائد کو ٹھیس پہنچے گی انہوں نے مغلوں سے

امداد طلب کی گرو گوبند سنگھ نے مغلوں اوران سرداروں کے خلاف تقریباً 14 جنگیں لڑیں آخر لڑائی دسمبر 1704ء کو ہوشیار پور کے ضلع کے مقام آنند پور میں ہوئی اس لڑائی کے بعد گوبند سنگھ کو ستلج کے جنوب میں براروں کے علاقے میں پناہ لی گوبند سنگھ کے دو بیٹے سرہند کے نواب وزیر خاں کے ہاتھ آئے تو انہیں قتل کرا دیا گیا 1707ء میں اورنگ زیب عالمگیر کے بیٹے بہادر شاہ نے سکھوں سے تعلقات قائم کر لیے گرو گوبند سنگھ کے بعد روحانی رہنمائی کا کام گرو گرنتھ صاحب سے لیا جانے لگا اور دنیاوی معاملات خالصہ کے عام اجتماع کے سپرد کر دیئے گئے گوبند سنگھ کے ایک شاگرد بنداسنگھ نے گرو کی جدوجہد جاری رکھی اس نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے۔ 1710ء میں اس نے سرہند پر قبضہ کرلیا یہ سکھوں کا پہلا مفتوحہ علاقہ تھا اس فتح سے ستلج کے جنوبی کنارے سے نواح دہلی تک ان کا قبضہ ہو گیا سکھوں نے اپنی فتوحات کا دائرہ گنگا جمنا دوآبہ اور مرکزی اور شمال مشرقی پنجاب تک وسیع کرلیا لاہور کے گورنر سید اسلم خاں نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا سکھوں نے بھلوال کے قریب اسے شکست دی اور لاہور کے راوی کے جنوب میں قصور تک قبضہ کرلیا 1715ء میں بنداسنگھ کو گرفتار کرلیا گیا اور 1716ء میں لاہور لا کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے میر منو کا دوران کے لیے بڑا سخت ثابت ہوا اس دور میں سکھ پہاڑوں اور جنگلوں یا برنالہ اور بھٹنڈا کے ریگستانی علاقوں میں پھیل گئے آدینہ بیگ نے بھی ان کو کچلنے کی کوشش کی پنجاب میں آدینہ بیگ کی وفات کے بعد بدنظمی کی کیفیت رہی سکھوں نے اپنی قوت بڑھائی سردار جسا سنگھ اہلووالیہ نے دوآبہ بست جالندھر اور باری ورچنا دوآبہ کے کئی علاقے سردار سنگھ سکرچکیہ نے فتح کر لیے۔

نورالدین کی مہم

احمد شاہ نے قلات کے محاصرے کے دوران نورالدین برمے زئی کو فوج کا سالار بنا کر پنجاب بھیجا نورالدین نے بغیر کسی رکاوٹ کے دریائے سندھ کو پار کیا

اور ستمبر 1758ء میں سندھ ساگر دوآب میں داخل ہوا یہ علاقہ خٹک، گکھڑ اور مسلمانوں کے قبضے میں تھا جو نورالدین کی فوج میں شامل ہو گئے۔ نورالدین بھیرہ پہنچا اسے تباہ کیا اور پھر گجرات پہنچا اسے بھی تباہ کیا خواجہ مرزا جان نائب لاہور نے سکھوں کی مدد سے نورالدین کی پیش قدمی روکی اور اسے چناب کے کنارے شکست دے کر اسے دریا کے پار دھکیل دیا نورالدین نے بھرپور تیاری کے بعد مرزا جان کو شکست دے دی مرزا جان فرار ہو گیا۔

نورالدین نے اس کا پیچھا نہ کیا نورالدین نے آگے بڑھنا مناسب نہ سمجھا اور وزیر آباد میں رک کر احمد شاہ کے احکامات کا انتظام کرنے لگا۔

جہان خاں کی مہم

احمد شاہ نے سردار جہان خاں کو اگست 1759ء کو ایک فوج دیگر پنجاب بھیجا سباجی پٹیل نے اس کا مقابلہ کیا اس لڑائی میں جہان خاں کو شکست ہوئی اس کا بیٹا شہید ہوا اور وہ خود بھی زخمی ہوا اس نے دریائے سندھ عبور کر کے پشاور کے علاقے میں پسپائی اختیار کی۔

باب 25 :: احمد شاہ کی مہم مرہٹوں کے خلاف

شاہ ولی اللہ کا خط

ہر دور میں کوئی نہ کوئی صاحب بصیرت اور اہل دل شخصیت موجود رہی ہے ان شخصیات کی وجہ سے ہدایت کی شمع روشن رہتی ہے بزم علم وعمل کی بہار قائم رہتی ہے مسلمانوں کے زوال کے دور میں جب غیر ملکی اقوام نے غلبہ پانا شروع کر دیا اور کفر والحاد نے اپنے پنجے گاڑنے شروع کر دیئے تو اس پر آشوب دور میں شاہ ولی اللہ جیسی شخصیت سامنے آئی شاہ صاحب نے اپنے ماحول اور غیر مسلموں کے اقتدار اور معاشی ناہمواریوں اور کفر والحاد کے غلبے کے متعلق احمد شاہ ابدالی کو خط لکھا یہ خط اس دور کے سیاسی حالات کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

''غیر مسلموں میں ایک قوم مرہٹہ نامی ہے ان کا ایک سردار ہے اس قوم نے کچھ عرصہ سے دکن کے اطراف میں سر اٹھایا ہے اور تمام ہندوستان پر اثر انداز ہے شاہان مغلیہ میں بعد کے بادشاہوں نے عدم دور اندیشی، غفلت اور اختلاف فکر کی بنا پر ملک گجرات مرہٹوں کو دے دیا پھر اسی کوتاہ اندیشی اور بے پرواہی سے ملک مالوہ بھی ان کے سپرد کر دیا اور ان کو وہاں کا صوبہ دار بنایا رفتہ رفتہ قوم مرہٹہ قوی تر ہوتی چلی گئی اور اکثر بلاد اسلام ان کے قبضے میں آ گئے مرہٹوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں سے اخراج لینا شروع کر دیا اس کا نام چوتھ یعنی آمدنی کا چوتھا حصہ رکھا۔''

''دہلی اور نواح میں مرہٹوں کا قبضہ اس لیے نہ ہو سکا کہ دہلی کے روٴسا، بادشاہان قدیم اور یہاں کے وزراء اور امراء، امراء قدیم کی اولادیں ناچار مرہٹوں نے ان لوگوں سے ایک گونہ مروت کا معاہدہ رکھتے ہوئے عہد وپیان کر لیا اور روا داری کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے طرح طرح کی چاپلوسی کر کے دہلی والوں کو اپنی طرف سے امن وامان دے کر چھوڑ دیا دکن پر بھی ان کا قبضہ نہ ہو سکا کہ نظام الملک مرحوم کی اولاد نے بڑی بڑی تدبیریں کیں کبھی مرہٹوں کے درمیان پھوٹ دلوا دی

اور کبھی انگریزوں کو اپنے ساتھ ملا لیا برہان پور، اورنگ آباد، بیجاپور جیسے بڑے بڑے شہروں پر نظام الملک کی اولاد قابض رہی البتہ اطراف و انواح کو مرہٹوں کا لیے چھوڑ دیا گیا المختصر دہلی و دکن کے سوائے خالص طور پر مرہٹوں کا قبضہ ہے قوم مرہٹہ کو شکست دینا آسان ہے بہ شرطیکہ غازیان اسلام کمر ہمت باندھ لیں حقیقت یہ ہے کہ قوم مرہٹہ خود قلیل ہے لیکن ایک گروہ کثیر ان کے ساتھ ملا ہوا ہے ان میں سے ایک گروہ کو درہم برہم کر دیا جائے تو یہ قوم منتشر ہو جائے گی اور اصل قوم اس شکست سے ضعیف ہو جائے گی چونکہ یہ قوم قوی نہیں اس لیے اس کا تمام تر سلیقہ ایسی فوج جمع کرنا ہے جو چیونٹیوں اور ٹڈیوں سے بھی زیادہ ہو دلاوری اور سامان حرب ان کے ہاں نہیں۔''

شاہ صاحب کے اس خط کی اس عبارت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ انہوں نے احمد شاہ کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا تا کہ اسے یقین ہو جائے کہ اگر میں حملہ کروں تو کامیابی لازماً نصیب ہوگی۔

مدد کو آؤ

نجیب الدولہ (چیف۔ایجنٹ احمد شاہ کا ہندوستان میں) کافی عرصہ سے احمد شاہ کو مدد کے لیے خطوط لکھ رہا تھا مرہٹوں نے اسے تنگ کر رکھا تھا۔

مزید یہ کہ جے پور اور مارواڑ کے ہندو راجاؤں مادھو سنگھ اور بجے سنگھ نے بھی احمد شاہ سے درخواست کی وہ آ کر ان کے علاقوں کو مرہٹوں سے محفوظ رکھنے میں ان کی مدد کریں عالمگیر ثانی مغل بادشاہ نے بھی اسے خفیہ خطوط لکھے کہ غازی الدین سے اس کی جان چھڑائیں۔

آ رہا ہوں

ان خطوط اپنے مقبوضات کی واپسی اور کھویا ہوا وقار بحال کرنے کے پیش نظر احمد شاہ درانی نے اکتوبر 1759ء میں ہندوستان پر ایک اور حملے کا ارادہ کیا۔

آمد

25 اکتوبر 1759 (3 ربیع الاول 1173ھ) بروز جمعرات احمد شاہ نے دریائے سندھ پار کیا اور پنجاب میں داخل ہو گیا احمد شاہ نے سردار جہان خاں کو پہلے ہی روانہ کر دیا تھا اور خود وہ بولان کے راستے ہندوستان میں داخل ہوا۔

قلعہ اٹک پر قبضہ

سردار جہان خاں نے سباجی (یا صاحبا قلعہ دار) کو اٹک سے نکال کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور مرہٹوں کا روہتاس تک پیچھا کیا تھوڑی دیر لڑنے کے بعد مرہٹے پھر فرار ہو گئے اور دہلی آ گئے۔

سکھوں سے جنگ

احمد 40 ہزار مجاہدوں کے ہمراہ لاہور پہنچا تو سکھوں سے زبردست جنگ ہوئی سردار جہان خاں زخمی ہوا اور احمد شاہ کے دو ہزار مجاہد شہید ہوئے احمد شاہ نے لاہور پر قبضہ کر لیا اس نے حاجی کریم داد خاں (وزیر اعظم شاہ ولی خاں کا بھتیجا اور تیمور کا عرض بیگی) کو گورنر لاہور مقرر کیا۔ امیر خاں کو نائب مقرر کیا زین خاں کو گجرات، اورنگ آباد، پسرور اور ایمن آباد کے اضلاع کا فوجدار مقرر کیا۔

احمد شاہ کی سرہند آمد

احمد شاہ نے 20 نومبر 1759ء بروز منگل کو گوندل کے نزدیک دریائے بیاس عبور کیا۔ 10 دسمبر بروز پیر کوروپڑ کے پرگنے میں خضر آباد کے مقام پر ڈیرے ڈالے اور یہاں سے سرہند 40 ہزار مجاہدین کے ہمراہ پہنچا جہان خاں 15 ہزار مجاہدین کے ہمراہ پہلے ہی سرہند پہنچ چکا تھا۔

غازی الدین قاتل

غازی الدین نے مغل بادشاہ عالمگیر ثانی کو 29 نومبر 1759ء بروز جمعرات کو قتل کرایا کیونکہ اس نے احمد شاہ کو مدد کے لیے بلایا تھا غازی الدین نے ایک

شہزادے کو شاہجہان ثانی کے لقب سے تخت پر بٹھایا 30 نومبر بروز جمعہ کو غازی الدین نے اپنے پرانے حریف خان خاناں انتظام الدولہ کا بھی گلا گھونٹ کر مروا دیا۔

احمد شاہ کو اطلاع

احمد شاہ کو جب دونوں افسوس ناک واقعات کی اطلاع ملی تو وہ بہت مشتعل ہوا۔

فتح تراوڑی

24 دسمبر 1759ء بروز پیر کو مرہٹوں کا ہراول دستہ بھوٹے کی قیادت میں تھا نیسر کے نزدیک تراوڑی کے تاریخی میدان میں درانی سے ٹکرایا ابتداء میں مرہٹوں کو کامیابی ملی احمد شاہ نے ایک اور دستہ مجاہدین کا روانہ کیا مرہٹے تین اطراف سے گھر گئے مرہٹوں کو شکست ہوتی دیکھ کر مرہٹہ سردار داتا جی میدان میں آیا لیکن اس کے آنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا لیکن رات کی تاریکی وجہ سے جنگ رک گئی وہ اپنے کیمپ میں واپس آ گیا شکست کھا کر داتا جی دہلی کی طرف بڑھا۔

احمد شاہ کی جنگی تدبیر

احمد شاہ نے اس موقع پر بہترین جنگی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر بوریا کر نزدیک کشتوں کا پل بنا کر دریائے جمنا پار کیا اور دوآبہ گنگا جمنا میں داخل ہو گیا نجیب الدولہ سہارن پور کے نزدیک احمد شاہ سے آ ملا احمد شاہ مشرقی ساحل جمنا کے ساتھ ساتھ دہلی کی طرف بڑھا کئی روہیلہ سردار بھی احمد شاہ سے آ ملے احمد شاہ نے دہلی سے 6 میل شمال مشرق کی طرف لونی میں قیام کیا۔

براری گھاٹ میں مرہٹوں کی شکست

مرہٹہ سردار داتا جی 4 جنوری 1760ء کو براری گھاٹ پہنچا اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں سباجی براری گھاٹ پر قابض تھا مجاہدین کے مقابلے کے لیے آگے بڑھا مگر مجاہدین نے اسے بھگا دیا داتا جی بھی فوج لے کر سباجی کی مدد کے

لیے آیا مجاہدین کے توپ خانے نے مرہٹوں میں افراتفری پھیلا دی۔ داتا جی کو ایک مجاہد نے آنکھ میں گولی مار کر جہنم واصل کیا نجیب الدولہ بھی تازہ دم فوج لے کر آ گیا تو مرہٹے بھاگ گئے فاتح مجاہدین نے 40 میل تک ان کا پیچھا کیا داتا جی کا سر کاٹ کر نجیب الدولہ کو بھیجا گیا اس نے احمد شاہ کے سامنے پیش کیا۔ اس لڑائی میں بے شمار مرہٹہ سردار مارے گئے۔

احمد شاہ کی حاضری نظام الدین اولیا کے مزار پر

21 جنوری 1760ء کو احمد شاہ نے حضرت نظام الدین اولیاء کے مزار شریف پر حاضری دی اور 29 فروری کو احمد شاہ خضر آباد پہنچا۔

سکندر آباد مرہٹوں کو شکست

ملہار راؤ 28 فروری کو سکندر آباد پہنچا اور شہر لوٹا احمد شاہ نے شاہ پسند خاں قلندر خاں اور جہان خاں کو 15 ہزار مجاہدین کے ہمراہ روانہ کیا۔ کہ مرہٹوں کو گنگا پار کرنے سے روکیں مجاہدین نے دریائے جمنا عبور کیا ہراول دستہ جو گنگا دھر یشونت ٹاٹیا کے زیر کمان تھا اس سے زبردست مقابلہ کیا مرہٹوں کو زبردست شکست ہوئی بے شمار مرہٹے سردار جہنم واصل ہوئے۔ گنگا دھر متھر افرار ہو گیا مرہٹہ سردار ملہار راؤ ہولکر اس شکست پر بہت گھبرایا گنگا دھر کو کمک پہنچانے کے بجائے آگرہ بھاگ گیا یہ واقعہ 4 مارچ 1760ء کا ہے۔

قلعہ علی گڑھ پر قبضہ

احمد شاہ 5 مارچ 1760ء کو کول (علی گڑھ) پہنچا علی گڑھ پر سورج مل کا قبضہ تھا یہاں ثابت خاں نے ایک قلعہ بنوایا جسے قلعہ ثابت گڑھ کہا جاتا تھا لیکن سورج مل نے اس کا نام رام گڑھ رکھ دیا احمد شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا آخر کار محصورین نے قلعہ احمد شاہ کے حوالے کر دیا۔

نجیب الدولہ کا مشورہ

نجیب الدولہ نے احمد شاہ کو مشورہ دیا کہ وہ گرمی اور برسات کا موسم علی گڑھ میں گزارے کیونکہ مرہٹوں کی کمر ٹوٹ چکی ہے اور وہ جب تک دکن سے کمک حاصل نہ کرلیں گے مقابلے پر نہیں آئیں گے نجیب الدولہ نے مجاہدین کے جملہ اخراجات کی ذمہ داری بھی لے لی۔

احمد شاہ کی رضامندی

احمد شاہ نے نجیب الدولہ کے مخلصانہ مشورے اور پیش کش قبول کیا اور خوش ہوکر غازی الدین کے تمام علاقے فوجی اخراجات کے عوض نجیب الدولہ کو عطا کردیئے۔

اتحادیوں کی تلاش

احمد شاہ نے 2 ماہ علی گڑھ میں قیام کیا جب موسم برسات شروع ہوا تو مجاہدین گنگا کے مغربی کنارے پر انوپ شہر کے قریب اونچی جگہ منتقل ہوگئے اس دوران احمد شاہ نے مرہٹوں کے خلاف اپنے اتحادی تلاش کیے تو اس کی نگاہ اودھ کے شجاع الدولہ پر پڑی لکھنو اس کا دارالحکومت تھا یہ طاقتور حکمران تھا اس کے باپ صفدر جنگ نے 1748ء میں مان پور کی لڑائی میں احمد شاہ کے خلاف بہادری کا مظاہرہ کیا تھا۔

شجاع الدولہ کی رضامندی

احمد شاہ نے محمد شاہ کی بیوہ ملکہ زمانی سردار جہان خاں اور نجیب الدولہ کو یکے بعد دیگرے بھیجا کہ شجاع الدولہ سے سمجھوتہ کریں مرہٹوں نے بھی اسے لالچ دیا کہ وہ اسے دہلی کا وزیر بنادیں گے لیکن شجاع الدولہ نے احمد شاہ کی حمایت کی اس کی وجہ یہ تھی کہ شجاع الدولہ جانتا تھا کہ احمد شاہ ہندوستان میں اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرنے کی غرض سے آیا ہے بحالی وقار کے بعد واپس چلا جاے گا اسے صرف پنجاب سے دلچسپی ہے اس کے برعکس مرہٹے اس کے لیے خطرے کا باعث تھے کیونکہ مرہٹے ہندوستان پر حکومت کا خواب دیکھ رہے تھے لہذا اس نے شجاع الدولہ نے احمد شاہ

کی حمایت کا فیصلہ کیا۔ حالانکہ شجاع الدولہ شیعہ تھا۔

ملاقات

18 جولائی 1760ء کو شجاع الدولہ انوپ آ کر احمد شاہ سے ملا وزیر اعظم شاہ ولی خاں نے شہر سے چند دور اس کا پر جوش استقبال کیا احمد شاہ شجاع الدولہ سے مل کر بہت خوش ہوا اس نے اسے فرزند خاں کا خطاب اور بیش قیمت خلعت دیا۔

دہلی پر مرہٹوں کا قبضہ

ملہار راؤ ہلکر دیگر مرہٹہ سرداروں کو ساتھ لے کر طاقتور فوج لے کر دہلی پر حملہ آور ہوا 22 جولائی کو مرہٹوں نے دہلی فتح کر لیا 2 اگست 1760ء کو سدا شیو بھاؤ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا انہیں غازی الدین کی رہنمائی حاصل تھی مرہٹوں کو دہلی شہر سے کچھ نہ ملا کیونکہ دولت مند لوگ یا تو پہلے ہی لوٹ لیے گئے یا شہر چھوڑ کر جا چکے تھے۔ سدا شیو بھاؤ کے حکم پر شاہ جہان کے دیوان خاص کی چاندی کی چھت اتار کر سکے ڈھالے گئے لیکن ایک مہینہ ہی اس سے کام چلایا جا سکا مرہٹہ فوج بھوکوں مرنے لگے۔

کنج پورہ پر مرہٹوں کا قبضہ

کنج پورہ میں احمد شاہ کے لیے خوراک کا بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا 16 اکتوبر کو سدا شیو بھاؤ کنج پورہ پہنچا اگلے دن مرہٹوں نے حملہ کیا اور شہر فتح کر لیا۔

لوٹ مار اور مظالم

اس لڑائی میں شہر کا حاکم نجابت خاں اور قطب شاہ گرفتار ہوئے نجابت خاں زخمی ہو کر وفات پا گیا جب کہ قطب شاہ جس نے داتا جی شنڈے کا سر کاٹ کر احمد شاہ کو بھجوایا تھا اسے قتل کر دیا گیا سردار عبدالصمد خاں محمد زئی اور قطب شاہ کے سر کاٹ کر نیزے پر چڑھا کر بازاروں میں پھرائے گئے کنج پورہ تاراج کر دیا گیا۔ 2 لاکھ من غلہ، 10 لاکھ روپے کی مالیت کا دیگر سامان اور ساڑھے چھ لاکھ روپے نقد

مرہٹوں کے ہاتھ لگے۔تین ہزار گھوڑے، بہت سے اونٹ اور توپیں بھی ان کے ہاتھ آئیں۔

دہلی کا نیا بادشاہ

سداشیو بھاؤ نے شاہ جہان احمد ثانی کو تخت سے معزول کر کے شاہ عالم ثانی کی بادشاہت کا اعلان کیا یہ عالمگیر ثانی کا بیٹا تھا عالمگیر ثانی کے قتل کے وقت وہ دہلی میں نہ تھا لیکن جب اسے باپ کی وفات کی خبر ملی تو اس نے شاہ عالم ثانی کا لقب اختیار کر کے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا لیکن اس اثناء میں غازی الدین نے شاہ جہان ثانی کو تخت نشین کرا دیا شیو بھاؤ نے شاہ عالم ثانی کے بیٹے جواں بخت کو ولی عہد مقرر کیا شاہ عالم ثانی کا بیٹا امور حکومت سرانجام دیتا رہا جبکہ شاہ عالم ثانی 6 جنوری 1771ء تک دہلی میں داخل نہ ہو سکا۔

باب 26 :: پانی پت کی تاریخ ساز لڑائی

احمد شاہ کا غصہ

کنج پورہ پر مرہٹوں کے قبضے اور مظالم کی اطلاع جب احمد شاہ کو ملی تو اس نے اپنے افغان سرداروں کو بلا کر کہا کہ

☆...... ''میں اپنی زندگی میں پٹھانوں کی یہ سوائی برداشت نہیں کر سکتا''

3 اکتوبر کو احمد شاہ نے شمال کی طرف کوچ کا حکم دیا۔

احمد شاہ عبادت میں مصروف

احمد شاہ عبادت کی تاثیر اور دعاؤں کا بڑا قائل تھا اور خود بھی عبادت گزار تھا اس نے دو دن روزہ رکھا اور رب کے حضور دعا کی جب وہ باغپت کے نزدیک ایک گھاٹ پر پہنچا تو ایک تیر قرآن کی آیات پڑھ کر دریا میں پھینکا۔

دریائے جمنا عبور

25 اکتوبر کو مجاہدین نے مجاہد احمد شاہ کے حکم سے دریائے جمنا میں گھوڑے ڈالے خود احمد شاہ 25 اکتوبر کو دریا کے پار اترا 26 اکتوبر کو شام سے پہلے پہلے پوری افغان فوج دریائے جمنا کے مغربی کنارے پہنچ چکی تھی۔

جھڑپیں

اس دوران سداشیو بھاؤ کنج پورہ فتح کرنے اور قتل و غارت کرنے کے بعد کرو کشیتر کے مقدس مقام پر غسل کرنے کے لیے روانہ ہوا اس نے سونی پت کے نزدیک ایک ہزار سپاہیوں کا دستہ مقرر کر رکھا تھا 27 اکتوبر کو شاہ پسند خاں نے پورے دستے کو قتل کر دیا 28 اکتوبر کو مجاہدین اور مرہٹوں کے ہراول دستوں کے مابین سمبھلکا کے مقام پر جھڑپ ہوئی اس جھڑپ میں مجاہدین کو پیچھے ہٹنا پڑا ادھر احمد شاہ 3 دن گنور میں قیام کرنے کے بعد 31 اکتوبر 1760ء کو سمبھلکا پہنچ گیا۔

آمنے سامنے

جب سداشیو بھاؤ کو تراوری میں احمد شاہ کے دریا عبور کرنے کی خبر ملی تو وہ فوراً مقابلے کے لیے پلٹا اور یکم نومبر کو پانی پت آ گیا مجاہد احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں سے 5 میل کے فاصلے پر اپنے مورچے قائم کیے۔

پانی پت کا تاریخ ساز میدان جنگ

پانی پت تاریخی اہمیت کا حامل میدان جنگ ہے مہابھارت کی عظیم جنگ جو کروکشیتر میں کورو اور پانڈو کے درمیان لڑی گئی یہاں سے زیادہ دور نہیں پانی پت مشرقی پنجاب (بھارت) میں دہلی کے شمال قریباً 50 میل کے فاصلے پر واقع ہے یہ ایک ایسے میدان میں واقع ہے جو افغانستان سے وسطی ہندوستان پہنچنے کا آسان ترین راستے کا ایک حصہ ہے اس میدان کو تین فیصلہ کن جنگوں کی بدولت تاریخی شہرت حاصل ہے۔

پانی پت کی پہلی لڑائی 21 اپریل 1526ء کو ظہیر الدین بابر اور ابراہیم لودھی کے درمیان لڑی گئی اس جنگ میں ایک سلطنت کی بساط لپیٹی گئی اور دوسری کی داغ بیل ڈالی گئی بابر کی فوج کی تعداد صرف 12 ہزار تھی جبکہ ابراہیم لودھی کی فوج کم از کم ایک لاکھ تھی اس کے علاوہ بابر کی فوج کے لیے یہ چپا چپا اجنبی تھا لوگ مغلوں کو تاتاری سمجھتے تھے تاتاریوں سے اتنے خوف زدہ تھے کہ ان کا نام سن کر ہی بھاگ جاتے تھے۔ ابراہیم لودھی اپنے وطن اور اپنی سلطنت میں لڑ رہا تھا اس کی سپاہ اور عوام میں اجنبیت نہ تھی رسد ہر جگہ بہ کثرت مل سکتی تھی بابر نے لشکر آرائی کے وقت شہر پانی پت کو دائیں بازو پر رکھا بائیں بازو پر خندق کھود کر درختوں کی شاخیں گاڑ دیں اور باڑ بنالی تا کہ دشمن اچانک حملہ نہ کر سکے لشکر کے سامنے توپوں کا پرا جمایا انہیں چمڑے کے رسوں سے باندھ کر زنجیر سا بنا دیا بیچ میں جابجا جگہ خالی چھوڑی جہاں مٹی کے بورے رکھ کر اوٹیں بنالیں ان کے پیچھے بندوقچی کھڑے کیے سواروں کے تین جتھے

بنائے دو دشمن سے مقابلے کے لیے اور تیسرے کو لشکر کی حفاظت سونپ دی 21 اپریل کو جمعہ کا دن تھا صبح ہی لڑائی شروع ہو گئی بابر کے تیر اندازوں نے ازبکوں کا طریقہ اختیار کیا پہلے ابراہیم کا دایاں بازو توڑ کر عقب میں پہنچے پھر آگے سے پیچھے سے، اور بازو کی جانب سے حملے کئے بابر کے توپ خانے نے ابراہیم لودھی کے لشکر کو بہت نقصان پہنچایا اس طرح سواروں اور توپوں سے مناسب طریقوں سے کام لیکر بارہ ہزار فوج نے ایک لاکھ کے لشکر کو دوپہر تک شکست فاش دی۔

27 اپریل 1526ء کو دہلی کی سب سے بڑی مسجد میں ظہیر الدین محمد بابر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اس طرح عظیم مغلیہ سلطنت کی بنیاد پڑی۔

پانی پت کی دوسری لڑائی 5 نومبر 1566ء کو لڑی گئی ہیمو بقال دہلی میں مغلوں کے لشکر کو شکست دینے کے بعد پانی پت کی طرف بڑھا مغل فوج کے سالار علی قلی خاں شیبانی نے پانی پت پہنچ کر ہیمو بقال کے توپ خانے پر قبضہ کرلیا لڑائی شروع ہوئی تو ہیمو نے 1500 ہاتھیوں سے مغل فوج پر حملہ کیا علی قلی خاں کے جانبازوں نے تیروں، برچھوں اور بھالوں سے ہاتھیوں کا رخ پھیر دیا۔ اس معرکے میں ہیمو قتل ہوا۔ 20 ہزار مغلوں نے ایک لاکھ فوج کو شکست دے کر سلطنت حاصل کرلی۔

اسی پانی پت میں ایک اور تاریخ ساز جنگ لڑی جانے والی تھی، ایک طرف احمد شاہ ابدالی اور دوسری طرف وسواس راؤ، سداشیو راؤ تھے پانی پت آج پھر تاریخ کا رخ موڑنے والا تھا پھر ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا۔

احمد شاہ کی حکمت عملی

احمد شاہ نے مرہٹوں کی قوت کا اندازہ لگانے کے لیے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ اولاً اپنا مورچہ نہ چھوڑا جائے۔

ثانیاً اتحادی فوج کو اتنا آگے نہ جانے دیا جائے کہ انہیں کمک نہ پہنچ سکے۔

مرہٹوں کو غلط فہمی

دہلی اور کنج پورہ کی فتح کے بعد مرہٹوں کو یہ غلط فہمی ہوگئی تھی کہ وہ اب آسانی سے احمد شاہ کو شکست دے دیں گے اور اس کے اتحادیوں کی ہمت ٹوٹ چکی ہے یہ کہ ہو سکتا ہے کہ احمد شاہ ان سے لڑے بغیر واپس چلا جائے۔

جھڑپیں

5 نومبر کو فتح علی خاں (برادر ابراہیم خاں گاردی) جو کہ مرہٹوں کے ساتھ تھا اس نے احمد شاہ کی فوج پر شب خون مارا اور کچھ توپیں اٹھا کر لے گیا۔

اس کے 3 دن بعد شاہ ولی خاں پر سندھیا کے سپاہیوں نے حملہ کردیا درانی فوج کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔

7 نومبر کو مرہٹوں نے روہیلوں پر گولہ باری شروع کردی سارا دن دونوں ایک دوسرے پر گولہ باری کرتے رہے رات کی تاریکی میں سلطان خاں (برادر نجیب الدولہ) نے ایک ہزار سوار اور 5 ہزار پیادہ مجاہدین کے ہمراہ مرہٹوں پر ٹوٹ پڑا مرہٹوں نے راہ فرار اختیار کی اور جب مرہٹوں نے ہتھیار سنبھالے تو سلطان خاں سپاہیوں کو مورچے میں واپس لے آیا، اس کی پیادہ فوج نے تعاقب کرنے والے مرہٹوں پر ٹوٹ پڑا مرہٹوں نے راہ فرار اختیار کی اور جب مرہٹوں نے ہتھیار سنبھالے تو سلطان خاں سپاہیوں کو مورچے میں واپس لے آیا، اس کی پیادہ فوج نے تعاقب کرنے والے مرہٹوں پر گولیاں برسائیں اور مرہٹوں کی توپوں پر قبضہ کر لیا، اس موقع پر ابراہیم خاں گاردی اپنے توپچیوں کے ساتھ آگے بڑھا اس کے ہمراہ بلونت راؤ مہنڈیل بھی تھا یہ سداشیو بھاؤ کا سب سے معتمد نائب تھا اس حملے میں روہیلوں کے 3 ہزار سپاہی شہید ہوئے لیکن بلونت راؤ مارا گیا اس کی موت سے مرہٹوں کی کمر ٹوٹ گئی اور ان میں خوف وہراس پھیل گیا۔

مرہٹوں کا گھیراؤ

احمد شاہ نے مرہٹوں کا ہر طرف سے گھیراؤ کرنے کا فیصلہ کیا دہلی جانے والی سڑک افغان فوج کی موجودگی کی وجہ سے بند ہو چکی تھی احمد شاہ نے جہان خاں اور شاہ پسند کی زیر کمان دستہ مقرر کیا جس کا کام یہ تھا کہ مرہٹوں تک سامان رسد نہ پہنچنے دے اور نہ انہیں پانی پت کے جنگلات سے جانوروں کا چارہ اور جلانے کی لکڑی لانے دے اس طرح مرہٹوں کی ناکہ بندی ہو گئی جو احمد شاہ کی بہترین جنگی صلاحیتوں کا ایک ثبوت ہے اس کا فائدہ یہ ہوا کہ مرہٹے بھوکوں مرنے لگے مرہٹوں کو پٹیالہ کے سردار آلہ سنگھ نے شمال مغرب کی جانب سے مدد پہنچائی۔

ایک اطلاع

احمد شاہ کو دسمبر کے دوسرے ہفتے اطلاع ملی کہ مرہٹہ ریونیو کلکٹر گووند بلال اٹاوہ پہنچ کر نجیب الدولہ کی ریاست میں لوٹ مار کر رہا ہے تو احمد شاہ نے حاجی عطائی خاں اور کریم داد خاں کی سرکردگی میں ایک دستہ روانہ کیا ان کی رہنمائی کے لیے کریم روہیلہ (نجیب الدولہ کا ملازم) ہمراہ گیا 16 دسمبر کو مجاہدین نے شاہدرہ کی مرہٹہ چوکی پر حملہ کیا اور تمام مرہٹوں کو قتل کر دیا 17 دسمبر کو مجاہدین نے غازی آباد میں مرہٹہ دستے کو کاٹ ڈالا اور پھر جلال آباد میں گووند بلال کے سر پر جا پہنچے گووند بلال شہر کو تباہ کر چکا تھا مرہٹوں نے راہ فرار اختیار کی گووند بلال کو قتل کر کے اس کا سر احمد شاہ کو روانہ کر دیا گیا کافی سامان رسد مجاہدین کے ہاتھ آیا اس فتح کا یہ فائدہ بھی ہوا کہ سامان رسد کی فراہمی منقطع ہونے کا خطرہ بھی دور ہو گیا۔

مرہٹوں کا مالی نقصان

سداشیو بھاؤ نے کچھ آدمیوں کو دہلی بھیجا تا کہ نارد شنکر سے گووند بلال کا بھیجا ہوا روپیہ لے آئیں یہ روپیہ لاکھوں کی تعداد میں تھا ایک حصہ رقم کا مرہٹوں تک پہنچ گیا نارد شنکر نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ سداشیو کے آدمیوں کے حوالے کیا کچھ آدمی افغانوں

کے ڈر سے پہلے ہی دن واپس آ گئے اور روپیہ نارد شنکر کو دے دیا لیکن بقیہ آدمی 16 جنوری 1761ء کو پانی پت پہنچے اور راستہ بھول کر افغان مجاہدین کے کیمپ میں آ گئے مراٹھی زبان پر ان کا بھید کھول دیا مجاہدین نے 294 میں سے صرف ایک کو چھوڑ باقی سب کو قتل کر کے روپیہ پر قبضہ کر لیا جان بچانے والے نے دہلی جا کر واقعہ نارد شنکر کو بتایا۔

احمد شاہ کا صلح سے انکار

سامان رسد کی فراہمی نہ ہونے سے مرہٹوں کے حوصلے پست ہو چکے تھے مرہٹے گھوڑوں کی ہڈیاں پیس پیس کر آٹے میں ملا کر کھا گئے۔ سداشیو بھاؤ نے شجاع الدولہ سے التجا کی احمد شاہ سے اس کی صلح کروا دے لیکن احمد شاہ نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔

مجاہدین کی صف آرائی

احمد شاہ نے لشکر کی صف آرائی کرتے وقت ایک پیدائشی جرنیل ہونے کا ثبوت دیا اس کی فوج سات میل کے علاقے میں پھیلی ہوئی تھی اس کے یمین و یسار ہلال کے دونوں کونوں کی طرح اندر کو مڑے ہوئے تھے جس کی وجہ سے مرہٹے دونوں طرف سے گھیرے میں تھے۔

دونوں لشکروں میں توپ خانہ صفوں سے آگے تھا اسی کے پیچھے شتر سوار بندوق اور زنبورک کے ہمراہ تھے لیکن مجاہدین میں شتر سواروں کے بعد ایرانی بندوقچی تھے دونوں لشکروں کی صف آرائی باہم متوازی نہ تھی بلکہ ایک جانب جھکی ہوئی تھی مجاہدین کے دستوں میں سے برخوردار خاں، امری بیگ اور دوندی خاں مرہٹہ فوج کے ابراہیم گاردی کے دستوں کے بالکل قریب تھے مرہٹوں کی فوج کا رخ مشرق کی طرف جبکہ مجاہدین کا رخ مغرب کی طرف تھا۔

جنگ کا آغاز

جنوری 1761ء کو طلوع آفتاب کے بعد جنگ کا آغاز ہوا مرہٹوں نے گولہ باری شروع کی ان کی توپیں بھاری تھیں جو مجاہدین سے ایک میل پیچھے جا کر زمین پر گرتے اور کوئی نقصان نہ ہوتا جبکہ شاہ ولی خاں کے دستے کے سوا کسی دستے سے گولا نہیں چلتا تھا۔

ابراہیم گاردی کا زبردست حملہ

ابراہیم گاردی جو کہ سداشیو بھاؤ کا لنگوٹیا یار تھا اس نے مرہٹوں کی طرف سے لڑائی کا آغاز کیا ابراہیم نے برخوردار خاں اور امیر بیگ کا مقابلہ کرنے کے لیے دو دستے علیحدہ کیے تاکہ بازو سے حملہ نہ ہو سکے اور سات دوسرے دستوں کو لے کر اس نے دوندے خاں اور حافظ رحمت خاں پر سنگینوں سے زبردست حملہ کیا، یوں لگتا تھا کہ مجاہدین پسپا ہو جائیں گے لیکن دست بہ دست لڑائی میں مجاہدین کا پلہ بھاری رہا احمد شاہ نے کمک بھیجی جس سے مجاہدین چھا گئے انہوں نے ابراہیم گاردی کے 6 دستوں کو تباہ و برباد کر دیا داماد جی گیکواڑ ابراہیم خود بھی زخمی ہوا جو مرہٹہ سپاہی باقی بچے وہ فرار ہو گئے۔

سداشیوا کا حملہ

سداشیوا بھاؤ کے دستے نے ہر ہر مہادیو کے نعرے لگائے اور شاہ ولی خاں کے دستے پر حملہ کر دیا وشواس راؤ بھی بھاؤ کے ساتھ تھا مرہٹوں نے 10 ہزار سواروں، 7 ہزار ایرانی برق اندازوں اور ایک ہزار نبورک بردار (گھومنے والی بندوق) اونٹوں کا دفاعی حصار مسمار کر دیا اس حملے میں کم از کم 3 ہزار مجاہد یا تو زخمی ہوئے یا شہید ہو وزیر اعظم شاہ ولی خاں کا بھتیجا حاجی عطائی خاں شہید ہو گیا۔

شاہ ولی خاں کی دلیری

اس حملے میں مجاہدین نے پسپائی اختیار کی لیکن شاہ ولی خاں نے بہادری کا مظاہرہ کیا 50 زنبورک بردار اور تین یا چار سو مجاہدین کے ہمراہ دشمن پر ٹوٹ پڑا حتی کہ پا پیادہ لڑتا رہا۔

شجاع الدولہ کا کردار

اس موقع پر شاہ ولی خاں نے نواب شجاع الدولہ کو پیغام بھیجا کہ وہ کمک بھیجے نواب کا خیال تھا کہ اگر اس نے اس وقت جگہ چھوڑی تو اس کا نتیجہ خطرناک ہوگا کیونکہ دشمن قریب ہے اور خالی جگہ دیکھ کر صف میں داخل ہونے اور آگے بڑھنے کا اسے موقع مل جائے گا اس کے پاس 2 ہزار سوار اور ایک ہزار برق انداز تھے اس کے علاوہ 20 توپیں اور کچھ شتر نال (اونٹ پر لدی ہوئی چھوٹی توپ) تھیں (اگر شجاع الدولہ کمک بھیجتا تو دشمن آگے بڑھنے کی جرأت بھی نہ کرتا اس سے واضح ہوتا کہ شجاع الدولہ نے غداری کی اور جان بوجھ کر شاہ ولی خاں کی مدد نہ کی(

احمد شاہ کی تدبیر

احمد شاہ دیکھ رہا تھا کہ بھاؤ کی فوج شجاع الدولہ کی طرف سے بے فکر ہو کر اس کو پشت پر رکھ کر مجاہدین کو گھیر رہی ہے جس سے مجاہدین پر میدان جنگ تنگ ہوتا جا رہا ہے تو اس نے شجاع الدولہ کی غداری اپنی آنکھوں سے دیکھی اس نے یہ تدبیر کی کہ فوراً اپنی اردلی کے تین دستوں کو یہ حکم دیا کہ شجاع الدولہ کی فوج میں سے نکل کر بھاؤ کی فوج پر پشت سے حملہ کرو چنانچہ تینوں دستوں نے حکم کی تعمیل کی اور مرہٹوں پر ٹوٹ پڑے اور شجاع الدولہ دیکھتا رہ گیا۔ (بحوالہ نجیب الدولہ اور جنگ پانی پت۔ مفتی انتظام اللہ شہابی)

احمد شاہ رب کے حضور

اس تدبیر کے بعد احمد شاہ قبلہ رو ہو کر آہ وزاری کے ساتھ رب کے حضور دعائیں کرنے گا۔ (بحوالہ نجیب الدولہ اور جنگ پانی پت ۔ مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی)

تدبیر کی کامیابی

احمد شاہ کی دعا قبول ہوئی اور اس کی تدبیر کامیاب ہوگئی تینوں دستے ایک توپ بھی ساتھ لے گئے انہوں نے مرہٹوں پر زبردست حملہ کیا بھاؤ نے سمجھا کہ شجاع الدولہ نے دغا کیا ہے کیونکہ دستے اس کی فوج میں سے نکلے تھے اس نے شجاع الدولہ کے سامنے آکر اسے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ (اس پر شجاع الدولہ کے ایک ساتھی نے بھاؤ کو تیر مارا جو سر پر لگا جس سے بھاؤ کا خاتمہ ہوگیا)

نجیب الدولہ کی دلیری

نواب نجیب الدولہ مثل شیر کے ہولکر پر جھپٹا اس موقع پر اس نے اور اس کے دستے نے بہادری کے خوب جوہر دکھائے ہولکر کی فوج ککڑی کی طرح کٹنے لگی اس پر ہولکر فرار ہوگیا لیکن سندھیا نے جم کر مقابلہ کیا لیکن لنگڑا ہو کر فرار ہوا نجیب الدولہ کی فوج نے دونوں فرار ہونے والوں کا کئی میل تک پیچھا کیا۔ نجیب الدولہ اس کے بعد شاہ ولی خاں کی مدد کے لیے آگے بڑھا۔

وشواس راؤ کا حملہ

وشواس راؤ جو پیشوا اور مرہٹو فوج کا برائے نام سپہ سالار تھا خاصے کے کچھ سپاہی لیکر میدان میں آیا لیکن اس کی آمد کے باوجود مجاہدین کی برتری برقرار رہی۔

شاہ پسند اور نجیب الدولہ کو حکم

احمد شاہ نے 10 ہزار کے قریب مجاہد شاہ ولی خاں کی مدد کے لیے میدان جنگ میں بھیجے اور شاہ پسند خاں اور نجیب الدولہ کو ہدایت کی کہ جب وزیر اعظم شاہ ولی

خاں دشمن پر سامنے سے حملہ کرے تو وہ دشمن کے بازوؤں پر حملہ کریں۔

خونی معرکہ

شاہ ولی خاں کو کمک پہنچی تو اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاؤ کے زیر کمان دستوں پر حملہ کیا اس کے ساتھ ہی شاہ پسند اور نجیب الدولہ نے بازوؤں سے حملہ کر دیا یہ حملے کارگر ثابت ہوئے یہ خونی معرکہ ایک گھنٹہ جاری رہا نیزوں، تلواروں، کلہاڑوں بلکہ خنجروں کے ساتھ لڑائی ہوتی رہی سوا دو بجے کے قریب وشواس راؤ گولی لگنے سے مارا گیا اور پھر بھاؤ بھی مارا گیا

مجاہدین کی فتح

جب مرہٹہ فوج نے اپنے سرداروں کو نہ دیکھا تو سخت گھبرائے اور میدان جنگ سے ان کے پاؤں اکھڑ گئے ادھر 3 سو مست ہاتھی بھاگتے ہوئے پیادوں کو کچلتے گئے یہ عصر کا وقت تھا مجاہدین نے مغرب اور عشاء کے وقت تک دس اور بیس کوس تک مرہٹوں کا تعاقب کیا مرہٹوں کی لاشوں سے میدان وصحرا پٹ گئے تمام سردار سمیت ہولکر اور سندھیا کے مارے گئے ہزاروں مرہٹے مار کھانے کے بعد واپس اپنے حصار میں آئے تو رات بھر بھوک اور پیاس سے تڑپتے رہے اور علی الصبح انہیں گرفتار کر لیا گیا۔

افغان مجاہدین کی خواہش

جو قیدی افغان مجاہدین کے ہاتھ لگے سارے قتل کر دیئے گئے افغان مجاہدین نے یہ کہا کہ وطن سے رخصت ہوتے وقت ان کی ماؤں، بہنوں اور بیویوں نے یہ خواہش کی تھی کہ اگر وہ کافروں کو شکست دیں تو چند ایک کو ان کے لیے بھی تہ تیغ کریں تا کہ انہیں اللہ کی نظر میں کوئی مقام حاصل ہو جائے شاہ اور شاہ کے اہم افسروں کے علاوہ افغان مجاہدین لشکر گاہ میں ہر خیمہ گاہ کے سامنے سروں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ (بحوالہ پانی پت کی آخری جنگ کاشی راج پنڈت)

مرہٹوں کا نقصان

فارسی تواریخ میں بھاؤ کے لشکر کی تعداد مبالغے کے ساتھ 5 سے 10 لاکھ تک بیان کی گئی ہے اسی بنیاد پر مقتولین کا شمار بھی 3 سے 8 لاکھ تک لگایا گیا ہے لیکن گرانٹ ڈف کے نزدیک 3 لاکھ نفوس پانی پت میں بھاؤ کے لشکر میں موجود تھے تقریباً 2 لاکھ مرہٹے اور دکنی میدان پانی پت میں ہلاک ہوئے۔

مجاہدین کا نقصان

مجاہدین میں سے 20 ہزار نے جام شہادت نوش کیا لیکن فتح کی خوشی سے اس نقصان پر کسی نے توجہ نہ دی۔

بھاؤ اور وشواس راؤ کی لاشوں کی آخری رسومات

احمد شاہ نے بھاؤ کی لاش کو لاشوں کے انبار میں سے تلاش کروایا سر نہیں تھا اسے تلاش کرایا سر ایک سپاہی کے پاس تھا بھاؤ کے منہ کو دھلوایا اور لاش برہمنوں کے سپرد کی لاش باعزت طریقے سے جلائی گئی اور راکھ سونے کے برتن میں ڈال کر پیشوا کو بھیجی گئی۔ بالاجی باجی راؤ ثانی کے بڑے بیٹے وشواس راؤ کی لاش میں احمد شاہ کی فوج کے سپاہی بھس بھر کر بطور یادگار افغانستان لے جانا چاہتے تھے مگر احمد شاہ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا احمد شاہ نے وشواس راؤ کی لاش پنڈتوں کے سپرد کی شجاع الدولہ کی زیر نگرانی لاش کو باعزت طریقے سے جلایا گیا راکھ سونے کے برتن میں ڈال کر پیشوا بالاجی باجی راؤ ثانی کو بھیجی گئی سارے اخراجات احمد شاہ نے خود ادا کیے۔

مال غنیمت

5 ہزار گھوڑے، دو لاکھ بیل، 5 سو ہاتھی، پورا توپ خانہ، قیمتی جواہر و زر نقد، بے شمار اسلحہ اور ظروف ہزاروں خیمے معہ سامان آرائش مجاہدین کے ہاتھ لگے ہر مجاہد کے پاس اتنا مال تھا کہ وہ اس کو سنبھال نہ سکتا تھا۔

غرور وتکبر کا خاتمہ

خدائے قدرت نے مرہٹوں کے غرور وتکبر کو نیچا دکھانے کے لیے احمد شاہ درانی سے کام لیا کیونکہ تکبر اور غرور خدا کی نظر میں جرم ہیں۔

(بحوالہ پانی پت کی آخری جنگ از کاشی راج پنڈت)

حضرت بوعلی قلندرؒ کے دربار پر حاضری

جنگ کے دوسرے دن غازا احمد شاہ نے خوبصورت لباس پہن کر میدان جنگ کا چکر لگایا اور پانی پت میں داخل ہوا اور حضرت بوعلی قلندرؒ کے مزار پر حاضری دی اور پھر واپس خیمہ میں آ گیا۔

سیاسی یا مذہبی فتح

بعض مؤرخین نے احمد شاہ کی فتح پانی پت کو سیاسی فتح قرار دیا ہے جو کہ اس عظیم مجاہد کے ساتھ سراسر زیادتی ہے اگر احمد شاہ کے مقاصد سیاسی ہوتے تو وہ ہندوستان کا بادشاہ ہونے کا اعلان کر سکتا تھا۔ مغل سلطنت اس کے رحم وکرم پر تھی اس نے اس عظیم فتح سے کوئی سیاسی فائدہ نہیں اٹھایا مرہٹوں کو شکست دے دینے کے بعد واپس چلا گیا لہذا اسے سیاسی کی بجائے مذہبی فتح قرار دینا درست ہوگا کیونکہ مرہٹوں نے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے اور ان کا قتل عام کیا احمد شاہ نے اس کا بدلہ لیا لہذا یہ مجاہد کی فتح تھی بادشاہ کی فتح نہیں تھی۔

دہلی آمد

پانی پت میں چند دن ٹھہرنے کے بعد احمد شاہ دہلی روانہ ہوا دارالخلافہ سے 16 میل کے فاصلے پر سابق ملکہ زینت محل اور اس کے پوتے جواں بخت نے اس کا زبردست استقبال کیا 29 جنوری 1761ء کو احمد شاہ دہلی پہنچا۔ مرہٹہ گورنر نارشنکر دہلی سے فرار ہو چکا تھا۔

دہلی کی حالت

اس وقت دہلی کی مغلیہ سلطنت کا اقتدار تقریباً ختم ہو چکا تھا تخت دہلی کا وارث شاہ عالم ثانی بہار میں تھا۔ جب اسے احمد شاہ کی فتوحات کی اطلاع ملی تو اس نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

شاہ عالم ثانی کی بادشاہت کی تصدیق

اپنی بادشاہت کا اعلان کرنے کے بعد شاہ عالم ثانی نے اپنے معتمد منیر الدولہ کو احمد شاہ کی خدمت میں بھیجا تا کہ احمد شاہ کی اجازت حاصل کرے دسمبر 1760ء کو منیر الدولہ دہلی کے نواح میں احمد شاہ سے ملا اس نے ایک ماہ احمد شاہ کے ساتھ گزارا 29 جنوری 1761ء کو دہلی پہنچ کر احمد شاہ نے شاہ عالم ثانی کی تخت نشینی کی تصدیق کی اس کی غیر حاضری میں اس کے بیٹے جواں بخت کو سلطنت مغلیہ کا حاکم مقرر کیا اور شاہ عالم ثانی کو منیر الدولہ کے ذریعے یہ پیغام بھیجا کہ وہ آ کر تخت و تاج سنبھالے نئے بادشاہ کے نام کا خطبہ اور سکے رائج کرنے کا بھی احمد شاہ نے حکم دیا۔

انتظام سلطنت

احمد شاہ نے تمام مغلیہ سلطنت کا انتظام نجیب الدولہ کے سپرد کیا شجاع الدولہ کو وزارت عطا کی احمد خاں بنگش کو بخشی گیری اور حفاظ الملک کو وکیل مطلق مقرر کیا۔

واپسی

بعض مؤرخین نے یہ لکھا ہے کہ احمد شاہ کی سپاہ وطن واپس جانا چاہتی تھی انہیں مال غنیمت ملنے کی امید تھی اس وجہ سے وہ اب تک خاموش تھے اور پانی پت سے انہیں کچھ نہ ملا۔ تو انہوں نے وطن واپسی کا مطالبہ کیا یہ غلط ہے کیونکہ پانی پت میں انہیں اتنا مال غنیمت حاصل ہوا تھا سنبھالا نہ جاتا تھا۔ مرہٹوں کو تباہ و برباد کرنے کے بعد ان کا ہندوستان میں رہنے کا مقصد ختم ہو چکا تھا 13 مارچ 1761ء کو احمد شاہ نے واپسی کا ارادہ کیا اور اپنا پیش خیمہ اور دیگر ساز و سامان آگے روانہ کر دیا۔ 20

مارچ کو دہلی سے احمد گنج آیا اور یہاں سے 27 مارچ کو انبالہ پہنچا۔

سکھوں کی چھیڑ چھاڑ

احمد شاہ نے جیسے ہی پنجاب میں قدم رکھا سکھوں نے اسے تنگ کرنا شروع کر دیا احمد شاہ نے چند فوجی دستوں کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا لیکن کامیابی نہ ملی احمد شاہ جلد از جلد وطن واپس جانا چاہتا تھا اس کی وجہ بھاری ساز و سامان تھا۔

لاہور کی آمد

26 اپریل 1761ء کو احمد شاہ لاہور آیا اس نے سربلند خاں کو ملتان بھیج دیا اور اس کی جگہ خواجہ عبید اللہ کو لاہور کا حاکم مقرر کیا اور وطن واپس آ گیا۔

باب 27 :: افغانستان میں بغاوتیں

جمال خاں کی بغاوت

جب احمد شاہ ہندوستان میں مرہٹوں کے خلاف جہاد کر رہا تھا تو افغانستان میں حاجی خاں زرگرانی نے بغاوت کردی جس وقت مرہٹوں نے کنج پورہ فتح کیا تھا اس وقت حاجی جمال خاں نے قندھار میں اپنی بادشاہت کا اعلان کردیا اور اپنا سکہ بھی رائج کر دیا جب اسے احمد شاہ کی فتوحات کا علم ہوا تو بڑا گھبرایا اور فوراً اعلان بادشاہت واپس لے لیا اور حکومت سے دست بردار ہوگیا۔

عبدالخالق کی بغاوت

اس کے بعد احمد شاہ کے بھتیجے عبدالخالق خاں نے بغاوت کی دو افغان سردار زال بیگ پلوپلزئی اور سردار دلاور خاں کمال زئی جو باغپت میں مجاہدین کا ساتھ چھوڑ کر واپس افغانستان پہنچ گئے ان بزدلوں نے دریائے جمنا پار کرنے سے انکار کردیا تھا مجبوراً انہوں نے دریا پار کیا لیکن احمد شاہ کے غصے سے بچنے کے لیے فرار ہو گئے افغانستان آ کر انہوں نے یہ افواہ اڑا دی کہ احمد شاہ کو پانی پت میں شکست ہوگئی ہے اس پر عبدالخالق خاں نے بغاوت کر دی۔

بغاوت کا خاتمہ

احمد شاہ کو جب عبدالخالق خاں کی بغاوت کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے وفادار جرنیل شاہ پسند خاں کو افغانستان روانہ کیا اس دوران عبدالخالق خاں نے قندھار پر قبضہ کر کے احمد شاہ کے بیٹے سلیمان کو قندھار سے نکال باہر کیا زال بیگ اور دلاور خاں کی افواہ نے بھی کام دکھایا اور کئی افغان سرداروں نے عبدالخالق کی حمایت کا اعلان کر دیا جب فاتح پانی پت شاہ پسند اور مجاہدین قندھار پہنچے اور اصل صورت حال کا افغان سرداروں کو پتہ چلا تو وہ عبدالخالق خاں سے علیحدہ ہو گئے اور غازیان پانی پت کا زبردست استقبال کیا اور عبدالخالق سمیت قندھار شہر مجاہدین کے حوالے

کر دیا۔ زال بیگ کو سلیمان نے قتل کرا دیا اور دلاور خاں نے شہزادہ تیمور گورنر ہرات سے پناہ طلب کی اور افغان روایت کے مطابق اسے پناہ دی احمد شاہ کو اس بغاوت کے خاتمے کی اطلاع اس وقت ملی جب وہ پشاور میں تھا۔
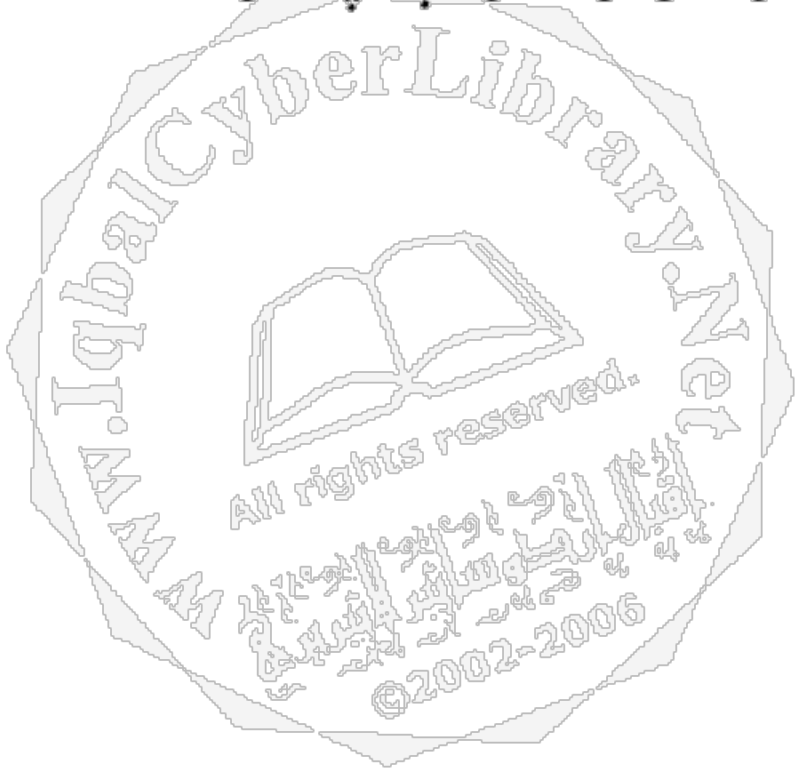
باب 28 :: شہر احمد شاہی قندھار کی تعمیر

احمد شاہ کی خواہش

افغانستان واپس آنے کے بعد احمد شاہ نے افغانستان کے معاملات کی طرف توجہ دی اس کی پراین خواہش تھی کہ وہ قندھار کی ازسرنوتعمیر کرے احمد شاہ محب وطن تھا اس کی نظر میں نادر آباد تذلیل کی نشانی تھی جس کی بنیاد ایرانی فاتح نادر شاہ نے رکھی تھی احمد شاہ نیا شہر بسانا چاہتا تھا۔

مشکلات

احمد شاہ کی نظر قندھار کی مشرقی جانب پڑی اس کا ارادہ تھا کہ مشرقی جانب موضع گندھب کے نزدیک نہر کھدوائے اور اس نہر کے مغربی کنارے پر نیا شہر تعمیر کرے لیکن قبیلہ علی کوزئی اس کے راستے میں رکاوٹ بن گیا کیونکہ یہ علاقہ علی کوزئی قبیلہ کے غنی خاں کی ملکیت تھا اس کے آدمیوں نے زمین دینے سے انکار کر دیا تو احمد شاہ نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اس کے بعد احمد شاہ نے مغربی جانب توجہ کی اور کوشش کی کہ موضع مارو کے نزدیک قلعہ تعمیر ہو جائے لیکن بارک زئی اس پر راضی نہ ہوئے۔

پوپلزئی قبیلہ کی پیش کش

احمد شاہ کسی اور قطعۂ زمین کی تلاش میں تھا کہ پوپلزئی اس کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے شہر کی تعمیر کے لیے اپنا علاقہ دینے کی پیش کش کی احمد شاہ ان کی پیش کش پر بڑا خوش ہوا۔

نئے شہر کی تعمیر

احمد شاہ نے پوپلوئی کے علاقے میں مناسب قطعۂ زمین منتخب کر کے نئے شہر کی بنیاد رکھی اس کا نام احمد شاہی قندھار قرار پایا اسے دارالخلافہ قرار دیا اس نے مضبوط شہر پانہ تعمیر کرنے کے لیے ہندوستانی ماہرین سے کام لیا۔ جب تمام شہر پناہ برجوں،

فصیلوں اور میناروں کے تیار ہو گیا تو پھر احمد شاہ نے لوگوں کو مکانات بنوانے کی دعوت دی اور اس کے لیے زمین مفت دی گئی سرکاری عمارات بھی بنوائی گئیں شہر میں ایک خوبصورت نہر بھی بنوائی گئی قلعہ کی تعمیر پر خاص توجہ دی گئی تا کہ حملہ آوروں کے لوگوں کا دفاع کر سکے پورے شہر کی تعمیر پر بے دریغ روپیہ خرچ کیا گیا جلد ہی احمد شاہی قندھار اشرف البلاد بن گیا اور تمام افغان شہروں پر برتری حاصل کر لی۔

باب 29 :: وڈا گھالوگھاڑا

سکھوں کی ہنگامہ آرائیاں

سکھوں نے احمد شاہ کے افغانستان جاتے ہی پنجاب کا نظام درہم برہم کرنے کے لیے ہنگامہ آرائیاں اور لوٹ مار کا آغاز کر دیا انہوں نے چہار محل کے اضلاع کے حاکم خواجہ مرزا جان کو شکست دی اروشہید کر دیا احمد شاہ نے نورالدین برے زئی کو پنجاب بھیجا اسے سردار چرہٹ سنگھ سکر چکیہ نے شکست دی نورالدین نے قلعہ سیالکوٹ میں پناہ لی اس کے ہمراہ 12 ہزار سپاہی تھے سکھوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا نورالدین جان بچا کر جموں چلا گیا نورالدین کی شکست کا علم جب حاکم لاہور خواجہ عبید اللہ کو ہوا تو اس نے فوج جمع کی اور سکھوں کا مقابلہ کرنے کے لیے گوجرانوالہ پر حملہ آور ہوا سکھوں نے خواجہ عبید پر شب خون مارا اس کی فوج کا ایک سکھ دستہ سکھوں سے مل گیا اس پر خواہ عبید لاہور واپس آ گیا سکھوں نے اس کے توپ خانے پر قبضہ کر لیا اس فتح پر سکھوں کے حوصلے مزید بلند ہو گیے انہوں نے سردار جسا سنگھ اہلووالیہ کی کمان میں لاہور پر قبضہ کر لیا اور جسا سنگھ نے لاہور ہونے کا اعلان کیا اس کے بعد سکھوں نے جالندھر دوآب پر بھی قبضہ کر لیا اس طرح دریائے سندھ سے ستلج تک پورا پنجاب سکھوں کے قبضے میں آ گیا۔

احمد شاہ کی آمد

احمد شاہ نے پنجاب کی طرف کوچ کیا احمد شاہ جنڈیالہ کے نواح میں پہنچا تو سکھوں نے جنڈیالہ (امرتسر 12 میل مشرقی جانب ایک علاقہ) کا محاصرہ ختم کر دیا اور فرار ہو گئے احمد شاہ نے ان کا پتہ چلانے کے لیے جاسوس روانہ کئے اس وقت تک سکھ دریائے بیاس پار کر کے جنڈیالہ کے نواح سے کافی دور جا چکے تھے احمد شاہ لاہور آیا مالیر کوٹلہ میں رائے پور اور گوجروال کے نزدیک سکھ اکٹھے ہوئے وہاں کے افغان سرداھ بھیکن خاں نے احمد شاہ کو سکھوں کے اجتماع کی اطلاع دی۔

احمد شاہ کا حملہ

3 فروری 1762ء کو احمد شاہ لاہور سے روانہ ہوا جنڈیالہ اور تلوان سے ہوتا ہوا مالیر کوٹلہ پہنچا اگلے دن احمد شاہ نے تیز رفتار قاصدوں کے ذریعے زین خاں کو حکم دیا کہ وہ سکھوں کے پہلو پر حملہ کرے۔

فروری 1762ء کو بوقت صبح زین خاں آگے بڑھا سکھوں کی تعداد تقریباً 30 ہزار تھی وہ اس حملے کے لیے تیار نہ تھے لڑائی کا آغاز قاسم خاں کے حملے سے ہوا سکھوں نے خود کو مجتمع کیا اور لڑنے لگے طلوع آفتاب کے وقت احمد شاہ بھی میدان جنگ میں آ پہنچا۔

احمد شاہ کا حکم

احمد شاہ نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ انہیں ہندوستانی لباس میں جو نظر آئے اسے قتل کر دیں احمد شاہ نے اپنے سپاہیوں کو پگڑیوں میں سبز پتے اور گھاس لگانے کا حکم دیا اس حکم کی اطلاع زین خاں کو بھی دی گئی۔

زبردست لڑائی

قاسم خاں مالیر کوٹلہ سے 6 میل شمال کی طرف موضع کپ میں سکھوں پر حملہ کر چکا تھا سکھوں کی مدد کے لیے سردار روانہ ہوئے اور زبردست لڑائی ہوئی قاسم خاں مقابلہ نہ کر سکا اور مالیر کوٹلہ کی طرف فرار ہو گیا۔ احمد شاہ نے شاہ ولی خاں، زین خاں اور طہماس خاں کو آٹھ ہزار مجاہدین کے ہمراہ سکھوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا، مجاہدین سکھوں پر ٹوٹ پڑے احمد شاہ نے جہان خاں کو بھی بھیجا لیکن سکھ ان کا مقابلہ کرتے رہے۔ احمد شاہ نے محسوس کیا کہ جم کر لڑائی ہونے پر ہی سکھوں پر زبردست حملہ کیا جا سکتا ہے۔ دونوں فریق لڑتے لڑتے موضع گوہل پہنچے سکھوں کو یہاں پناہ نہ ملی سہ پہر کو سکھ سبی کے دیہات میں پہنچے یہ گاؤں مالیر کوٹلہ کے افغانوں کی ملکت تھے انہوں نے سکھوں پر حملہ کر دیا۔ چڑھت سنگھ سکھوں کی مدد کے لیے آیا لیکن بے

سود، مجاہدین بھی پہنچ گئے انہوں نے سکھوں پر زبردست حملہ کیا اور بے شمار سکھوں کو قتل کیا۔

مجاہدین کی بہادری

برنالہ تک پہنچتے پہنچتے مجاہدین تھک گئے مجاہدین نے 36 گھنٹوں میں 150 میل کا سفر طے کیا اور سکھوں سے مسلسل 10 گھنٹے جنگ کی۔

وڈا گھالوگھارا

اس جنگ ''وڈا گھالوگھارا'' میں تقریباً 10 ہزار سکھ ایک دن میں قتل ہوئے سکھوں کے نزدیک یہ ایک عظیم سانحہ ہے اس لیے اسے ''وڈا گھالوگھارا'' یعنی عظیم قتل عام کہتے ہیں خیال رہے کہ لاہور کے گورنر زکریا خاں کے دیوان لکھپت رائے نے سکھوں کو 2 جون 1746ء کو شکست دی تھی تو اسی طرح کا قتل عام کیا تھا۔

احمد شاہ کی رحمدلی

آلہ سنگھ نجیب الدولہ کے ذریعے سرہند کے مقام پر احمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا احمد شاہ نے اسے معاف کر دیا اسے اس کی جاگیر برنالہ پر برقرار رکھا سرہند میں نجیب الدولہ کی آمد سے احمد شاہ بہت خوش ہوا۔

احمد شاہ کی لاہور آمد

احمد شاہ نے چند دن سرہند میں قیام کیا اور 15 فروری 1762ء کو وہاں سے روانہ ہوا اور 3 مارچ کو لاہور پہنچا۔ احمد شاہ نے سعادت خاں کو جالندھر دوآبہ میں مقرر کیا اور زین خاں کو بدستور گورنر سرہند مقرر کیا۔

احمد شاہ کی سیاست

23 جون 1761ء کو پیشوا کی موت ہوگئی نیا پیشوا مادھوراؤ جو بالاجی راؤ کا دوسرا بیٹا تھا۔ 20 جولائی 1761ء کو تخت نشین ہوا احمد شاہ مرہٹوں سے مصالحت کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے بغیر پنجاب پر سکون سے حکومت کرنا ناممکن تھا اس نے شاہ ولی

خاں کے کہنے پر دکنی سفیروں کے ذریعے نئے پیشوا کو مرہٹوں کی سربراہی کا پروانہ اور ایک سادہ کاغذ پر زعفرانی رنگ میں اپنی ہتھیلی کا نشان لگا کر بھیجا اس کے علاوہ پیش بہا خلعت اور قیمتی جواہرات بھی بھیجے اپنا ایک ذاتی سفیر بھی دکن روانہ کیا اس طرح احمد شاہ نے اپنی عقلمندی سے مرہٹوں کو پنجاب کی سیاست سے بے دخل کر دیا۔

سکھوں کی دوبارہ سرکشی

احمد شاہ ابھی لاہر میں تھا کہ سکھوں نے زین خاں کے خلاف پھر سرکشی شروع کر دی سکھوں نے احمد شاہ سے وڈا گھالوگھاڑا کا انتقام لینے کیلئے فوج اکٹھی کی امرتسر میں 60 ہزار سکھوں کی فوج جمع ہوگئی۔

صلح کی کوشش

احمد شاہ چاہتا تھا کہ مزید خون ریزی نہ ہو اس نے ایک سفیر صلح کے لیے سکھ سرداروں کے پاس روانہ کیا لیکن سکھوں نے سفیر اور اس کے ساتھیوں کو لوٹ کر بھگا دیا۔

احمد شاہ کی امرتسر کی آمد اور جنگ

صلح کی کوششیں بے کار ہوتی دیکھ کر احمد شاہ 16 اکتوبر 1762ء کو شام کے وقت امرتسر پہنچا اگلے دن مجاہدین اور سکھوں میں حوب جنگ ہوی شام ہونے پر جنگ بند ہوگئی دوبارہ جنگ شروع ہونے سے پہلے سکھ امرتسر سے فرار ہو کر دریائے ستلج پار کر کے لاکھی کے جنگلوں میں چھپ گیے۔

حکوت کا انتظام

احمد شاہ نے واپسی سے پہلے پنجاب، کشمیر اور سرہند میں حسب ذیل انتظامات کیئے۔

☆............ جالندھر دوآب کا حاکم سلوات خاں کو برقرار رکھا۔

☆............ کلانور کا حکم خواجہ عبید اللہ کو مقرر کیا۔

☆..........باری دوآب کا حاکم مراد خاں کو بنایا۔

☆..........رچنا اور سندھ ساگر کا جہان خاں کو حاکم بنایا اس کے پاس پشاور کا صوبہ پہلے ہی تھا۔

وطن واپسی

احمد شاہ کی صحت پر پنجاب کی جھلستی ہوئی گرمی نے بہت برا اثر ڈالا اس کے چہرے پر دانے نکل آئے اس کے سپاہیوں کا بھی یہی حال ہوا۔ 12 دسمبر 1762ء کو احمد شاہ لاہور سے افغانستان روانہ ہوا ستلج کے کنارے کنارے بہاولپور آیا وہاں سے ملتان اور ڈیرہ اسماعیل خاں سے ہوتا ہوا درہ گومل سے غزنی پہنچا یہاں مختصر قیام کیا اور پھر دارالحکومت قندھار آ گیا۔

باب 30 :: احمد شاہ کی پھر ہندوستان آمد

سکھوں کی سرگرمیاں

احمد شاہ جیسے ہی وطن واپس پہنچا سکھ پھر لوٹ مار میں مصروف ہو گئے انہوں نے اپنے دو گروہ بنائے۔

اول: ''بڈھا دل'' یعنی بوڑھوں کی فوج۔اس کے ذمے سکھوں کے دشمنوں کو سزا دینا تھا۔

دوم: ''ترنا دل'' یعنی جوانوں کی فوج۔اس کے ذمے سکھوں کے امرتسر کے مقدس تالاب کو آلائشوں سے پاک کرنا تھا اسے احمد شاہ نے پٹوا دیا تھا۔

ان گروہوں کو 12 چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم کیا گیا انہیں ''بارہ سلاں'' کہا جاتا تھا۔

بڈھا دل نے سردار جسا سنگھ اہلو والیہ کی قیادت میں سعادت خاں کو شکست دے کر جالندھر دوآب پر قبضہ کر لیا سردار جسا سنگھ نے لساڑا کے دیوان بشمبر داس کو شکست دیکر اس کے بہت سے دیہات پر تسلط جما لیا اور اپنی چھوٹی سی ریاست قائم کر لی۔

جہان خاں کی روانگی

احمد شاہ کو سکھوں کی سرگرمیوں کا پتہ چلا تو اس نے نامور سردار جہان خاں کو پنجاب کی طرف بھیجا جہاں خاں نے سندھ، جہلم اور چناب کو پار کیا اور رچنا دوآب میں داخل ہوا۔

جہان خاں کی شکست

جہان خاں راجہ رنجیت دیو سے کمک حاصل کرنے کے لیے سیالکوٹ کی طرف بڑھا سردار چڑہت سنگھ وہاں سے 30 میل کے فاصلے پر گوجرانوالہ میں تھا اس نے جہان خاں پر بڑی فوج لے کر حملہ کر دیا جہان خاں اور فوج کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا

اسے شکست ہوگئی جہان خاں نے راہ فرار اختیار کی۔

سرہند پر سکھوں کا قبضہ

اس فتح کے ایک ہفتہ بعد سردار جسا سنگھ نے بڈھا دل کے ہمراہ دریائے ستلج پار کیا اور دسمبر 1736ء میں مالیر کوٹلہ کا محاصرہ کرلیا اور بھیکن خاں کو شکست دی اس کے بعد سکھ سرہند کی طرف بڑھے اور لوٹ مار کرتے گئے سرہند آ کر سکھوں کے دونوں گروہ مل گئے سردار چرہٹ سنگھ، گنڈا سنگھ بھنگی، جھنڈا سنگھ، تارا سنگھ، پٹیالے کا آلہ سنگھ، ہمت سنگھ اور چین سنگھ بھی آ گئے جس سے سکھوں کی قوت میں اضافہ ہوگیا 12 جنوری 1746ء کو سکھوں کا زین خاں سے ہڈ لاڈا کے مقام پر آمنا سامنا ہوا سکھوں نے زین خاں کو گھیرے میں لے گیا۔ 14 جنوری کی صبح کو زین خاں نے فرار ہونے کی کوشش کی موضع ماتھیرہ کے نزدیک گھیر لیا گیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔

سکھوں کی لوٹ مار

زین خاں کے قتل کے بعد سکھوں نے سرہند میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی افغانیوں کے مکان مسمار کر دیئے سکھوں نے بے شمار مال غنیمت پایا بھائی بڈھا سنگھ کو سرہند کا حاکم مقرر کر دیا گیا بعد میں سردار آلہ سنگھ نے سرہند 25 ہزار روپے میں خرید لیا۔ 20 جنوری 1764ء کو بڈھا دل نے سہانپور لوٹ لیا تر دنا دل جالندھر دوآب میں داخل ہوا ان کے آنے پر سعادت خاں فرار ہو گیا سکھوں نے اس طرح پورے دوآب پر قبضہ کرلیا۔

سکھ لاہور کے

لاہور میں کابلی مل حاکم تھا جالندھر دوآب پر تسلط کے بعد سکھوں نے لاہور کا محاصرہ کرلیا۔

سکھوں کی دھمکی

سکھوں نے کابلی مل سے مطالبہ کیا کہ قصابان گاؤ کش جس قدر لاہور میں ہیں انہین ہمارے حوالے کر دو یا انہیں خود قتل کر دو ورنہ ہم لاہور شہر لوٹ لیں گے (تاریخ لاہور کنہیا لعل)

کابلی مل کا جواب

کابل مل نے یہ جواب دیا کہ وہ مسلمان بادشاہ کا ملازم ہے اگر اس نے ایسا کوئی حکم دیا تو احمد شاہ اسے معاف نہ کرے گا۔

کابلی مل کی کارروائی

اس کے باوجود کابلی مل نے سکھوں کو خوش کرنے کے لیے چند قصابوں کے ناک، کان کاٹ کر انہیں شہر سے نکال دیا اور بڑی رقم کا نذرانہ دے کر سکھوں کو راضی کیا اس پر سکھ محاصرہ اٹھا کر چلے گئے۔

سکھوں کے اقتدار میں اضافہ

1764ء کو سردار چڑہٹ سنگھ اور دیگر سکھ سرداروں نے چناب اور جہلم کے درمیانی علاقے اور ملتان پر بھی احمد شاہ کے نمائندوں کا تسلط ختم کر کے اقتدار میں اضافہ کر لیا۔ سردار چڑہٹ سنگھ نے قلعہ روہتاس کے فوجدار سربلند خاں کو شکست دے کر قلعہ پر قبضہ کر لیا سردار ہری سنگھ اور اس کے بیٹے ہیرا سنگھ اور گنڈا سنگھ نے ملتان اور ڈیرہ جات پر قبضہ کر لیا سکھوں نے بے شمار مساجد کو شہید کیا اور لوٹ مار کی۔

جہاد کا فتویٰ

احمد شاہ کو سکھوں کی لوٹ مار اور سرکشی کی اطلاع پہنچی تو اس نے پنجاب کی طرف روانہ ہونے کا فیصلہ کر لیا احمد شاہ نے بلوچ سردار میر نصیر خاں کو لکھا کہ وہ سکھوں کے خلاف جہاد میں اس کا ساتھ دے کیونکہ سکھ مساجد کو شہید اور مسلمان پر مظالم ڈھا

رہے ہیں۔نصیر خاں حج پر جانے کا ارادہ کر رہا تھا اس نے حج کا ارادہ ترک کیا اور احمد شاہ کے ساتھ مل کر سکھوں کے خلاف جہاد کا فیصلہ کیا نصیر خاں نے علماء سے جہاد کا فتویٰ بھی حاصل کر لیا۔

مجاہد احمد شاہ کی آمد لاہور

مجاہد کبیر احمد شاہ درانی اکتوبر 1764ء کو اٹھارہ ہزار مجاہدین کے ہمراہ افغانستان سے روانہ ہوا نصیر خاں نصیر خاں 12 ہزار مجاہدین لے کر ''ایمن آباد'' میں احمد شاہ سے مل گیا احمد شاہ نے دریائے راوی پار کیا اور لاہور آ پہنچا۔

صلاح مشورے

احمد شاہ نے لاہور کے قلعہ کے دیوان عام میں دربار منعقد کیا اور سکھوں کا مقابلہ کرنے کے لیے سرداروں سے مشورہ کیا۔

نصیر خاں کی دلیرانہ تقریر

نصیر خاں نے سب سے آخر میں اپنی رائے کا دلیرانہ اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

اگر فولاد کا پہاڑ بھی ہمارے سامنے آئے گا تم ہم اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے سکھوں کی کیا حقیقت ہے یہ چوروں کی طرح آتے ہیں اور بھیڑیوں کی طرح گھات لگا کر حملہ کرتے ہیں اگر وہ با قاعدہ صف آراہ ہو کر سامنے آئیں تم ہم انہیں جہنم واصل کر دیں گے ہمیں ان پر نا گہانی حملہ کرنا چاہیے۔

احمد شاہ کی تجویز

احمد شاہ نے نصیر خاں کے دلیرانہ جذبے کی تعریف کی اور تجویز دی کہ سکھ لاکھی کے جنگلوں میں چھپے ہوئے ہیں جو یہاں سے ڈیڑھ دو میل کے فاصلے پر ہے وہاں پانی اور جانوروں کے چارے کی کمی ہے ہمیں چاہیے کہ ان پر ایک ساتھ ہی ٹوٹ پڑیں اور ان کا قلع قمع کر دیں۔احمد شاہ کی تجویز کی سب نے تائید کی۔

نصیر خاں کا جذبہ جہاد

احمد شاہ کو اطلاع ملی کہ اس کے ہراول دستے کو سکھوں نے شکست دے دی ہے سکھوں کی کمان سردار چرہٹ سنگھ کر رہا تھا مجاہدین کے ہراول دستے کی قیادت سردار گہرام خاں مگسی اور احمد خاں بالیدی کر رہے تھے احمد شاہ نے فوراً دستے روانہ کئے نصیر خاں بھی جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر میدان جنگ کی طرف بڑھا خوب لڑائی ہوئی نصیر خاں کا گھوڑا گولی لگنے سے مر گیا نصیر خاں کی جان بڑی مشکل سے بچی اس کے ملازموں نے اسے دشمنوں کے نرغے سے نکالا۔

نصیر خاں کو احمد شاہ کی شاباش

احمد شاہ سے نصیر خاں جب ملنے آیا تو احمد شاہ نے اس کے جذبہ جہاد کی تعریف کرتے ہوئے مبارکباد دی اور یہ تاکید بھی کی کہ آئندہ اکیلے حملے نہ کرے۔

احمد شاہ امرتسر میں

احمد شاہ کو اطلاع ملی کہ سکھ امرتسر کے نواح میں لاہور سے 23 میل مشرق جانب پسپا ہو گئے ہیں احمد شاہ امرتسر روانہ ہوا لیکن سکھوں کا وہاں نشان تک نہ تھا احمد شاہ امرتسر روانہ ہوا لیکن سکھوں کا وہاں نشان تک نہ تھا احمد شاہ دسمبر 1764ء کو امرتسر پہنچا۔

سکھوں کی بزدلی

احمد شاہ کے امرتسر آنے سے پہلے سکھ وہاں سے فرار ہو گئے صرف 30 سکھ موجود تھے جو اکالی تخت کے بنگلے میں چھپے ہوئے انہوں نے احمد شاہ کی مختصر سی فوج کا مقابلہ کیا شکست کھا کر تہہ تیغ کر دیئے گئے احمد شاہ نے سکھوں کا پتہ چلانے کے لیے جاسوس روانہ کئے لیکن سکھوں کا کوئی پتہ نہ چلا تو احمد شاہ واپس لاہور آ گیا۔

ایک اہم اطلاع

احمد شاہ کو اطلاع ملی کہ سورج مل جاٹ کے بیٹے جواہر سنگھ نے 15 ہزار سکھوں کی مدد سے نجیب الدولہ کو پریشان کر رکھا ہے نصیر خاں نے رائے دی کہ ہمیں چاہیے کہ راستے میں سکھوں کا قلع قمع کرتے ہوئے سرہند پہنچیں وہاں کچھ عرصہ گزار کر نجیب الدولہ کا احوال معلوم کیا جائے۔

احمد شاہ کی روانگی

احمد شاہ نے مجاہدین کو جالندھر دوآب سے گزر کر سرہند جانے کا حکم دیا مجاہدین نے دریائے بیاس پار کیا اور ہوشیار پور کے موجود ضلع میں داخل ہوئی۔

(بحوالہ جنگ نامہ۔ قاضی نور محمد)

جھڑپیں

ایک دن سکھ حسب معمول اچانک آئے اور مجاہدین کے ہراول دستے کا راستہ روکا جہان خاں اس کی کمان کر رہا تھا جہان خاں نے سکھوں کا جم کر مقابلہ کیا اور کمک کا انتظار کرنے لگا نصیر خاں کو احمد شاہ نے جہان خاں کی مدد کے لیے بھیجا نصیر خاں کے آتے ہی سکھ غائب ہو گئے۔

دوسرے دن جب مجاہدین دریائے ستلج پار کر رہے تھے تو سکھ پر سامنے آئے اور حملہ کیا اس دفعہ سکھوں کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔

واپسی کا فیصلہ

احمد شاہ نے سرہد جانے اور سکھوں کا پیچھا کرنے کا ارادہ ترک کر دیا احمد شاہ نجیب الدولہ کی مدد کے لیے کنج پورہ روانہ ہوا نجیب الدولہ جاٹوں اور سکھوں سے برسر پیکار تھا لیکن فروری 1765ء میں نجیب الدولہ اور جاٹوں کے درمیان صلح ہو گئی تو کنج پورہ جانا بے مقصد تھا چنانچہ احمد شاہ نے واپسی کا فیصلہ کیا۔

احمد شاہ کی سرہند آمد

جب احمد شاہ سرہند آیا تو شہر تباہ ہو چکا تھا لوگ شہر چھوڑ کر جا چکے تھے سرہند پر سردار آلہ سنگھ کا قبضہ تھا احمد شاہ نے فیصلہ کیا کہ سردار آلہ سنگھ کو علاقے کا حاکم رہنے دیا جائے۔

آلا سنگھ پر نوازشات

احمد شاہ نے سردار آلا سنگھ کو اپنے حضور طلب کیا اس سے اچھا سلوک کیا اسے بیش قیمت خلعت اور راجہ کا خطاب معہ طبل و علم عطا کیا۔

احمد شاہ کی وطن واپسی اور سکھوں کا حملہ

اس کے بعد احمد شاہ وطن کی طرف روانہ ہوا مجاہدین نے روپڑ کے نزدیک دریائے ستلج پار کیا اور جالندھر دوآب میں داخل ہوئے اگلے روز مجاہد ایک میل دور گئے ہوں گے کہ سکھوں نے مجاہدین کا راستہ روک لیا احمد شاہ نے لڑائی کا حکم دیا یمین میں شاہ ولی خاں، جہاں خاں، انزلہ خاں کو 12 ہزار مجاہدین کے ہمراہ متعین کیا نصیر خاں کو 12 ہزار بلوچوں کے ہمراہ یسار مین رکھا اور مرکز کی کمان خود سنبھالی سکھوں نے بھی لڑائی کی تیاریاں کرلیں سکھوں کی مرکزی کمان جسا سنگھ آہلو والیہ کررہا تھا۔ یمن میں چرہٹ سنگھ سکرچکیہ، جھنڈا سنگھ، لہنا سنگھ بھنگی اور جے سنگھ کنہیا تھے یسار کی کمان ہری سنگھ لنگڑا، رام داس، گلاب سنگھ اور بھنگی مل سوگر جر سنگھ کے پاس تھی چرہٹ سنگھ نے مجاہدین پر گولیاں برسائیں ہری سنگھ نے بھنگیوں کے ہمراہ شاہ ولی خاں اور جہان خاں پر حملہ کیا کچھ دیر لڑنے کے بعد پیچھے ہٹ گیا مجاہدین نے اس کا پیچھا کیا لیکن سکھ ان پر ٹوٹ پڑے۔

نصیر خاں کو حکم

احمد شاہ نے جو کہ سکھوں کی جنگلی چالوں سے خوب واقف ہو چکا تھا اس نے نصیر خاں کو بلایا اور اسے اپنی جگہ ڈٹے رہنے کا حکم دیا۔

نصیر خاں کی جلد بازی

نصیر خاں نے احمد شاہ کے حکم کے برعکس جلد بازی سے کام لیا اور سکھوں پر ٹوٹ پڑا احمد شاہ نے اسے واپس بلا لیا اس اثناء میں سکھ اس کے اور احمد شاہ کے درمیان آ چکے تھے نصیر خاں کا احمد شاہ سے رابطہ ٹوٹ گیا سکھوں نے بلوچ مجاہدین کے گرد گھیرا ڈال دیا دست بہ دست لڑائی ہوئی جو رات ہونے پر ختم ہوئی۔

سکھوں کی بزدلی

اگلے دن سورج نکلتے ہی سکھوں نے مجاہدین پر حملہ کیا سکھوں نے سامنے سے حملہ کیا احمد شاہ نے مجاہدین کو رکنے کا حکم دیا۔ اور نصیر خاں کو اپنی جگہ نہ چھوڑنے کا حکم دیا جنگ ہوئی تو سکھوں نے حسب معمول بزدلی کا مظاہرہ کیا اور فرار ہو گئے مجاہدین ان کا تین میل تک پیچھا کرنے کے بعد واپس آ گئے سکھوں نے سات دن تک اسی طرح کیا سکھوں سے آخری لڑائی بیاس کے ساحل پر ہوئی اس کے بعد سکھ واپس چلے گئے۔

دریائے چناب پر نقصان

احمد شاہ نے دریا ہے راوی پار کیا لاہور نہیں رکا یہاں سے چناب کے کنارے پہنچا جب فوج دریا پار کر رہی تھی تو تیز رفتار دھرے نے تباہی مچا دی بے شمار جانی و مالی نقصان افغان فوج کو اٹھانا پڑا۔

واپسی

احمد شاہ نے جہان خاں کو جہلم پر پل بنانے کا حکم دیا احمد شاہ نے نصیر خاں کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اسے رخصت کیا اسے کوئٹہ کا علاقہ بھی دے دیا دریائے جہلم پار کر کے احمد شاہ رہتاس پہنچا اور پھر وطن واپس آ گیا۔

باب 31 :: احمد شاہ کی سکھوں کے خلاف نئی مہم

سکھوں کی فتح لاہور

10 اپریل 1765ء کو سکھوں نے امرتسر میں بیساکھی کا تہوار منایا اس موقع پر لاہور پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا سردار لہنا سنگھ اور گوجر سنگھ دو ہزار سکھوں کے ہمراہ لاہور پر حملہ آور ہوئے اور قلعہ پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ 16 اپریل 1765ء کا ہے لاہور کا حاکم کابلی مل جموں میں تھا سکھوں نے مل کر شہر اور اس کے نواحی علاقے بانٹ لیے اس طرح پنجاب کا دارالحکومت لاہور سکھوں کے قبضہ میں آ گیا سکھوں نے سکوں پر گورونانک اور گوبند سنگھ کا نام کندہ کرایا اس کے بعد سکھوں نے پٹیالہ کے آلا سنگھ کے خلاف ایک مہم ہری سنگھ بھنگی کی قیادت میں روانہ کی کیونکہ آلا سنگھ نے احمد شاہ درانی کی اطاعت کر لی تھی سکھوں کی نظر میں یہ قوم کو ذلیل کرنے کے مترادف تھا سردار جسا سنگھ اہلووالیہ نے آلا سنگھ اور سکھ سرداروں کے مابین صلح کرا دی سکھوں نے سرہند اور گنگا جمنا دوآبہ میں تباہی مچا دی اور اپنی حکومت قائم کر لی۔

غازی احمد شاہ کی آمد

احمد شاہ نے نومبر 1766ء کو دریائے سندھ پار کیا اور بغیر کسی رکاوٹ کے آگے بڑھا سکھ سرداروں نے مختلف مقامات پر آٹھ یا دس ہزار سواروں کے دستے متعین کیے ہوئے تھے مجاہدین نے انہیں تتر بتر کر دیا کئی سکھ قتل ہوئے کئی دریائے جہلم میں ڈوب مرے یا قید ہوئے 4 دسمبر 1766ء کو احمد شاہ نے دریائے جہلم پار کیا شاہ دولہ کے پل سے دریائے چناب پار کر کے راوی دوآبہ میں داخل ہوا اور سیالکوٹ کی طرف بڑھا اردگرد کے علاقوں کے زمینداروں نے احمد شاہ کے حضور حاضری دی۔

سعادت خاں کی رائے

احمد شاہ کے وزیر سعادت خاں نے رائے دی کہ مقامی زمینداروں پر ڈیڑھ لاکھ تاوان ڈالا جائے اور ان کو حکم دیا جائے کہ ہر اس شخص کو جو شکل و صورت سے سکھ

معلوم ہوگا اسے پکڑ کر لوٹ لیں گے۔ چنانچہ مقامی زمینداروں نے احمد شاہ سے یہ وعدہ کرلیا کہ وہ سکھوں کو پناہ نہیں دیں گے اور جو سکھ پکڑا جائے گا اسے سزا کے لیے بادشاہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔

غازی احمد شاہ لاہور میں

غازی احمد شاہ 10 نومبر کو جا کے سے روانہ ہو کر ڈسکہ پہنچا یہاں دو دن رکنے کے بعد ایمن آباد کی طرف روانہ ہوا۔ 21 دسمبر کو احمد شاہ ایمن آباد سے فاضل آباد (لاہور سے 11 میل شمال مغرب میں) پہنچا اگلے روز دریائے راوی پار کر کے شہر کے نزدیک محمود بوٹی میں قیام پذیر رہا۔

سکھوں کا فرار

احمد شاہ کی آمد کی اطلاع سن کر سکھ سردار قلعہ لاہور سے فرار ہو گئے مجاہدین کے ہراول دستے نے جو جہان خاں کی قیادت میں تھا لاہور پر قبضہ کرلیا احمد شاہ نے مولوی عبد اللہ کے بھائی دادن خاں کو لاہور کا صوبیدار اور رحمت خاں روہیلے کو 1500 سواروں اور پیادوں کی کمان دے کر نائب صوبیدار مقرر کیا۔

سکھوں کی لوٹ مار

29 دسمبر 1766ء کو احمد شاہ محمود بوٹی لاہور سے روانہ ہوا اور 30 دسمبر کو امرتسر پہنچا جہان خاں کو 27 دسمبر کو لاہور سے روانہ کر دیا گیا تھا کہ وہ امرتسر پہنچے احمد شاہ کیم جنوری 1767ء کو جنڈیالہ کی طرف بڑھا وہاں سے جلال آباد چلا آیا احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ لہنا سنگھ، چڑہٹ سنگھ اور ہیرا سنگھ نے لاہور میں شاہی کیمپ پر حملہ کر کے مال و اسباب لوٹ لیا ہے۔

احمد شاہ کی لاہور آمد

احمد شاہ اطلاع ملتے ہی لاہور پہنچا سکھ حسب سابق بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرار ہو گئے۔

مصالحت پر آمادگی

احمد شاہ نے افغان سرداروں کے مشورے پر جھنڈا سنگھ، جسا سنگھ اور دیگر سکھ سرداروں کو مصالحت کے لیے خط لکھا۔

سکھوں کا انکار

سکھوں نے احمد شاہ کی طرف سے مصالحت کی پیشکش ٹھکرا دی کیونکہ سکھ جانتے تھے کہ احمد شاہ جلد ہی وطن واپس چلا جائے گا اس کے جاتے ہی اس کے مقبوضات پر ان کا قبضہ ہو جائے گا چنانچہ سکھوں نے مصالحت سے انکار کر دیا۔

مجاہدین کی شہادت

جہان خاں امرتسر میں 15 ہزار مجاہدین کے ہمراہ تھا ہیرا سنگھ، جسا سنگھ، لہنا سنگھ اور گوجر سنگھ نے اس پر حملہ کر کے 5 یا 6 ہزار مجاہدین کو شہید کر دیا اور جہان خاں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔

احمد شاہ کی آمد امرتسر میں

جب احمد شاہ کو جہان خاں کی پسپائی کی اطلاع ملی تو وہ فوراً امرتسر روانہ ہوا۔ احمد شاہ کے امرتسر آنے سے پہلے ہی سکھ لاہور کی جانب فرار ہو گئے احمد شاہ نے امرتسر اور اس کے نواح میں موجود قلعوں کو منہدم کرانے کا حکم دے دیا اور تین یا چار ہزار جو امرتسر میں موجود تھے انہیں قتل کرا دیا۔

احمد شاہ کی جالندھر دوآبہ میں آمد

اس کے بعد احمد شاہ نے دریائے بیاس پار کیا اور جالندھر دوآبہ میں آیا اس کی آمد کے ساتھ ہی متعدد والیان ریاست کے سفیروں نے احمد شاہ کے حضور پیش ہو کر نذرانے پیش کیے سردار آلا سنگھ کے پوتے راجہ امر سنگھ اور کنور ہمت سنگھ کے سفیر بھی پیش ہوئے احمد شاہ نے تمام سفیروں کو حکم دیا کہ وہ اپنے آقاؤں کو لکھیں کہ خود اس کے دربار میں حاضر ہوں راجہ امر سنگھ اور نور ہمت سنگھ بھی دربار احمد شاہی میں حاضر

ہوئے اور اظہار اطاعت کیا اس دوران سکھ احمد شاہ کی فوج پر حملے کر کے اسے تنگ کرتے رہے۔

احمد شاہ کی دہلی روانگی

احمد شاہ نے 1767ء مارچ کے آغاز میں دریائے ستلج پار کیا اور دہلی کی طرف بڑھا سکھوں نے فوراً لاہور راوی اور ستلج کے درمیانی علاقے پر قبضہ کیا۔ 9 مارچ کو اسماعیل آباد (انبالے سے 20 میل کے فاصلے پر) میں نجیب الدولہ احمد شاہ کے حضور حاضر ہوا۔ احمد شاہ نے فوج کو دہلی کی طرف کوچ کا حکم دیا۔

ارادہ ملتوی کرنے کا مشورہ

نجیب الدولہ اور متعدد سفیروں نے احمد شاہ کو مشورہ دیا کہ وہ دہلی کی طرف روانگی کا ارادہ ملتوی کر دے۔

وجہ

انگریزوں نے شجاع الدولہ اور شاہ عالم ثانی کو ہدایت کی کہ وہ احمد شاہ کا استقبال نہ کریں اور نہ ہی اسے روپیہ فراہم کریں اگر وہ دہلی کی طرف بڑھے تو اس کا مقابلہ کریں انگریز اس وجہ سے خوفزدہ تھے کہ میر قاسم نواب آف بنگال کا سفیر احمد شاہ کے ہمراہ تھا اس کے ساتھ رہنے سے انگریزوں کو خدشہ تھا کہ کہیں ان کے شہنشاہ ہند شاہ عالم ثانی اور وزیر شجاع الدولہ سے تعلقات خراب نہ ہو جائیں انگریزوں نے روہیلوں، جاٹوں اور مرہٹوں پر بھی دباؤ ڈالا کہ وہ احمد شاہ کا مقابلہ کریں سکھوں کی کارروائیوں کی وجہ سے احمد شاہی فوج کے ناقابل تسخیر ہونے کا تصور ختم ہو چکا تھا اس لیے کئی والیان ریاست کا رویہ تبدیل ہو چکا تھا اب وہ احمد شاہ کے مخالف تھے۔

ارادہ ملتوی

احمد شاہ نے دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دہلی جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اس نے محسوس کر لیا تھا کئی والیان ریاست اس کے خلاف ہو چکے ہیں چنانچہ اس نے

17 مارچ کو اسماعیل آباد سے کوچ کیا18 کو انبالہ آیا اور پھر سرہند کی طرف بڑھا۔

امر سنگھ سے اچھا برتاؤ

سرہند پر اس وقت امر سنگھ کا قبضہ تھا احمد شاہ نے اسے اپنے حضور پیش ہونے کا حکم دیا اور خراج کا مطالبہ کیا (امر سنگھ آلا سنگھ کا پوتا تھا) امر سنگھ دربار احمد شاہی میں پیش ہوا شاہ ولی خاں کی سفارش پر احمد شاہ نے اسے معاف کر دیا اور سرہند کا علاقہ اور راجہ راجگان کا خطاب بھی عطا کیا۔

سکوں پر احمد شاہ کا نام

امر سنگھ نے اظہار تشکر کے لیے اپنے سکوں پر احمد شاہ کا نام کندہ کرایا۔

جہان خاں کی مہم

مئی 1767ء کو سکھوں نے نجیب الدولہ کے علاقے پر حملہ کر دیا احمد شاہ نے جہان خاں کو سکھوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ نجیب الدولہ کا بیٹا ضابطہ خاں اور اس کے 5000 ہزار روہیلے فوجی بھی تھے جہان خاں کے ہمراہ 8000 ہزار درانی فوجی تھے سکھ پہلے ہی جمنا پار چلے گئے جو پیچھے رہ گئے انہیں مجاہدین نے کاٹ ڈالا۔ سات دن بعد جہان خاں واپس آ گیا۔

واپسی

افغان سپاہی کافی عرصہ سے بغیر تنخواہ کے لڑ رہے تھے انہوں نے تنخواہ کا مطالبہ کیا کچھ سپاہی واپس چلے گئے اس خیال کے پیش نظر کہ باقی فوج میں بھی بغاوت نہ پھیل جائے احمد شاہ درانی نے واپسی کا فیصلہ کیا اور ملتان کے راستے افغان چلا گیا۔

باب 32 :: احمد شاہ اور انگریز

دوئی قوتیں

ہندوستان کے خطے پر شروع سے ہی غیر ملکی اقوام نے للچائی نظریں جمائی رکھیں آریاؤں سے لیکر انگریزوں تک سب نے اس "سونے کی چڑیا" پر نظریں جمائے رکھیں۔ 16 ویں صدی کا آغاز ہوا تو برصغیر کی سرحدوں پر دوئی طاقتیں اور اقوام نمودار ہوئیں شمال مغرب سے مغل آئے اور جنوبی ہند کے ساحلوں سے یورپی اقوام داخل ہوئیں۔

ہندوستان پر مغلوں کی حکومت

مغلوں نے بہترین فوجی قوت کا مظاہرہ کر کے ہندوستان کی سیاسی قیادت حاصل کرنے کے لیے کوششوں کا آغاز کیا ان کی پہلی کوشش اس وقت کامیاب ہوئی جب ظہیر الدین بابر نے پانی پت کے میدان میں 1526ء میں ابراہیم لودھی کو شکست دی دوسری اور آخری کوشش اس وقت کامیاب ہوئی جب مغلوں نے بابر کی زیر قیادت رانا سانگا کو جنگ کنواہہ میں زبردست شکست دی اور سیاسی قیادت مکمل طور پر سنبھال لی۔ مغلوں نے جو انتظامی ڈھانچہ تشکیل دیا۔ اس کے تحت عوام نے پرسکون، محفوظ و خوشحال زندگی گزاری اس وقت پورا برصغیر بشمول کابل (موجودہ افغانستان) ایک جھنڈے تلے جمع تھا اس سے قبل یہ خطہ ایک سیاسی و انتظامی مرکز کے تحت نہیں لایا جا سکا مغلوں کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے محدود ذرائع آمدورفت کے باوجود اس خطے کو دو سو سال سے زائد متحد رکھا۔

مختلف تجارتی کمپنیاں

1۔ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی: 1600ء میں لندن کے چند سوداگروں نے پارلیمنٹ سے مشرقی ممالک کے ساتھ تجارتی اجارہ داری کا منشور حاصل کیا۔ 1608ء میں کیپٹن ہاکنز نے مغل شہنشاہ جہانگیر سے سورت (ہندوستان) میں

تجارتی کوٹھی بنانے کی اجازت حاصل کر لی۔ 1615ء سر ٹامس رو نے کمپنی کے لیے تجارتی حقوق حاصل کیے۔ 1650ء میں کمپنی کو بنگال میں بلامحصول تجارت اور تجارتی کوٹھیاں بنانے کی اجازت مل گئی۔ 1668ء میں کمپنی کو بمبئی کا جزیرہ دس پونڈ سالانہ کرایہ مل گیا۔ 1690ء میں ہگلی کے کنارے کلکتہ میں فورٹ ولیم نامی قلعہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے بنوایا۔ 1698ء میں انگلستان کے تاجروں نے نئی ایسٹ انڈیا کمپنی بنالی۔ 1708ء میں دونوں کمپنیاں متحد ہوگئیں اسی متحدہ کمپنی نے ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بنیاد ڈالی کمپنی نے عروج اس وقت حال کیا جب کلائیو نے فرانسیسی حریفوں پر فتوحات حاصل کیں اور بعد میں ہندوستانی ریاستیں فتح کر کے سو سال تک اس کے گورنر جنرلوں نے حکومت کی۔ 1858ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی ختم کر کے ملکہ وکٹوریہ (برطانوی حکمران) نے ہندوستان کی حکومت براہ راست سنبھال لی۔

2۔ فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی: 1664ء میں ہندوستان میں برطانوی تجارت کے مقابلے کے لیے لوئی چہاردہم نے اسے منشور شاہی عطا کیا۔ 1720ء میں اسے دوسری فرانسیسی تجارتی کمپنیوں سے ملا کر ''ہند کمپنی'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ڈوپلے اور لالی پر برطانوی فتوحات (1745-1761ء) کے بعد اسے توڑ دیا گیا۔

3۔ ولندیزی ایسٹ انڈیا کمپنی: 1602ء میں ہسپانیہ کے خلاف آزادی میں امداد اور تجارت کی توسیع کے لیے ولندیزی پارلیمنٹ نے اس کے لیے اجازت نامہ جاری کیا۔ جنوبی افریقہ میں راس ایمد کی نوآبادی کمپنی نے قائم کی اس کمپنی نے انڈونیشیا، ملایا اور لنکا سے انگریزوں اور پرتگیزوں کو نکال دیا اور ان جزیروں کی تجارت پر اجارہ داری قائم کر لی جو گرم مصالحے کی فراوانی کی وجہ سے مصالحے والے جزیرے مشہور ہو گئے۔

تجارتی اجارہ داری

مغلوں نے سیاسی قیادت حاصل کر لی جبکہ یورپی اقوام نے تجارت پر اجارہ داری حاصل کر لی اور اسی اجارہ داری کے بل بوتے پر بعد میں ہندوستان کی سیاسی قیادت بھی حاصل کر لی۔

پرتگیزیوں کی آمد

مغلوں کے علاوہ جو دوسری غیر ملکی قوتیں برصغیر میں داخل ہوئیں ان میں پرتگیزی سرفہرست تھے انہوں نے برصغیر کا بحری راستہ دریافت کیا اور یہاں قدم جمائے انہوں نے مغلوں کی آمد سے قبل ہی یہاں اپنا اثر و رسوخ پھیلانا شروع کر دیا سو سال تک انہیں برصغیر کے ساتھ تجارت کے سلسلے میں مکمل اجارہ داری حاصل رہی انہوں نے جنوبی ہند کے ساحلوں پر انتشار و بدامنی سے فائدہ اٹھا کر اپنے قدم جما لیے لیکن مغلوں کی مستحکم سیاسی قیادت کی وجہ سے انہیں آگے بڑھنے کا موقع نہ ملا۔

پرتگیزوں کی قوت کا خاتمہ

17ویں صدی کے آغاز میں ولندیزیوں نے پرتگیزیوں کی قوت کا خاتمہ کر دیا انہوں نے انگریزوں کو ساتھ ملا کر پرتگیزوں کو جزائر شرق الہند سے نکال باہر کیا حتی کہ انہوں نے گوا پر قبضہ کر لیا۔

امبوینا میں ولندیزیوں کے مظالم

امبون یا امبوینا انڈونیشیا کا جزیرہ ہے۔ یہ جزائر ملاکا میں سے ہے۔ 1512ء میں پرتگیزوں نے دریافت کیا 1600ء میں ولندیزیوں نے اسے فتح کیا۔ امبوینا میں 18 انگریز تاجر سینکڑوں ولندیزیوں کے درمیان رہتے تھے۔ 1623ء میں ولندیزی گورنر نے ان کو گرفتار کر لیا مقامی باشندوں پر تشدد کر کے ان کے خلاف گواہی حاصل کی کہ یہ 18 تاجر سازش کر رہے تھے انگریز تاجروں پر تشدد کیا گیا۔

10 دنوں کے بعد انہیں پھانسی دے دی گئی جب یہ خبر انگلستان پہنچی تو طوفان مچ گیا ولندیزیوں نے اپنی توجہ جزائر شرق الہند پر مرکوز رکھی ارو وہاں اپنی حکومت قائم کر لی۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کی قوت میں اضافہ

1600ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی قائم ہوئی۔ 1608ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے کیپٹن ہاکنز مغل شہنشاہ جہانگیر کے دربار میں حاضر ہوا اسے جیمز اول نے خط دیکر بھیجا تھا شہنشاہ جہانگیر نے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور اس کی درخواست پر انگریزوں کو سورت میں آباد ہونے کی اجازت دے دی مگر پرتگیزوں نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے اجازت نامہ منسوخ کرا دیا جس سے دونوں اقوام کے درمیان تلخیوں میں اضافہ ہو گیا۔ 1612ء کو سورت کے نزدیک انگریز کپتان بیسٹ نے پرتگیزوں کو شکست دے کر ان کے اثر و رسوخ پر کاری ضرب لگائی نتیجتاً مغل شہنشاہ جہانگیر کے دربار میں حاضری دی اور تحفے تحائف پیش کیے اور انگریز قوم کے لیے مزید مراعات حاصل کر لیں 1640ء کو مدراس میں تجارتی کوٹھیاں قائم کر لیں 1651ء کو ہگلی کی تجارتی کوٹھی قائم کر لی 16661ء کو چارلس دوم نے بمبئی کا شہر کمپنی کے حوالے کر دیا جو اسے اپنی ملکہ کے جہیز میں پرتگال سے ملا تھا۔

مغلوں اور انگریزوں کے درمیان تصادم

1688ء کو مغلوں اور انگریزوں کے درمیان تصادم ہوا بنگال کے گورنر شائستہ خاں اور انگریزوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا بنگال کی نو آبادیات کے گورنر چائلڈ نے جیمز دوم کو اکسا کر مغلوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور حاجیوں کے جہازوں کو لوٹ لیا مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے انگریز تاجروں کو ان کی گستاخیوں کا مزا چکھا کے لیے سورت میں ان کی فیکٹری چھین لی ارو انہیں برصغیر سے نکل جانے کا حکم دیا۔

انگریزوں نے معافی مانگی

اس حکم پر انگریز سخت گھبرائے انہوں نے نہایت ذلیل ہو کر معافی مانگی اورنگ زیب عالمگیر نے نہایت فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں معاف کر دیا ایسٹ انڈیا کمپنی نے 17 ہزار پونڈ تاوان جنگ ادا کیا اورنگ زیب نے انہیں کلکتہ کی تعمیر کی اجازت بھی دے دی اس مقصد کے لیے انگریزوں نے گوبند پور، کالیکا اور سوتانتی کے گاؤں خرید لیے۔

کمپنی کی مالی حیثیت مستحکم

1717ء میں مغل شہنشاہ فرخ سیر نے انگریز ڈاکٹر ہملٹن کے علاج سے صحت پائی تو اس کی سفارش پر کمپنی کے نمائندے جان سرمن کو صرف 3 ہزار روپیہ سالانہ ٹیکس ادا کر کے بنگال کے ساتھ تجارت کی اجازت مل گئی حیدر آباد میں تمام تجارتی محصول معاف ہو گئے گجرات کا سالانہ ٹیکس صرف 10 ہزار روپیہ مقرر کیا گیا۔ان مراعات سے ایسٹ انڈیا کمپنی کی مالی حیثیت دیکھتے ہی دیکھتے مستحکم ہو گئی۔

مغلیہ سلطنت کا زوال

ایک طرف یورپی اقوام خصوصاً انگریز برصغیر کی تجارت پر اجارہ حاصل کرنے کے بعد اب سیاسی قیادت حاصل کرنے کے لیے بھی پر تول رہے تھے مغلیہ سلطنت کے زوال نے ان کے راستہ ہموار کر دیا 1707ء کو اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت عدم استحکام کا شکار ہو گئی۔ یکے بعد دیگرے کئی بادشاہ آئے جس سے بادشاہ کی وقعت ختم ہونے لگی۔ رہی سہی کر نادر شاہ درانی کے حملے نے پوری کر دی مغلیہ سلطنت مزید کمزور ہو گئی۔

مرہٹے

مغلیہ سلطنت کے زوال سے مرہٹوں نے فائدہ اٹھایا مرہٹوں کو بیدار کرنے میں شاعر تو کارام اور رام داس نے اہم کردار ادا کیا انہوں نے مرہٹوں کو مسلمانوں کے

خلاف بھڑکایا جس کے نتیجے میں مرہٹوں نے دکن کو لوٹ لیا اور مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے اسلامی تہذیبی نشانات اور عمارات کو نقصان پہنچایا اور برصغیر پر حکومت کا خواب دیکھنا شروع کردیا۔

خواب کی شرمندہ تعبیر

مرہٹوں کا خواب تعبیر نہ پاسکا ان کے ارادے اس وقت ملیا میٹ ہوگئے جب 1716ء میں عظیم مسلم جرنیل وحکمران احمد شاہ درانی نے مرہٹوں کو پانی پت کے تاریخی میدان میں عبرتناک شکست سے دوچار کیا جس سے مرہٹوں کی کمر ٹوٹ گئی وہ دوبارہ اٹھنے کے قابل نہ رہے ورنہ برصغیر چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو جاتا۔

احمد شاہ اور انگریز

1760ء سے قبل ایسٹ انڈیا کمپنی کا رویہ احمد شاہ سے کچھ زیادہ واضح نہیں تھا انگریز حالات کا بغور جائزہ لے رہے تھے انہیں احمد شاہ کی سرگرمیوں سے کوئی سروکار نہیں تھا پانی پت میں عظیم فتح کے بعد احمد شاہ نے مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی کی تخت نشینی کی تصدیق کی اور مختلف والیان ریاست اور انگریزوں کو خطوط لکھے کہ وہ شام عالم ثانی کی اطاعت کریں جب 20 اکتوبر 1760ء کو میر قاسم بنگال کا صوبیدار بنا تو مسٹر وینسٹارٹ نے بنگال میں سیاسی تبدیلی کی اطلاع احمد شاہ کو دی احمد شاہ نے اس کے جواب میں یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ (انگریز) اور میر قاسم مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی کے اطاعت گزار رہیں گے۔

وینسٹارٹ کا احمد شاہ کو خط

یکم مارچ 1761ء کو مسٹر وینسٹارٹ نے احمد شاہ کو یہ خط لکھا اعلیٰ حضرت کا وفادار غلام جو ثابت جنگ (لارڈ کلائیو) کی جگہ مقرر ہوا ہے شاہ عالم ثانی کا اطاعت گزار ہے۔

میر قاسم

1762ء انگریزوں نے میر قاسم کو بنگال کی صوبیداری سے معزول کر دیا میر قاسم اعلی صلاحیتوں کا مالک تھا اس نے دارالحکومت مرشد آباد سے منگیر منتقل کر دیا۔ منگیر میں توپیں بنانے کا کارخانہ قائم کیا شہر کی قلعہ بندی کر کے اس کا دفاع مضبوط بنا دیا اور فوج کو یورپی طرز پر منظم کرنے کی کوشش کی اس نے انگریزوں کی تجارت پر پابندیاں عائد کر دیں انگریزوں اور میر قاسم کے درمیان ''معاہدہ منگیر'' طے پایا مگر اس معاہدے پر عمل نہ کیا جا سکا انگریزوں نے میر قاسم کو معزول کر دیا میر قاسم نے انگریزوں کے خلاف اتحاد قائم کرنے کی کوششیں کریں اس سلسلے میں مرہٹوں اور سکھوں سے رابطہ کیا لیکن کسی نے اس کا ساتھ نہ دیا آخر کار اس کی نگاہ احمد شاہ درانی پر پڑی 1762ء سے 1765ء تک احمد شاہ پنجاب میں سکھوں سے الجھا رہا اور وہ دیگر معاملات کی طرف توجہ نہ دے سکا البتہ میر قاسم کا ایلچی احمد شاہ کے ساتھ رہا۔

باب 33 :: ہندوستان پر آخری حملہ

1769ء میں احمد شاہ نے پنجاب پر پھر فوج کشی کی یہ اس کا آخری حملہ تھا احمد شاہ سندھ اور جہلم کے دریا پار کر کے چناب کے بائیں کنارے پہنچا اور جوکھیاں (ضلع گجرات میں کنجاہ سے 10 میل کے فاصلے پر) میں قیام پذیر ہوا سکھوں ن ے اپنی قوت میں بے حد اضافہ کر لیا تھا احمد شاہ کی فوج میں بغاوت ہونے کی وجہ سے اسے جلد ہی وطن واپس جانا پڑا۔
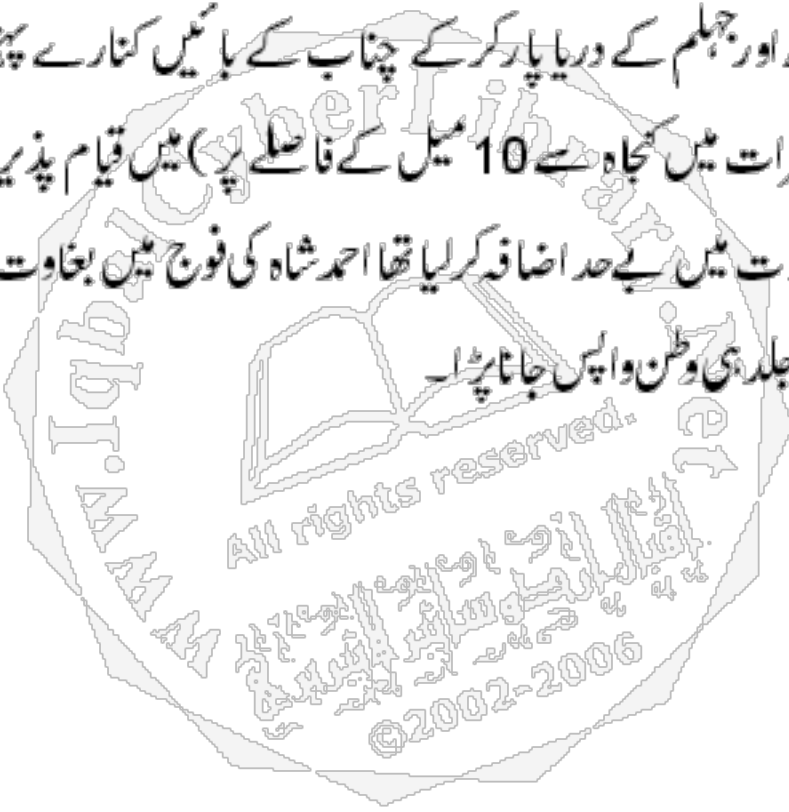
باب 34 :: احمد شاہ کی آخری مہم

مشہد کی مہم

شاہ رخ کے بیٹے نصر اللہ مرزا نے خراسان میں باغیانہ سرگرمیاں شروع کر رکھی تھیں احمد شاہ 70-1769ء میں ہرات سے خراسان پہنچا اور تربت شیخ جام اور لنگر پر قبضہ کرلیا نصر اللہ مرزا فوراً فوج لیکر مشہد پہنچا احمد شاہ نے مشہد کا محاصرہ کرلیا امام علی رضہ اللہ عنہ کے روضہ اقدس کے احترام میں احمد شاہ نے گولہ باری کا حکم نہ دیا شاہ ولی خاں نے شاہ رخ اور نصر اللہ مرزا سے مصالحت کی گفتگو کا آغاز کیا گفتگو کامیاب ہوئی اور احمد شاہ مشہد میں داخل ہوا۔ شاہ رخ نے اپنی بیٹی گوہر شاد احمد شاہ کے بیٹے شہزادہ تیمور کے عقد میں دے دی احمد شاہ نے نصر اللہ مرزا کو فرزند خاں کا خطاب دیا اور آپس میں تحائف کا تبادلہ بھی کیا احمد شاہ نے شاہ رخ کی حاکمیت برقرار رکھی یہ احمد شاہ کی آخری مہم تھی اس کے بعد وہ 9 جون 1770ء کو قندھار لوٹ گیا۔

باب 35 :: اناللہ وانا علیہ راجعون

آخری ایام

احمد شاہ کی صحت دن بہ دن گرتی جارہی تھی اسے ناک کے زخم سے سخت تکلیف پہنچ رہی تھی یہ زخم پھوڑے کی شکل اختیار کرکے اس کے پورے چہرے پر پھیلتا جارہا تھا۔خیال کیا جاتا ہے کہ اسے شوگر کا مرض بھی لاحق ہوگیا تھا احمد شاہ نے شہزادہ تیمور کی جانشینی کا اعلان کیا۔صحت دن بہ دن خراب ہوتی جارہی تھی۔

اناللہ وانا علیہ راجعون

مرنے سے قبل احمد شاہ کی زبان لڑکھڑانے لگی اس نے اشاروں سے کام لینا شروع کردیا یہ اشارے صرف اس کا خادم خاص یعقوب خان ہی سمجھ سکتا تھا جب اشاروں سے کام چلنا مشکل ہوگیا تو اس نے لکھ کر بات کرنا شروع کردی آخرکار بابائے افغانستان فاتح ”پانی پت“ ”دوراہہ“ اور نیک دل مسلمان بادشاہ 23 اکتوبر 1772ء (26 رجب 1186ھ) کی رات خالق حقیقی سے جاملا۔اناللہ وانا علیہ راجعون

قندھار میں تدفین

احمد شاہ ابدالی کے جسد خاکی کو قندھار کے مغربی حصے میں دفن کیا گیا۔

عظیم بادشاہ

اس کی قبر پر یہ کتبہ کندہ ہے

☆............”احمد شاہ درانی ایک عظیم بادشاہ تھا اس کے انصاف کا عالم یہ تھا کہ اس کی قلمرو میں شیر اور ہرن ایک ساتھ رہتے تھے اس کے دشمنوں کے کان اس کی فتوحات کے شور سے بہرے ہوگئے تھے۔(بحوالہ فریئر۔ہسٹری آف دی افغانز)

سیر پرسی سائیکس احمد شاہ ابدالی کے متعلق لکھتا ہے۔“

☆..........''وہ ملک جسے اب افغانستان کہتے ہیں چند چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا مجموعہ تھا جس پر ظالم سردار حکومت کرتے تھے اور آپس میں لڑتے بھڑتے رہتے تھے بعد میں یہ بڑی سلطنتوں کا ایک صوبہ بن گیا جس پر غیر ملکی فاتح اور اس کی اولاد حکومت کرتی تھی اس کے بعد پھر اس کے حصے بخرے ہو گئے جس کے صوبوں پر تین ہمسایہ سلطنتیں حکومت کرتی تھیں اب تاریخ میں پہلی دفعہ افغانستان ایک آزاد ملک بنا جس پر افغانستان بادشاہ حکومت کرتا تھا اور یہ احمد شاہ تھا جس نے یہ معجزہ کر دکھایا۔''
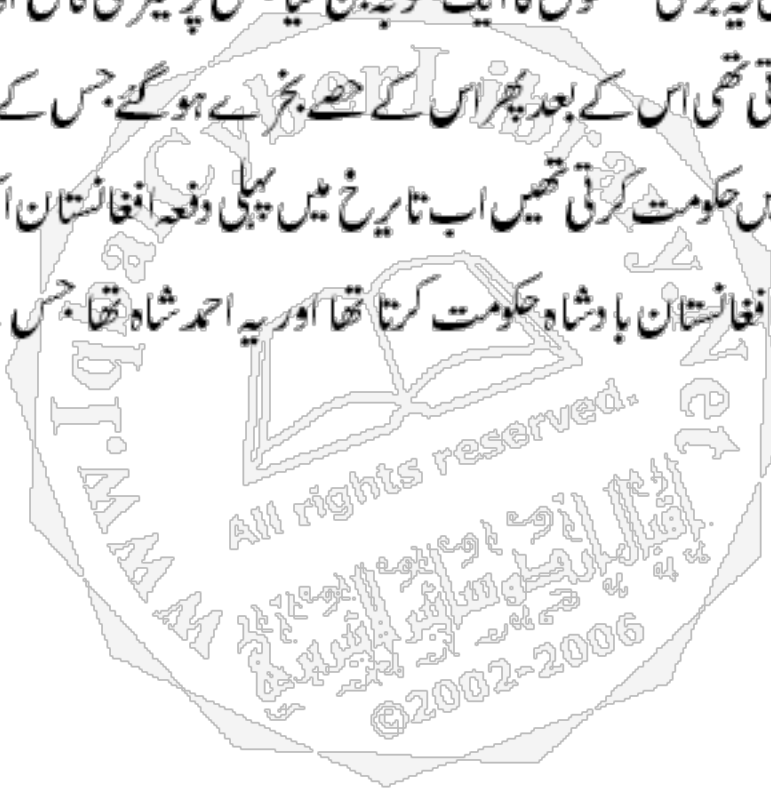
باب 36 :: احمد شاہ کی سیرت و کردار

حلیہ

بوقت عمر 45 سال احمد شاہ کا حلیہ یوں تھا قد لمبا، بدن دہرا مائل بہ فربہی، چہرہ حیرت انگیز حد تک چوڑا، داڑھی بہت کالی بحیثیت مجموعی اس کی ہیئت نہایت پر وقار اور اندرونی طاقت کی مظہر ہے۔ (بحوالہ وڈ، ہسٹری آف ہندوستان جلد دوم ص 408-409)

وہ ایک مقناطیسی شخصیت کا انسان تھا اس کے روشن اور متبسم چہرے میں ایسی خوبی تھی جو دیکھنے والے کا دل موہ لیتی تھی۔ (بحوالہ حسین شاہی)

خوش مزاج انسان

احمد شاہ درانی رحمدل انسان تھا اس کی طبیعت میں خوش مزاجی تھی دربار میں اور سرکاری مواقعوں پر نہایت وقار سے رہتا لیکن ذاتی زندگی میں دوستانہ طریقے سے پیش آتا اپنے اہل قبیلہ سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا۔

عیوب سے مبرا

احمد شاہ درانی ان تمام عیوب سے مبرا تھا جو عموماً مشرقی اقوام کے لوگوں میں پائے جاتے ہیں مثلاً شراب یا افیون کی بدمستی، لالچ، ظلم، تعلقات میں دوغلا پن۔ وہ مذہب کا بڑا حامی تھا اپنی رحمدلی اور فیاضی کی بدولت رعایا کے ہر طبقے میں بے حد مقبول تھا۔

(بحوالہ فریئر ہسٹری آف افغانز ص 92, 93)

وعدے کا پکا

احمد شاہ وعدے کا بڑا پکا تھا نادر شاہ نے ایک بار احمد شاہ سے وعدہ لیا تھا کہ "جب تم بادشاہ بنو تو تمہارا یہ فرض ہے کہ میری اولاد کے ساتھ زیادہ لطف و مہربانی سے پیش

آ ؤ'' احمد شاہ نے اس وعدے پر پورا پورا عمل کیا اور نادر شاہ کے بیٹوں کی مسلسل احسان فراموشی اور کینہ پروری کے باوجود ان سے اچھا سلوک کیا۔

اولیاءوعلماءکرام سے عقیدت

احمد شاہ سخت مذہبی مزاج کا حامل تھا اسے اولیاءوعلماءکرام کی صحبت بہت پسند تھی وہ درویشوں اور علماء کی بڑی عزت کرتا تھا حضرت صابر شاہ ولیؒ سے اسے گہری عقیدت تھی اس نے بے شمار اولیاءکرام کے مزارات کی زیارت کی ہر جمعرات کو علماء وفقراء کو کھانے پر بلاتا ان سے مذہب اور دیگر علوم پر گفتگو کرتا اس کے دربار میں سلطنت کے اعلی عہدیدار اور امراء ادب سے کھڑے رہتے لیکن سیدوں اور علماء کو کرسی ملتی تھی۔

دلی خواہش

اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ اسے ولی کا مرتبہ حاصل ہو اکثر موقعوں پر اس نے رب کے حضور التجا کی جو مقبول ہوئی۔

شوق

احمد شاہ کو شہ سواری اور شکار کا بڑا شوق تھا وہ اپنے گھوڑوں کا بڑا شیدائی تھا جب اس کا پسندیدہ گھوڑا تاران بیمار ہوا تو احمد شاہ بہت غمگین ہوا۔ (بحوالہ امام الدین حسینی)

لباس

احمد شاہ سادہ زندگی گزارتا تھا اس کا لباس بہت ہی سادہ ہوتا تھا حتی کہ امراء اور اس میں فرق محسوس نہیں ہوتا تھا اس کے سر پر ایک شال دستار کے طور پر بندھی ہوتی تھی جسم پر سوتی کپڑے کی قمیض اس کے اوپر رنگدار واسکٹ اس کے اوپر چمڑے کا لمبا کوٹ ہوتا تھا شلوار ڈھیلی ڈھالی ہوتی تھی۔

لاہور عجائب گھر میں اس کی ایک تصویر موجود ہے جس میں اس نے کلغی دار

ایرانی کلاہ سر پر پہنی ہوئی ہے بغیر کالر کی قمیض اور اس کے اوپر پوستین ہے شلوار افغانوں کی طرح ڈھیلی ڈھالی ہے اور ایک سادہ مستطیل تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔

خوراک

جس طرح احمد شاہ کا لباس سادہ تھا اسی طرح اس کی خوراک بھی سادہ تھی احمد شاہ لذیذ کھانوں کا شوقین نہیں تھا چاول اور مصالحہ دار گوشت کا پلاؤ کھانے کا شوقین تھا جس میں کبھی کبھار رنگدار پیاز اور انڈے ملے ہوئے تھے اس کے علاوہ گوشت کباب، بھنا ہوا گوشت، پنیر، دودھ، مکھن، سالن، پھل اور شربت بھی پسند کرتا تھا۔

علم سے محبت

احمد شاہ کے باقاعدہ کسی مکتب سے تعلیم یافتہ ہونے کا دستاویزی ثبوت نہیں ملتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ پڑھا لکھا تھا کیونکہ اسے تمام ملکی زبانوں پر عبور حاصل تھا یہ ممکن ہے بچپن میں اس نے کسی مکتب سے تعلیم حاصل کر کے پشتو و فارسی پر عبور حاصل کر لیا ہو احمد شاہ ایک اچھا شاعر بھی تھا اس کی شاعری میں سادہ پن اور روائیت طرز پایا جاتا ہے اس کی نظموں کا مجموعہ 1940ء میں کابل سے ''لولوئے احمد شاہ'' کے نام سے چھپ چکا ہے احمد شاہ کی نثر نگاری کا کوئی تحریری ثبوت نہیں مل سکا۔

علم دوستی

احمد شاہ نے زیادہ تر زندگی جنگی مہمات میں بسر کی اسے اتنی فرصت ہی نہ مل سکی کہ وہ دیگر امور کی طرف توجہ دے لیکن اس کے باوجود اس نے علم دوستی کا ثبوت دیا احمد شاہ خود تعلیم یافتہ اور شاعر تھا اس لیے اس نے ادیبوں اور شاعروں کی سرپرستی کی احمد شاہ بٹالے کے شاعر واقف، سیالکوٹ کے شاعر نظام الدین عشرت اور مرزا مہدی استر آبادی کا بڑا مداح تھا نظام الدین نے ''شاہ نامہ احمدیہ'' کے نام سے مثنوی لکھی جس میں احمد شاہ کے حالات وفات تک اور تیمور شاہ کی تخت نشینی کے حالات دلچسپ انداز میں منظوم کیے۔

تعمیرات

احمد شاہ تعمیرات کا بھی شوقین تھا پانی پت کی فتح کے بعد اس نے قندھار احمد شاہی کے نام سے ایک شہر کی بنیاد رکھی (اس کی تفصیل دی جا چکی ہے) اس شہر میں دو عمارات سب سے زیادہ خوبصورت تھیں ایک وہ یادگار عمارت تھی جہاں نبی کریم ﷺ کا خرقہ مبارک لوگوں کی زیارت کے لیے رکھا گیا تھا دوسری عمارت احمد شاہ کا مقبرہ تھی۔ 1753ء میں احمد شاہ نے کابل کے گرد شہر پناہ تعمیر کرائی۔ 1769ء میں احمد شاہ نے شاہ اسحق المعروف شاہ شہید کا مزار بالا حصار کے قلعہ کے نزدیک بنوایا۔ 1756-57ء میں احمد شاہ نے مکہ میں افغان زائرین کے لیے ایک قیام گاہ بنوائی مزار شریف کے قریب تاشقر خاں کا قصبہ احمد شاہ نے تعمیر کروایا تھا احمد شاہ معماروں اور کاریگروں خصوصاً لکڑی کا کام کرنے والوں کی سرپرستی کرتا تھا۔

مذہبی پالیسی

افغانستان میں مسلمانوں کی اکثریت تھی لیکن دیہات میں ہندو اور سکھ آباد تھے مگر ان کی تعداد کم تھی شہروں میں ہندوؤں اور سکھوں کی اچھی خاصی تعداد آباد تھی جارج فورسٹر نے 1783ء میں افغانستان می سفر کے دوران جو دیکھا اس کے متعلق وہ لکھتا ہے ہندو تاجروں کی دکانوں کی تعداد اور ان کے آسودہ چہروں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ قندھار میں انہیں بڑی آزادی اور تحفظ حاصل ہے۔ جارج فورسٹر کا یہ بیان احمد شاہ کی مذہبی رواداری کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ احمد شاہ نے سکھ جیون مل کشمیر اور بال مل کو لاہور کا حاکم مقرر کیا سکھوں اور ہندوؤں کو مکمل آزادی حاصل تھی۔ کابل کے بالا حصار قلعہ کے قریب آرمینیا کے عیسائی بھی کچھ تعداد میں آباد تھے احمد شاہ انہیں ایران کے شمالی علاقے سے افغانستان لایا تھا۔ نادر شاہ نے ان عیسائیوں کو ترکوں سے لڑائی میں قید کیا تھا ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے احمد شاہ درانی میں تعصب نام کی کوئی شے نہیں تھی۔

معاشرتی اصلاحات

احمد شاہ درانی نے زیادہ تر وقت مہمات میں گزارا اسے معاشرتی اصلاحات کی طرف توجہ کرنے کا اتنا موقع نہیں ملا لیکن اس کے باوجود اس نے اہم معاشرتی اصلاحات کیں احمد شاہ نے عورتوں کے مرتبے کو بلند کیا اس نے طلاق پر پابندی لگائی اور بیوہ عورتوں کی دوبارہ شادی کی پر زور تحریک شروع کی اس نے حکم دیا کہ کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ کسی نزدیکی رشتے دار سوائے باپ، بیٹے یا بھائی کے شادی کرے اور اگر نزدیکی رشتہ دار موجود نہ ہو تو بیوہ اپنے شوہر کے گھر رہے گی اور پوری زندگی اس کی جائیداد سے گزارہ کرے گی اس نے یہ بھی حکم جاری کیا کہ اگر کوئی عورت بغیر اولاد کے مرجائے تو اس کا باپ، بھائی یا دوسرے رشتے دار اس کے شوہر سے جہیز کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔

باب 37 :: احمد شاہ کا فوجی نظام

احمد شاہ ایک سپاہی تھا اس لیے اس کی زیادہ تر توجہ فوج کی طرف ہی رہی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ فوج کی وجہ سے ہی سیاسی قوت اس کے پاس ہے احمد شاہ لالچی نہیں تھا اس نے غیر ملکی مہمات سے بے شمار دولت اکٹھی کی لیکن یہ ساری دولت اس کے ذاتی خزانے میں نہیں جاتی تھی بلکہ وہ کھلے ہاتھوں سے اپنے سپاہیوں میں مال غنیمت تقسیم کرتا تھا جو خزانہ تین سو اونٹوں پر ہندوستان سے نادر شاہ کی خدمت میں جا رہا تھا وہ احمد شاہ کی فتح قندھار سے ایک دن پہلے قندھار پہنچا۔ یہ خزانہ احمد شاہ کے ہاتھ آ گیا اس نے 2 کروڑ روپے کا یہ خزانہ فوج کے سرداروں، سالاروں اور سپاہیوں میں تقسیم کر دیا احمد شاہ کی فوج ایک لاکھ 20 ہزار سواروں پر مشتمل تھی جس میں قبائلی سرداروں اور دوسرے خلیفوں کے دستے بھی شامل تھے اس نے اپنی فوج کو مہمات میں مصروف رکھا تا کہ فوج آرام طلب نہ ہو جائے مہمات سے فوج کا نظم وضبط بھی درست رہتا اور مال و دولت بھی ہاتھ آتا۔

فوج کا افسر اعلی سپہ سالار تھا جو وزیر جنگ اور وزیر دفاع بھی تھا اس کی حیثیت شاہ کے بعد دوسرے درجے پر تھی امن کے زمانہ میں وہ فوجوں کی تنظیم اور تربیت کا ذمہ دار ہوتا اور جنگ میں فوجیوں کی نقل و حرکت اور انہیں لڑانے کا ذمہ دار بھی ہوتا تھا۔ فوج دو حصوں میں تقسیم تھی۔

الف: با قاعدہ فوج

ب: بے قاعدہ فوج

الف با قاعدہ فوج:

با قاعدہ فوج ساری فوج کا ایک حصہ تھی اس کے تین حصے تھے

الف: پیادہ　　ب: سوار　　ج: توپ خانہ

غیر منظم فوج زیادہ تر سواروں پر مشتمل ہوتی تھی اس میں پیادہ سپاہی بہت کم

ہوتے تھے۔

دفتر نظام

فوجی دفتر کو دفتر نظام کہتے تھے اس کے کئی شعبے تھے اسلحہ سازی، بارود، کپڑوں اور خوراک کی فراہمی، تنخواہوں کی ادائیگی اور حسابات کا رکھنا دفتر نظام کے ذمے تھا سپہ سالار کے ماتحت کئی افسر کام کرتے تھے جو مختلف شعبوں کی نگرانی کرتے تھے۔

فوج کے عہدیدار

اردوباشی	لشکر کا سردار
امیر لشکر	جنرل
دہ باشی	دس سپاہیوں کا افسر
شاہنکچی باشی	افواج خاصہ کا کماندار
قلعہ اتاسی	فوج کا کماندار
یوزباشی	سو سپاہیوں کا افسر

ذرائع نقل وحمل

نقل وحمل کے لیے گھوڑوں، خچروں اونٹوں، بیلوں اور ہاتھیوں کو استعمال کیا جاتا تھا۔

فوجیوں کی تنخواہ

اس بات کا تاریخی ثبوت نہیں کہ سپاہیوں اور افسروں کو کیا تنخواہ دی جاتی تھی ایک واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوار کو بارہ روپے ماہوار اور پیادہ سپاہی کو چھ روپے ماہوار ملتے تھے شاہ سپاہیوں کو تنخواہ دیتے وقت وقت موجود ہوتا بعض اوقات انہیں اپنے ہاتھ سے تنخواہ دیتا تھا۔

منظم فوج میں بھرتی رضا کارانہ طور پر ہوتی تھی اسے باقاعدہ تنخواہ ملتی تھی جو جنس اور نقد کی صورت میں ہوتی تھی۔ اسلحہ، گھوڑا و دیگر اشیاء حکومت کی طرف سے دی

جاتی تھیں گھوڑے کی قیمت معمولی قسطوں میں لی جاتی تھی گھوڑے کی خوراک وغیرہ کا انتظام اسے خود کرنا پڑتا تھا اسے زمانہ جنگ کے سوا تین ماہ کی رخصت ملتی تھی باقاعدہ فوج کا زیادہ تر حصہ دارالسلطنت رہتا تھوڑا سا حصہ صوبوں اور صوبائی شہروں میں مقرر کیا جاتا تھا باقاعدہ فوج تین حصوں میں تقسیم تھی۔

پیادہ

سوار

توپ خانہ

بے قاعدہ فوج

بے قاعدہ فوج کا بیشتر حصہ سواروں میں مشتمل ہوتا پیادہ بہت کم ہوتے تھے یہ ساری فوج کا دو تہائی تھی مختلف قبائل کے افراد اس میں شامل ہوتے اس فوج کا تین چوتھائی حصہ سرداروں پر مشتمل ہوتا تھا۔

توپ خانہ

احمد شاہ کا توپ خانہ بہت اچھا تھا گھوڑے بھاری توپیں کھینچتے ہاتھی بھی توپیں اٹھاتے تھے جبکہ ہلکی توپیں ایک یا دو اونٹ کھینچتے۔توپ خانے کا اعلیٰ افسر توپچی باشی کہلاتا تھا۔اس عہدے پر رحمٰن خاں بارک زئی فائز تھا۔

باب 38 :: احمد شاہ انتظام سلطنت

احمد شاہ ابدالی کو ملکی انتظام کی طرف توجہ کا زیادہ موقع نہ مل سکا زیادہ عرصہ سلطنت کی توسیع اور دفاع میں گزارے آخری ایام میں خرابی صحت کی وجہ سے انتظامی امور میں زیادہ حصہ نہ لے سکا اگرچہ اس کے انتظام سلطنت کا کوئی مکمل اور واضح ریکارڈ موجود نہیں تاہم تاریخی معلومات وحوالہ جات سے کچھ خاکہ ترتیب دیا جا سکتا ہے۔

بادشاہ

بادشاہ کی حیثیت مرکزی سربراہ کی سی تھی اسے تمام امور سلطنت پر کنٹرول حاصل تھا خطبہ اور سکے پر اس کا نام رائج تھا اس کے بنائے ہوئے قوانین پر سختی سے عمل درامد کیا جاتا تھا وہ ہر شخص سے ملتا مقدمات کا فیصلہ عدل وانصاف سے کیا جاتا کبھی سخت الفاظ استعمال نہ کرتا یہی وجہ تھی کہ کسی نے اس کے کسی فیصلے کے خلاف شکایت نہ کی اس نے کورش کی غلامانہ رسم ختم کردی جنگ اور صلح کا اختیار بھی بادشاہ کو حاصل تھا اہم امور مجلس کے مشورے سے طے کئے جاتے فریئر کا کہنا ہے کہ اس کی حکومت وفاقی جمہوری نظام سے ملتی جلتی تھی اس کی حیثیت بادشاہ سے زیادہ حکومت کی سی تھی تمام اعلی عہدے وخطابات بادشاہ کی طرف سے دیئے جاتے تھے۔

وزیراعظم

احمد شاہ نے بگی خاں بامے زئی کو وزیراعظم مقرر کیا اسے شاہ ولی خاں کا خطاب دیا وزیراعظم کی حیثیت اہم ترین معاون کی تھی اس کے ذمے معاملات سلطنت میں مشورہ دینا، حکومت کے تمام شعبوں کی دیکھ بھال کرنا اور احمد شاہ کے احکامات کی تعمیل کرانا اور اندرونی وبیرونی سیاسی امور کی نگرانی کرنا تھے۔

مجلس

احمد شاہ ابدالی مطلق العنان حکمران نہ تھا اس نے ملکی نظم ونسق چلانے کے لیے نو سرداروں پر مشتمل ایک مجلس مقرر کی ان کا کام ملکی مسائل پر غور کرنا اور احمد شاہ کو مشورہ دینا تھا احمد شاہ مجلس کے مشورہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا اور اس کی مرضی کے خلاف شاہد ہی کوئی کام کیا ہو۔

شعبہ ہائے حکومت

دار التحریر حضور بادشاہ

یہ اہم ترین شعبہ تھا اس کی حیثیت سیکرٹریٹ کی تھی یہ وزیر اعظم کی زیر نگرانی فرائض سرانجام دیتا تھا اس شعبہ کے ذمے حسب ذیل فرائض کی انجام دہی تھی۔

☆ بادشاہ کے سرکاری احکامات لکھنا اور ان کا ریکارڈ رکھنا۔

☆ خط وکتاب کو کرنا اور ان کا ریکارڈ رکھنا۔

☆ سرکاری ریکارڈ محفوظ رکھنا۔

اس شعبے کا اعلیٰ افسر منشی باشی یا سر منشی کہلاتا تھا احمد شاہ نے سعادت خاں سدوزئی اور مرزا ہادی خاں کو منشی باشی مقرر کیا۔

عدلیہ

عدلیہ کا اعلیٰ ترین عہدیدار قاضی القضاۃ کہلاتا تھا اس عہدے پر احمد شاہ نے ملا فیض اللہ خاں کو مقرر کیا۔ صوبوں میں قاضی کے علاوہ آٹھ نائب قاضی اور مفتی تھے قاضی القضاۃ پولیس کے افسران کی نگرانی بھی کرتا تھا۔ مقدمات کا فیصلہ اسلامی قوانین کے مطابق کیا جاتا تھا۔ دیہاتوں میں جرگے کے ذریعے مقدمات کا فیصلہ کیا جاتا تھا سزاؤں پر عمل درآمد کرانے کی ذمہ داری محتسب کی تھی۔

دیوان اعلیٰ

دیوان اعلیٰ وزیر مال کو کہتے تھے اسے دیوان بیگی بھی کہا تھا وزارت مالیات کے ذمے محکمہ جنگ کے علاوہ تمام محکموں کے اخراجات اور خرچ کی تفصیل مرتب کرنا تھا۔

احمد شاہ نے دیوان اعلیٰ کے عہدے پر عبداللہ خاں بامےزئی کو مقرر کیا۔

خزانہ دار

یہ وزارت مال کا اہم عہدیدار تھا۔اس کے ذمے حسب ذیل فرائض تھے۔

☆ شاہی فرمان کی حفاظت کرنا۔

☆ قیمتی اشیاء کی حفاظت کرنا۔

☆ نقد روپیہ اس کے حوالے کیا جاتا۔

☆ مالیاتی متعلق اہم دستاویز کی محافظت کرنا۔

1۔آغا پاشی

احمد شاہ نے اس عہدے پر عبداللہ خاں کو مقرر کیا یہ دربار ہال کے دروازے پر لوگوں کا استقبال کرتا اور انہیں ان کی مقرر کردہ نشستوں پر بٹھاتا اور احمد شاہ سے ان کا تعارف کراتا تھا۔

2۔عرض بیگی باشی

اس کے ذمے لوگوں کی عرضیاں احمد شاہ کو سنانا اور احکامات لوگوں تک پہنچاتا تھا یہ ایک اہم عہدیدار تھا۔

دفتر نظام

فوجی دفتر کو دفتر نظام کہا جاتا تھا اس کے کئی شعبے تھے اسلحہ سازی، بارود، کپڑوں اور خوراک کی فراہمی، تنخواہوں کی ادائیگی اور حسابات اس کے ذمے تھے سپہ سالار کے ماتحت کئی افسر ہوتے جو مختلف شعبوں کی نگرانی کرتے۔

3۔ جارچی باشی

اس کے ماتحت عملہ کا کام عام لوگوں یا افواج میں شاہی احکامات کا اعلان کرنا تھا۔اس عملے کا سربراہ جارچی باشی کہلاتا تھا۔

4۔ مہماندار باشی

اس کے ذمے شاہی مہمانوں کی دیکھ بھال و خدمت تھی

5۔ ناظر خانہ طعام

اس عہدیدار کا کام باورچی خانے کی نگرانی تھا شاہی ضیافتوں کا انتظام بھی کرتا تھا شاہی محل کے اخراجات کے لیے ایک خاصی رقم مقرر تھی۔

6۔ اردو باشی

یہ چھوٹے عہدیداروں، محافظوں اور شاہی ملازموں کا اعلی افسر تھا یہ بھی اہم عہدیدار تھا۔

7۔ پیش خوانچی

یہ عہدیدار سفر اور جنگی مہمات کے دوران بادشاہ اور اس کے ذاتی عملے کے کھانے اور قیام کے پیشگی انتظامات کا ذمہ دار تھا۔

8۔ نساقچی باشی

محافظ دستے کا اعلی افسر نساقچی باشی کہلاتا تھا یہ شاہ کی ذاتی حفاظت کا ذمہ دار تھا اپنے دستے کے ساتھ ہر وقت ساتھ رہتا۔

9۔ طبیب باشی

یہ شاہ کے علاج معالجے کا ذمہ دار تھا۔

10۔ خواجہ سرائے باشی

یہ عہدیدار خواجہ سراؤں اور محل کے ملازموں کا اعلی افسر تھا۔انہیں بڑی اہمیت

حامل تھی یہ خفیہ مشاورت کے موقع پر بھی موجود ہوتے۔

11۔میر آخور باشی

یہ عہدیدار شاہی اصطبل کا نگران تھا یہ بھی اہم عہدیدار تھا یہ وزارت مالیہ اور وزارت جنگ سے گہرا تعلق رکھتا تھا اس کے فرائض حسب ذیل تھے۔

☆ شاہی جانوروں کی دیکھ بھال وافزائش نسل۔

☆ بوجھ اٹھانے والے جانوروں کی دیکھ بھال وافزائش نسل۔

☆ جانوروں کے لیے چارہ اور چراگاہوں کا انتظام کرنا۔

12۔دفتر اخبار

احمد شاہ نے ایک خفیہ محکمہ جاسوس کا قائم کر رکھا تھا اس میں عورتیں بھی کام کرتی تھیں یہ محکمہ ملک کے کونے کونے سے خفیہ اطلاعات احمد شاہ کو بھیجتے تھے جاسوسوں کا اعلی افسر ہرکارہ باشی کہلاتا اور خبر رسانی کے خفیہ محکمہ کا نام جامع اخبار تھا اس کا اعلی افسر درارونہ دفتر اخبار کہلاتا تھا

13۔صندوق دار باشی

یہ شاہی لباس اور جواہرات کا نگران تھا۔

14۔پیش خدمتگار باشی

یہ محل کے ملازموں کا افسر اعلی تھا۔

15۔قیوچی باشی

شاہی قیام گاہ کا نگران تھا۔

16۔میر آب

یہ دریاؤں کا نگران تھا۔

17۔باج گیر

یہ محصولات جمع کرتا تھا۔

18۔قلنطار شہر

یہ شہر کا امیر ہوتا تھا۔

انتظامی تقسیم

پورا ملک انتظامی سہولت کے پیش نظر حسب ذیل طریقے سے تقسیم کیا گیا۔

1۔ولایت

ولایت میں قندھار، ہرات، کابل، مزار شریف، خراسان، بدخشان، پنجاب (لاہور)، کشمیر۔

2۔حکومت ہائے اعلیٰ

فرخ، میمنہ، بلوچستان، غزنی، نعمان، پشاور، ڈیرہ غازی خاں، ڈیرہ اسماعیل خاں، شکار پور، سبی، سندھ، چھچھ ہزار، لبھ، ملتان سرہند۔

دارالضرب

احمد شاہ ابدالی نے پہلا سکہ تخت نشینی کے فوراً بعد جاری کیا جس پر یہ رقم تھا

حکم شد از قادر بے چون با حمد بادشاہ

سکہ زن بر سیم و زر از اوج ماتا بماہ

ہر ولایت کے دارالخلافہ میں دارالضرب قائم تھے جہاں سکے ڈھالے جاتے تھے قندھار، ڈیرہ جات، آنولہ، اٹک، بریلی، بھکر، لاہور، کشمیر، فرخ آباد، ہرات، کابل، پشاور، ملتان، مراد آباد، نجیب آباد، پٹیالہ، سرہند، ٹھٹھہ میں دارالضرب قائم تھے۔

احمد شاہ کے عہد کے چند ولایتوں اور حکومت ہائے اعلیٰ کے حاکم

شاہ رخ	مشہد
عباس قلی خاں	نیشاپور
نور محمد خاں	سندھ
درویش علی خاں	ہرات
ناصر خاں بلوچ	بلوچستان
شہزادہ تیمور	پنجاب
شہزادہ سلیمان	قندھار
خواجہ عبداللہ خاں	کشمیر
شجاع خاں ابدالی	ملتان
موسیٰ خاں	ڈیرہ اسماعیل خاں
زین خاں مہمند	سرہند

باب 39 :: احمد شاہ بحیثیت انسان

احمد شاہ کی ظاہری شخصیت شاندار، پر اثر، غیر معمولی پر وقار اور بارعب تھی اس کی آنکھوں میں بلا کی ذہانت تھی اس کے روشن اور پر اثر چہرہ پر ایسی کشش تھی کہ تمام افغان اسے بے پناہ چاہتے اور اس کا عزت واحترام کرتے تھے یہ اس کی غیر معمولی شخصیت کا ہی اثر تھا کہ جب آصف جاہ نظام لملک نے 1739ء میں کو جب دیوان عام کے باہر لال قلعہ دہلی میں احمد شاہ کو پہلی بار دیکھا تو اسے احمد شاہ کے چہرے پر ایک حکمران کی سی چمک اور جلال نظر آیا تو اس نے فوراً نادر شاہ درانی سے پوچھا کہ "یہ نوجوان جو باہر ڈیوٹی پر کھڑا ہے کون ہے؟"

نادر شاہ نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہ احمد خاں ہے۔

نظام لملک نے کہا

"مجھے اس میں ایک حکمران کی شخصیت نظر آئی ہے۔"

احمد شاہ نے لڑکپن ہی میں اپنی غیر معمولی شخصیت اور ذہانت کی وجہ سے نادر شاہ کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالی نادر شاہ نے ہمیشہ اس کے لیے تعریفی کلمات استعمال کیے ایک بار نادر شاہ نے اپنے درباریوں کو کہا کہ

"میں نے ایران، توران اور ہندوستان میں ایسا ذہین شخص نہیں دیکھا جتنا احمد خاں ہے۔"

نادر شاہ کو تو آخری عمر میں یہ پوری طرح احساس ہو گیا تھا کہ احمد خاں اس کے بعد حکمران بنے گا۔

حتیٰ کہ جب پیر صابر شاہ صاحبؒ نے احمد خاں کو پہلی بار دیکھا تو فوراً کہہ اٹھے کہ تم ایک دن حاکم بنو گے۔

یہ احمد شاہ کی بلند کرداری تھی کہ اس کے باوجود اس کی نادر شاہ سے وفاداری میں

کوئی تبدیلی نہیں آئی اور اس کا اپنے افغان سرداروں کے ساتھ سلوک بھی تبدیل نہ ہوا۔

احمد شاہ لالچ و حرص سے بالکل پاک تھا جب نادر شاہ کے قتل کے بعد احمد سعید خاں جو وائی لاہور محمد زکریا خاں اور والی کابل نصیر خاں کا نمائندہ تھا 2 کروڑ روپے کا خزانہ جس میں زر نقد اور بے شمار ہیرے و جواہرات اور شالیں شامل تھیں قندھار لیکر آیا تو احمد شاہ نے خزانے پر قبضہ کر لیا سارے کا سارا اپنی فوج کے سرداروں، سالاروں اور سپاہیوں حکومتی عہدیداروں اور ملازموں میں تقسیم کر کے عالی ظرفی اور دریا دلی کا مظاہرہ کیا۔

ایک بار احمد شاہ کی فوج کو رقم کی ضرورت پڑی تو اس نے شاہی خزانہ لوٹ لیا جب خزانچی نے احمد شاہ کو اطلاع دی تو اس نے خزانچی کو ڈانٹ کر کہا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ اس حکومت میں وہ سب میرے برابر کے حصہ دار ہیں یہ سب رقم ان کے لیے رکھی ہوئی ہے۔

احمد شاہ سارا مال غنیمت فوج میں برابر تقسیم کر دیا کرتا تھا اس کے دل میں اپنی ذات کے لیے مال و دولت کا لالچ کبھی پیدا نہیں ہوا۔

احمد شاہ کا بحیثیت انسان مقام اتنا بلند ہے کہ اس کے سامنے سونا، چاندی، ہیرے جواہرات کی کوئی حیثیت نہیں تھی اس نے مال و دولت سے کبھی محبت نہیں کی۔

1761ء میں جب احمد شاہ نے پانی پت کے تاریخی میدان میں مرہٹوں کو شکست دی اور دہلی پر قبضہ کیا تو احمد شاہ نے تاج و تخت عالمگیر ثانی کے پاس رہنے دیا اگر احمد شاہ چاہتا تو خود ہندوستان کا بادشاہ بن سکتا مگر اس کے دل میں کوئی ایسی خواہش جنم نہیں لے رہی تھی اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ احمد شاہ کا مقصد صرف جہاد تھا تخت و تاج یا دولت نہیں تھی۔

احمد شاہ ابدالی انسانیت کا کس قدر احترام کرتا تھا اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب پانی پت کی جنگ میں وسواس راؤ قتل ہوا تو احمد شاہ کے سپاہی اس کی لاش میں بھس بھر کر بطور یادگار افغانستان لے جانا چاہتے تھے مگر احمد شاہ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا اس نے پنڈت بلوائے اور شجاع الدولہ کی زیر نگرانی لاش باعزت طریقے سے جلائی اور راکھ سونے کے برتن میں ڈال کر پیشوا بالاجی باجی راؤ ثانی کو بھجوائی گئی سارے اخراجات احمد شاہ نے برداشت کیے بھاؤ کی لاش کو بھی تلاش کرایا گیا لاش ملی تو سر کے بغیر تھی سر ایک سپاہی کے پاس تھا اس کا منہ دھویا گیا لاش برہمنوں کے سپرد کر دی گئی اور باعزت طور پر جلائی گئی اس کی راکھ بھی سونے کے برتن میں ڈال کر پیشوا کو بھجوادی گئی ان واقعات سے احمد شاہ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

الفنسٹن لکھتا ہے کہ احمد شاہ ہنس مکھ، شیریں زباں، ملنسار اور خوش مزاج تھا حکومتی معاملات میں اپنی الگ شخصیت اور وقار قائم رکھتا تھا مگر عام حالات میں اس کا رویہ عمدہ اور سادہ ہوتا ہے۔

احمد شاہ صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا علماء و درویشوں کی عزت کرتا جہاں بھی جاتا بزرگوں کے مزار پر فاتحہ ضرور پڑھتا۔ پانی پت کی فتح کے بعد حضرت بوعلی قلندرؒ اور حضرت نظام الدین اولیاؒ کے مزار شریف پر حاضری دی حضرت صابر شاہؒ کا گہرا عقیدت مند تھا حضرت خواجہ سعدؒ کا بھی بے حد احترام کرتا تھا۔

کابل سے پنجاب جاتے ہوئے پشاور کے قریب ہمیشہ شیخ عمر چمکانی کی زیارت کو جاتا تھا احمد شاہ رحم دل وسخی بادشاہ تھا جو کچھ اس کے پاس ہوتا لوگوں میں بانٹ دیتا مشرق کے حکمرانوں کی طرح ظالم نہ تھا اس نے پانی پت کی جنگ سے پہلے یہ اعلان کیا کہ

''افغانستان کے آدمیوں میں سے کوئی ہندوستان کے ہندو کے خلاف تعصب کا اظہار نہیں کرے گا کمزوروں پر ظلم وستم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی کسی کی مذہبی اور

معاشرتی رسوم بھی اعتراض کریں گے۔

احمد شاہ خدا پرست تھا اس لیے اس نے کورنش بجالانے یا اپنے سامنے جھکنے سے منع کر دیا۔''

1۔ احمد شاہ کے بعد تیمور تخت نشین ہوا جس نے 20 سال حکومت کی۔

2۔ تیمور شاہ کے بعد زمان شاہ نے حکومت سنبھالی اسے محمود شاہ نے گرفتار کیا اور فتح خاں کے بیٹے اسد خاں نے اس کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔

3۔ محمود نے زمان شاہ سے حکومت چھینی اسے شاہ شجاع نے گرفتار کیا۔

4۔ شاہ شجاع کو محمود شاہ اور فتح خاں نے شکست دے کر گرفتار کیا۔ محمود شاہ کے بیٹے کامران نے فتح خاں کو گرفتار کرلیا۔

5۔ احمد شاہ نے پہلے سلیمان شاہ کو ولی عہد مقرر کیا مگر بعد میں فیصلہ تبدیل کر کے تیمور شاہ کو ولی عہد نامزد کیا۔

6۔ سلطان علی نامور فارسی شاعر، عالم و محقق تھے۔ وفات 1935

سلطان علی کی ازواج بادشاہ بیگم، عزیز بی بی

7۔ سلطان احمد کی زوجہ سردار بیگم

سلطان علی کی زوجہ عزیز بی بی اور سلطان احمد کی زوجہ سردار بیگم آپس میں کزن تھیں۔

سلطان احمد کی بیٹیاں آغا بیگم، رضیہ سلطانہ، معصومہ بیگم

معصومہ بیگم کے سسر غلام حسین قریشی اور سلطان احمد کی زوجہ سردار بیگم آپس میں بھائی بہن تھے۔

شہزادہ سلطان احمد مصنف کے نانا جان اور غلام حسین قریشی مرحوم دادا جان

معصومہ بیگم کے شوہر یوسف علی قریشی مصنف کے والد

8۔ عبداللہ شاہ کی ازواج رضیہ بیگم، آغا بیگم، رضیہ بیگم کے بطن سے افضال احمد

اور اعجاز احمد۔ آغا بیگم کے پہلے شوہر شہزادہ سلطان حسین تھے۔

9۔ شہزادہ سلطان محمد جمال کی رہائش گاہ اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور خضری محلّہ میں تعمیر کردہ حویلی میں۔ اسی قدیم حویلی میں مصنف (قیصر علی آغا) نے پرورش پائی۔

10۔ شہزادہ افتخار احمد نے فلمی رسالہ مصور جاری کیا ان کے بیٹے شہزادہ عالمگیر خوفناک ڈائجسٹ، اخبار کرکٹ نکالتے ہیں۔

11۔ شہزادہ سلطان مسعود سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن میں منیجر تھے ان کی اولاد شہزادہ اظہر مہدی، سمانہ آغا اور بینش آغا ہیں۔

اس شجرہ کی تیاری میں شہزادہ سلطان مسعود مرحوم کی دختر بینش آغا نے مصنف کے ساتھ مل کر شب و روز کام کیا ان کا بے حد مشکور ہوں۔

-------THE END----ختم شد----------